خطباتِ اسلم

دوم

اصلاحِ ظاہر و باطن کا حسین امتزاج

دعوتِ فکر و عمل کا ایک عظیم شاہکار

افادات

مفکرِ ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ

(خلیفہ حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحبؒ)

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور

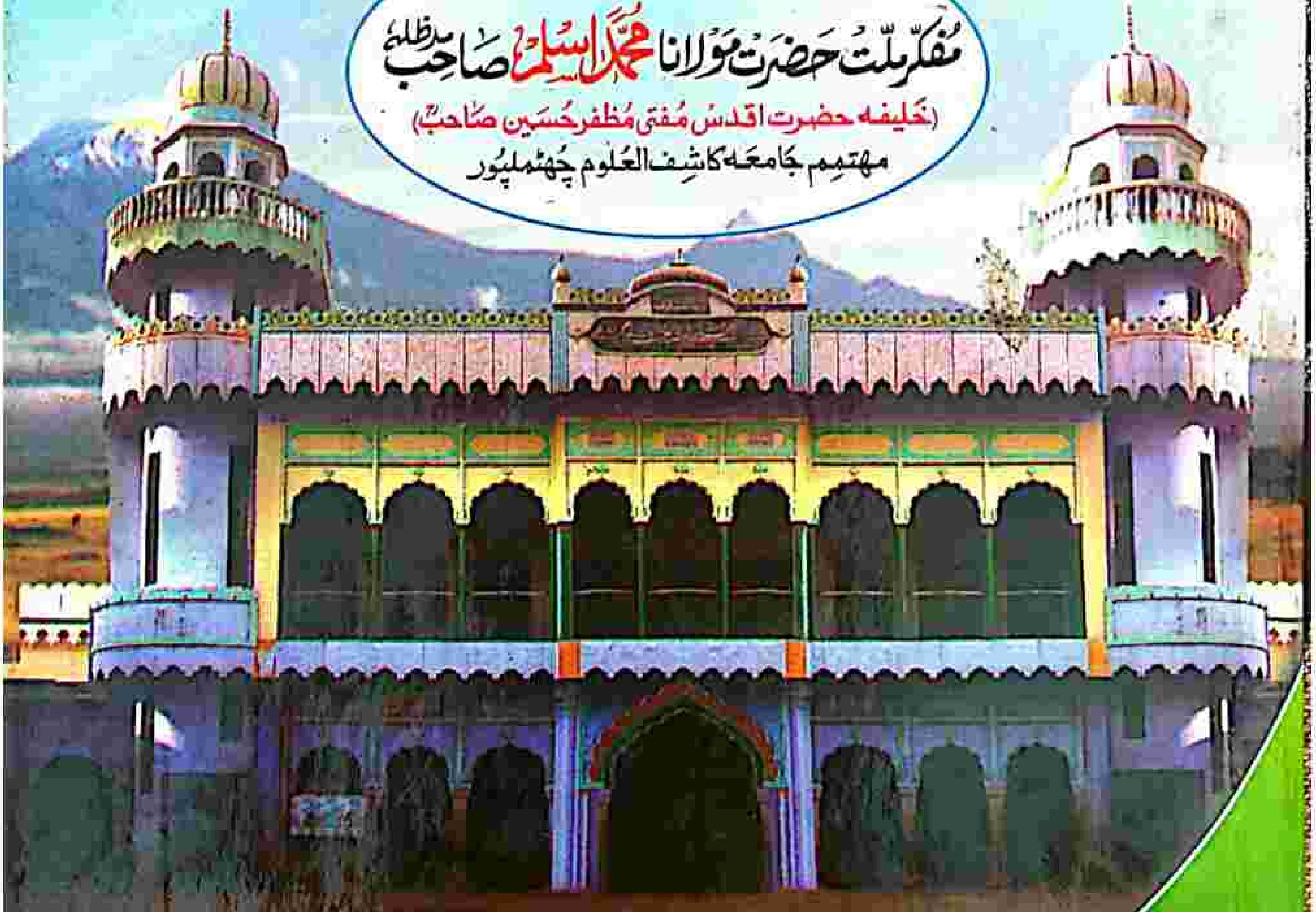

مرتب محمد ناظم قاسمی

شائع کردہ

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور

Scanned by CamScanner

☆ فکر انگیز خطبات کا جامع مرقع

☆ اصلاحِ ظاہر و باطن کا حسین امتزاج

☆ دعوتِ فکر و عمل کا ایک عظیم شاہکار

خطباتِ اسلم

جلد دوم

مفکرِ ملت خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

ناشر

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور، یوپی

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات اسلم

جلد : دوم

خطیب : مفکر ملت مولانا محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم

مرتب : محمد ناظم قاسمی

ایڈیشن : اوّل

تعداد : دو ہزار

کمپوز کتابت

طارق کمپیوٹرس (طارق پبلی کیشنز) ابوالمعالی گدی واڑہ دیوبند

قیمت :

سن : ستمبر ۱۹۹۷ء

طباعت :

ناشر

ب بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور (یوپی)

ملنے کے پتے

☆مکتبہ البلاغ دیوبند ☆دارالکتاب دیوبند ☆مکتبہ رشیدیہ، دھلی

☆مکتبہ رشیدیہ نزد مظاہر علوم جدید سہارنپور

☆مکتبہ ریاض اشرف العلوم، گنگوہ

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ صفحہ نمبر

کلماتِ تبریک ۱۳
دعائیہ ۱۴
تقریظ مبارک ۱۵
تأثرات ۱۷
انتساب ۱۹
موضوعِ سخن ۲۰
☆قرآن ایک عالمگیر پیغام ۲۲
قرآن حکیم ایک ناقابل تحریف کتاب ۲۷
تلاوتِ قرآن کی لذت وحلاوت ۲۹
لاریب فیہ ۳۰
عجیب وغریب کیفیات کا ورود ۳۱
قرآن حکیم اور انسانی دماغ کی بے بسی ۳۲
سرداران قریش کی حق بیانی ۳۴
قرآن حکیم کا عالمگیر پیغام ۳۶
تدبر قرآن حکیم ۳۹
قرآن حکیم کی انقلابی تاثیر ۴۰
قرآن کی اثرانگیزی کا عملی نمونہ ۴۲
ایک نیک سیرت خاتون کا واقعہ ۴۵
☆روزِ محشر کا پہلا سوال ۵۲

Scanned by CamScanner

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ صفحہ نمبر

نمازدین کا ستون اور ایمان کی دلیل ۵۵
نماز بندے اور خدا کے درمیان محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے ۵۶
محبت کی علامت ۵۹
بے نمازی کے لئے وعید ۶۳
نماز کا امتیازی پہلو ۶۵
جماعت کی نماز کے فضائل اور وعید ۶۸
جماعت کی نماز کی حکمتیں ۷۰
فلسفہ نماز ۷۰
اعمالِ نماز ۷۳
☆ زکوۃ مذہبِ اسلام کا ایک بنیادی نظام ۸۱
زکوۃ کے لغوی معنی ۸۵
زکوۃ کی وجہ تسمیہ ۸۵
اصطلاحِ شریعت ۸۵
امم سابقہ میں زکوۃ کا فریضہ ۸۵
اہمیتِ زکوۃ بحوالہ قرآن کریم ۸۶
زکوۃ نہ دینے والوں کے لئے وعید ۸۸
یاد تیج ثعلبہ ۹۰
زکوۃ ٹیکس نہیں ہے ۹۴
زکوۃ اصلاحِ معاشرہ کا بے نظیر اصول ۹۵
ایک تحقیقی جائزہ ۹۷

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ صفحہ نمبر

مسائل زکوۃ ۱۰۱
☆ ماہِ محرم اور مسلمان ۱۰۵
ماہِ محرم الحرام کی فضیلت وعظمت ۱۰۹
ماہِ محرم کی شرعی حیثیت ۱۱۰
یومِ عاشورہ ہی غم کی تاریخ کیوں؟ ۱۱۲
شہید کا مقام ومرتبہ ۱۱۳
حق پرستوں کی پہچان ۱۱۶
☆ عید میلاد النبی ﷺ یا بارہ وفات عقیدت مندوں کے ساتھ ۱۱۹
تعلیماتِ نبوی کی خلاف ورزیاں ۱۲۵
عید میلاد النبی ﷺ یا بارہ وفات کے پروگرام کے بعد ۱۲۷
اسوۂ رسول پر عمل کی برکت ۱۲۹
امت کے لئے ایک سبق ۱۳۰
صحابہ کرام میں اتباعِ سنت کا جذبہ ۱۳۱
☆ شب برأت اور حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات ۱۳۵
فرشتوں کی عید کی رات ۱۳۸
شب برأت شفاعت کی رات ۱۳۹
رحمتِ خداوندی کا عجیب کرشمہ ۱۴۱

Scanned by CamScanner

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین	صفحہ نمبر
فیصلوں کے صادر ہونے کی رات	۱۴۲
شبِ برأت میں ہماری ذمے داری	۱۴۴
شبِ برأت میں اللہ کے نبی کا عمل	۱۴۵
شبِ برأت کے مخصوص اعمال	۱۴۸
چھ آدمیوں کی مغفرت نہیں ہوتی	۱۴۹
پہلا آدمی	۱۴۹
دوسرا شخص	۱۵۰
شراب کی جسمانی مضرت	۱۵۰
عقل پر شراب کے اثرات	۱۵۱
شراب جنگ وجدل کا سبب بنتی ہے	۱۵۲
شراب کی قومی مضرت	۱۵۲
شراب ام الخبائث ہے	۱۵۳
شراب کے مالی نقصانات	۱۵۳
شراب کے روحانی نقصانات	۱۵۴
ڈاکٹروں کی تحقیق اور مشورے	۱۵۴
تنبیہ	۱۵۵
تیسرا آدمی	۱۵۶
ماں باپ کے احسانات	۱۵۸
والدین کا انمول مجاہدہ	۱۵۹

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین	صفحہ نمبر
والدین کا مقام مرتبہ	۱۶۰
والدین کی خدمت واطاعت	۱۶۱
والدین کے ساتھ بدسلوکی سے پرہیز کرو	۱۶۳
ماں کا احترام اللہ کے نبی کی نظر میں	۱۶۳
بیوی کو ماں پر ترجیح نہ دو	۱۶۴
ماں کی حکم عدولی کا خمیازہ	۱۶۶
چوتھا آدمی	۱۶۸
قطع رحمی کرنے والا ہماری مجلس میں نہ بیٹھے	۱۶۹
پانچواں آدمی	۱۷۲
دو چہروں والا بدترین آدمی	۱۷۳
خواص کی ملمع سازی	۱۷۴
چغل خور کی نحوست	۱۷۴
عبرت ناک واقعہ	۱۷۵
چھٹا آدمی	۱۷۶
ہر گناہ کا علاج توبہ	۱۷۸
☆صیامِ رمضان ایک احسانِ خداوندی	۱۸۱
ماہِ رمضان کے انوار وبرکات	۱۸۴
فضائلِ رمضان	۱۸۵
کچھ پالینے یا کھودینے کا موقع	۱۹۰

Scanned by CamScanner

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین	صفحہ نمبر
اکابر کا رمضان	۱۹۲
حضرت مدنی کا رمضان	۱۹۳
لعلکم تتقون کا منشاء	۱۹۵
روزہ کی امتیازی خصوصیت	۱۹۷
ماہِ رمضان المبارک کی روح پرور فضا	۱۹۹
تصویر کا دوسرا رخ	۲۰۰
ضبطِ نفس روزہ کا مقصد	۲۰۱
روزہ ڈھال ہے	۲۰۲
غیبت کا نتیجہ	۲۰۳
برے افعال سے پرہیز کریں	۲۰۴
ماہِ رمضان اعمال کا سیزن	۲۰۴
رحمت و مغفرت کے اعتبار سے امت کے تین طبقے	۲۰۶
اعمالِ رمضان	۲۰۹
روزہ	۲۰۹
روزہ کی فضیلت	۲۰۹
تنبیہ	۲۱۰
روزہ کے آداب	۲۱۰
فرضیتِ روزہ	۲۱۱
روزہ کا مکلف	۲۱۲

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین	صفحہ نمبر
نمازِ تراویح	۲۱۲
تاریخ نمازِ تراویح	۲۱۲
فضائل نمازِ تراویح	۲۱۳
نمازِ تراویح کی ابتدا	۲۱۴
نمازِ تراویح کا حکم	۲۱۴
مسائل تراویح	۲۱۵
فضائلِ شبِ قدر	۲۱۶
شبِ قدر میں بے شمار رحمتوں کا نزول	۲۱۸
اہمیتِ شبِ قدر	۲۱۹
اعمالِ شبِ قدر	۲۲۰
فائدہ	۲۲۰
شبِ قدر کی دعا	۲۲۱
شبِ قدر توبہ و استغفار کی رات	۲۲۲
تعیینِ شبِ قدر	۲۲۳
اعتکاف	۲۲۵
فضائل اعتکاف	۲۲۵
مسائل اعتکاف	۲۲۷
طریقہ اعتکاف	۲۲۸
☆ عید الفطر اور اس کا پیغام	۲۲۹

Scanned by CamScanner

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ صفحہ نمبر

عید کا پس منظر	۲۳۲
عید کے دن ہمیں کیا کرنا چاہیے؟	۲۳۶
عید کا پیغام کیا ہے؟	۲۴۰
☆عید الاضحیٰ یا ضیافتِ مولیٰ	۲۴۶
ذی الحجہ کے فضائل	۲۴۹
عید قرباں کا پس منظر	۲۵۰
اقوامِ عالم کا تذکرۂ قربانی	۲۵۲
ایک تاریخی قربانی	۲۵۳
اسلامی تعلیمات کا امتیازی پہلو	۲۵۵
ابتلا اور آزمائش کا طویل دور	۲۵۵
قربانی کا مقصد	۲۶۱
قربانی کے فضائل	۲۶۲
قربانی کے مسائل	۲۶۵
قربانی کن لوگوں پر واجب ہوتی ہے؟	۲۶۵
قربانی کا وقت	۲۶۵
قربانی کے جانور کے شرائط اور اوصاف	۲۶۵
وہ عیوب جن کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی	۲۶۷
مکروہاتِ قربانی	۲۶۷
مصرف چرمِ قربانی	۲۶۷

ایک مطالعاتی نظر

تفصیل عناوین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ صفحہ نمبر

تنبیہ	۲۶۷
عید الاضحیٰ کے دن مسنون اعمال	۲۶۸
تکبیراتِ تشریق	۲۶۹
☆فضیلتِ جمعہ اور اس کے مسائل	۲۷۰
فضائلِ جمعہ	۲۷۳
قبولیتِ دعا کے دو وقت	۲۷۵
اسلام کا سب سے پہلا جمعہ	۲۷۷
جمعہ کی حکمتیں	۲۸۰
وعید	۲۸۲
تاجروں کو حکم	۲۸۳
اعمالِ جمعہ (فضائل و مسائل)	۲۸۶
جمعہ کے دن درود شریف کا ورد	۲۹۳
سورۂ کہف کے فضائل	۲۹۳
☆اتحادِ ملت	۲۹۵
کائناتی نظام بھی اتحاد کی بنیاد پر منحصر ہے	۲۹۸
اتفاق و اتحاد کا کلیدی کردار	۲۹۹
قومِ مسلم کی ذلت و رسوائی کا سبب	۳۰۰
افضلیت و برتری کا مدار تقویٰ	۳۰۱
حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ایک غریب مگر متقی صحابی	۳۰۳
پوری ملتِ اسلامیہ ایک جسم کی مانند ہے	۳۰۵
اتحادِ ملت کا مرکز	۳۰۷
برائے ایصالِ ثواب	۳۱۲

Scanned by CamScanner

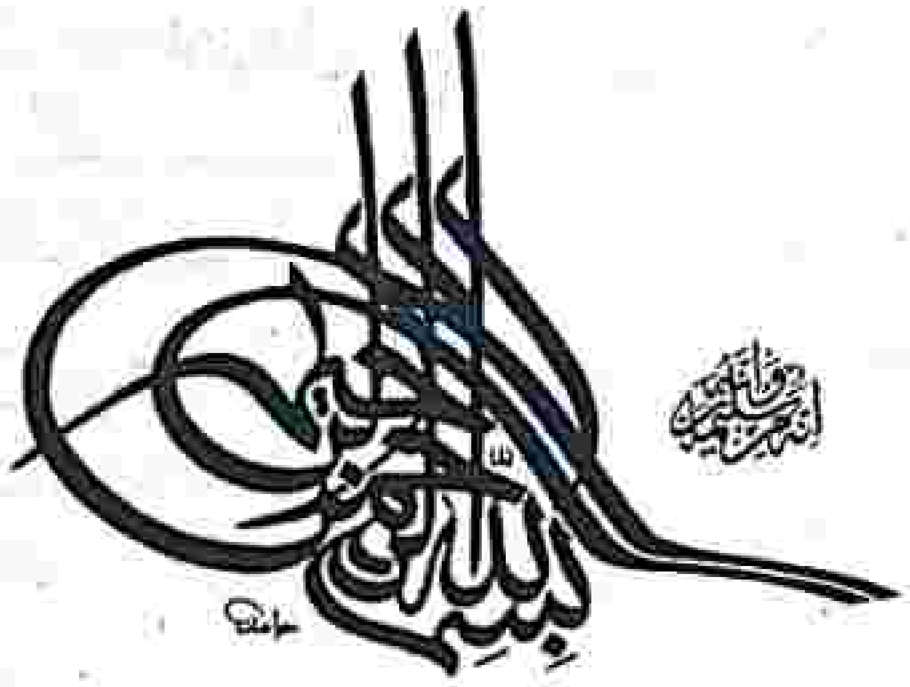

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور

باسمہ تعالیٰ

کلمات تبریک

صاحب فضل وکمال حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب مدفیوضہم

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

حامداً ومصلیاً ومسلماً......زیر نظر کتاب، حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مہتمم جامعہ عربیہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور کے گرانقدر مواعظ و تقاریر کا دوسرا حسین و خوبصورت گلدستہ ہے جس میں دینِ مُبین کے مختلف شعبوں پر مستند اور قیمتی معلومات جمع کردی گئی ہیں۔

حضرت موصوف نے اپنے متواضعانہ مزاج کے موافق خطبات میں انتہائی سادہ اور پر وقار انداز اختیار فرمایا ہے، جو "از دل خیزد بر دل ریزد" کا مصداق ہے اس لئے قوی امید ہے کہ مسلمانوں کا ہر طبقہ ان خطبات سے استفادہ کر سکے گا۔

مزید برآں خطبات کے بعد موقع کی مناسبت سے مکرم مرتب زادعلمہ نے ضروری مسائل فقہیہ کا اضافہ بطور ضمیمہ کردیا ہے، جس کی بنا پر ان کی افادیت دوچند ہو گئی ہے۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو شرف قبولیت سے نوازے اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ ان خطبات کو پڑھنے اور اپنی اعتقادی و عملی زندگی سنوارنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

محمد عثمان منصورپوری

خادم دارالعلوم دیوبند ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

Scanned by CamScanner

دعائیہ

فضیلت مآب جناب حضرت الحاج مولانا سید محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم امّا بعد قرآن حکیم کے مضامین میں ایک نوع وعظ و نصیحت پر بھی مشتمل ہے جو ہدایت انسانی کے لئے ایک نہایت مؤثر اور دلپذیر مضمون ہے اسی لئے ہمیشہ سے مواعظ اور اصلاحی تقاریر معاشرہ کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں اور ان کو مرتب و منضبط کرنے اور شائع کرنیکا دستور رہا ہے۔

عزیزم مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی زادت فیوضہ بھی اسی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے علاقے کے معروف و مشہور مقرر اور ایک قدیم ادارے کے ناظم و مہتمم مولانا محمد اسلم صاحب مظاہری کے مواعظ حسنہ کو ترتیب دے کر شائع کر رہے ہیں جو احقر کی نظر سے گذرے ہیں الحمد اللہ تمام خطبات قابل استفادہ ہیں،

حق تعالیٰ اس مجموعے کو ہدایت قلوب کا ذریعہ بنائے اور اسلامی معاشرہ میں اصلاح کا وسیلہ بنائے اور ہم سب کو اپنی محبت و رضا عطا فرمائے۔ فقط والسلام

(مولانا) محمد سلمان (صاحب)

۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۱۷ھ

تقریظ مبارک

گرامی قدر جناب حضرت الحاج مولانا قاری محمد قاسم صاحب قاسمی مدظلہ

استاذ مدرسۃ العلوم حسین بخش دھلی و رکن مجلس شوریٰ

جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد۔ مخدومی و مربی حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور جنھیں حق تعالیٰ شانہ نے بے پناہ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں اور زندگی کے ہر موڑ پر وہ ملت اسلامیہ کی بیش بہا خدمات انجام دیتے ہیں جامعہ کے نظم و نسق کا مسئلہ ہو یا درس و تدریس کا، تعلیم و تربیت کا انداز ہو یا محبت و شفقت کا، تحریر و تقریر کے ذریعہ خدمت ہو یا صحافت و خطابت کے ذریعہ، غرض وہ ہر میدان میں اپنے ذہن رسا اور فہم و بصیرت سے ہر طرح کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرب و جوار، دور دراز، اندرون ملک و بیرون ملک، عوام و خواص آپ کے شیفتہ و گرویدہ ہیں اور آپ کی مؤثر خطابت اور بے باک لب و لہجہ اور اس پر مزید فکر آخرت کی اثر انداز آواز نے لوگوں کے قلوب میں ایک عملی و روحانی انقلاب برپا کر دیا ہے بہت سے پُر ہجوم مجمع سے گریہ و بکا کی صدائیں سنائی دیتی ہیں

جب آپ اپنے مخصوص اور انفرادی لب ولہجہ میں خطاب فرماتے ہیں تو زندگی اور اس کے افکار پریشاں انسان کو عمل کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

آپ صاحب نسبت بزرگ اور عوام کے مرشد محترم بھی ہیں اس لئے آپ کی تقریر کی اثر پذیری میں قلب کی تپش اور شبوں کا گداز ہونا امر یقینی ہے

بے شمار تقریروں آپ نے ہر موضوع کی مناسبت سے عظیم اجتماعات کے سامنے فرمائی ہیں بڑی مسرت کی بات ہے کہ ان انمول جواہرات کو کاشف العلوم کے ہی ایک باصلاحیت اور تجربہ کار استاذ جناب الحاج مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی دامت برکاتہم منضبط و مرتب کرنے کے بعد قسط وار شائع کر رہے ہیں چنانچہ جلد اوّل پہلے ہی مقبولیت حاصل کر چکی ہے باری تعالیٰ جلد دوم کو بھی قبولیت عام عطا فرمائے اور ہم سب کے لئے آخرت کا وسیلہ اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین والسلام

احقر محمد قاسم

خادم التدریس مدرسۃ العلوم

حسین بخش دھلی

تأثرات

مولانا نثار احمد صاحب افغانی

استاذ شعبہ عربی، فارسی جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور

حامداً ومصلیاً۔ امابعد۔ حقیر کو مفکر ملت حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کے سادہ مگر اثر انگیز اور دل میں اتر جانے والے مواعظ کا مجموعہ خطبات اسلم جلد دوم کو لفظ بہ لفظ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

قدرت فیاض نے جہاں آپ کو فضل و کمال کے ساتھ ساتھ عقل و دانش، فہم و فراست، علم و وقار، حسن تدبیر، اور نظم و نسق کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے وہیں خطابت کا خاص ذوق، زبان و بیان کا خاص انداز، افہام و تفہیم کا خاص ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔ تقریر اس قدر مؤثر، دلچسپ اور مسحور کن ہوتی ہے کہ اس سے عوام اور اہل علم دونوں یکساں طور پر محظوظ و مستفید ہوتے ہیں۔ انداز تکلم کی وہی لذت، اخلاص و للہیت کی وہی کیفیت آپ کے ان خطبات سے پوری طرح محسوس ہوتی ہے جس کو بڑی صفائی کے ساتھ قلم و قرطاس کی حدود میں قید کر دیا گیا ہے۔

ہر تقریر میں جگہ جگہ موزوں سرخیاں اور بیشتر تقاریر کے ساتھ ساتھ بطور ضمیمہ علمی معلومات کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے جلد ثانی مجموعہ خطبات ہی نہیں بلکہ ایک مکمل علمی ذخیرہ بن گئی ہے جلد ثانی کی تقاریر اور دلائل و براہین

،تاریخی حوالہ جات، نیز اکابر علماء کے واقعات سے لبریز ہے اور یہ اس جلد کی اہم خصوصیت ہے۔ جو مؤلف محترم استاذ الاساتذہ حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی مدظلہم کی ذہانت وذکاوت اور وسعت علمی کا بین ثبوت ہے احقر کی بساط کیا آپ کے سینکڑوں تلامذہ اس نکتہ سے بخوبی واقف ہیں کہ آپ ہر کام کو اچھوتے اور نرالے پیرایے میں ڈھال کر پیش کرنے کی سعی کرتے ہیں، اور شاید یہی وجہ بھی ہے کہ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور جیسے معروف ادارہ میں شعبہ تعلیمات کی خدمات آپ کے سپرد ہیں ایک طویل عرصہ سے آپ اس عہدے پر فائز ہیں اہتمام کے بعد شعبہ تعلیمات سب سے اہم شعبہ ہوتا ہے جس کا نظم و نسق ادارہ کے معیار و وقار کو بلند کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

اسی طرح حدیث و تفسیر کی گرانقدر تدریسی مصروفیات کے باوجود تصنیفی و تالیفی کام کرنا بھی بہت بڑا اجہاد ہے جو ارادہ کی پختگی اور وسعتِ علمی کے بغیر ممکن نہیں۔

دعاگو ہوں کہ باری تعالیٰ حضرت والا کے زریں الفاظ اور استاذ محترم کی مخلصانہ تگ ودو کو قبول فرماکر عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے (آمین) ننگِ اسلاف:

نثار احمد افغانی

خادم التدریس جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، ضلع سہارن پور

انتساب

میں اپنی اس ناچیز مساعی کے سبک مایہ کو

صبر و شکر، اخلاص و تواضع اور انابت الی اللہ کے پیکر

استاد محترم مفکر ملت حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مد ظلہ العالی

(روح رواں)

جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

کے نام معنون کرتا ہوں

جن کی علمی رہنمائی اور عملی شفقت وعنایت سے میں اس لائق ہوا کہ اس گلدستہ پند و حکمت کو مرتب کر سکوں۔ حق تعالیٰ آپ کے ظل عاطفت کو تادیر ہمارے سروں پر سایہ فگن رکھے۔ (آمین)

خاکسار

محمد ناظم قاسمی

خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

Scanned by CamScanner

موضوعِ سخن

خدائے لم یزل ولایزال کا بے حد ممنون کرم ہوں کہ اس نے خطبات اسلم جلد اوّل کی بے پناہ مقبولیت کے بعد جلد دوم کی ترتیب وتسوید کا حسین موقعہ فراہم کیا۔ یقیناً یہ سراپا گنہگار بندہ ہرگز اس ذرہ نوازی کے لائق نہ تھا لیکن رحمت الٰہی سایہ فگن ہوئی اور اکابرین علماء، دانشوران قوم نیز خواص وعوام کے سپاسی خطوط نے مزید قدم بڑھانے کا حوصلہ بخشا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک ثم الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

ملک وبیرون ملک سے جید علمائے کرام، ائمہ مساجد، اور حضرت والا کے مریدین ومنتسبین کا اصرار ہوا کہ جلد دوم کو مزید مفید بنانے کی حتی المقدور کوشش کروں تاکہ یہ صرف خطبات ہی نہ ہوں بلکہ ایک مکمل علمی خزانہ ہوں۔ چنانچہ احقر نے جدوجہد کی اور خطبات پر خصوصی محنت کے ساتھ ساتھ موقعہ بہ موقعہ ضمیمہ کے طور پر اسی عنوان سے متعلق معلومات بھی فراہم کردی ہیں مثلاً زکوۃ کی تقریر کے ساتھ اس کے ضروری مسائل، رمضان سے متعلق اس کے ضروری امور، عید قرباں سے متعلق اس کی اہم معلومات، جمعہ سے متعلق اس کے قابل توجہ اعمال، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ میں نے مشہور مقررین کے مجموعہ خطبات میں کہیں یہ طریقہ نہیں پایا لیکن عوام اور خصوصاً ائمہ مساجد ودیگر مبلغین وواعظین کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا کیا ہے تاکہ ایک ہی موضوع سے متعلق مواد قارئین کرام کو دیگر کتابوں میں تلاش نہ کرنا پڑے اور کم وقت میں بہت سا کام ہوجائے میں اس نوعیت

سے کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ آپ فرمائیں اس لئے مؤدبانہ ملتمس ہوں کہ جلد اوّل کی طرح جلد دوم میں بھی جہاں اغلاط ہوں، مطلع فرماکر مشکور فرمائیں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں عزیزم مولانا نثار احمد صاحب افغانی مدرس عربی فارسی جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور کا شکریہ ادانہ کروں کہ آں عزیز نے اس کاوش کو آپ تک پہنچانے میں اپنا ہر ممکن تعاون دیا ہے۔

آخر میں ایک بار پھر اپنے تمام قارئین خصوصاً طلبائے عزیز، ائمہ مساجد، واعظین ومقررین اور حضرت والا کے مریدینؒ ومنتسبین کا بے حد مشکور ہوں کہ میری اس حقیری سی کاوش کو سراہا اور شرفِ قبولیت سے نوازا۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ اپنی خاص رحمت کے صدقے اس جلد کو بھی مقبولیت عامہ نصیب فرمائے اور ہر مؤمن کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق دے، نیز استاذ محترم مفکر ملت حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت تادیر قائم فرمائے

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

خاکسار

محمد ناظم قاسمی

خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور

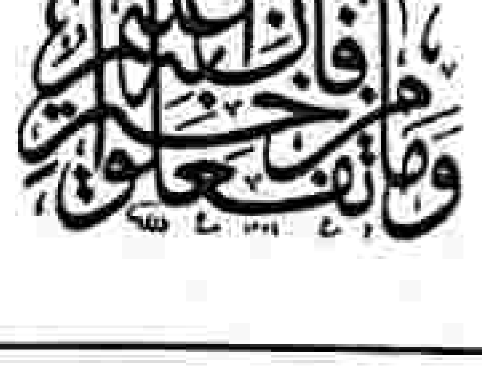

بجھ نہیں سکتا کسی آندھی سے قرآں کا چراغ
آندھیو! خود آزمالو سامنے میدان ہے

قرآن

ایک عالمگیر پیغام

مفکر ملت خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
خلیفہ اجل
فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
مرتبہ
محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے، نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلام سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ؒاقبال

قرآن

ایک عالم گیر پیغام

الحمدُ للہ الذی خلق الانسان و علّمہ البیان و شرّفہ اللّسان و نشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہ و سلم . امّا بعد ...... قال اللہ تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم . بسم اللہ الرحمان الرحیم . انّ ھٰذا القُرآنَ یَہدی للّتی ھیَ اَقوَمُ .

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

محترم حاضرینِ مجلس اور عزیز ساتھیو!

میں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن حکیم کی آیت کا ایک مختصر سا ٹکڑا تلاوت کیا ہے، جس میں باری تعالیٰ نے قرآن حکیم کے عالم گیر پیغام کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت دیتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے، نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلام سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اقبال

قرآن

ایک عالم گیر پیغام

الحمدُ لله الذى خلق الانسان و علّمه البيان و شرّفه اللّسان و نشهد ان لا اله الا الله محمدٌ رسول الله صلى الله عليه و اله و سلم . امّا بعد ...... قال الله تبارك و تعالىٰ فى القرآن المجيد : اعوذ بالله من الشيطٰن الرّجيم . بسم الله الرحمٰن الرحيم . انّ هٰذا القُرآنَ يَهدى لِلّتى هِىَ اَقْوَمُ.

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

محترم حاضرینِ مجلس اور عزیز ساتھیو!

میں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن حکیم کی آیت کا ایک مختصر سا ٹکڑا تلاوت کیا ہے، جس میں باری تعالیٰ نے قرآن حکیم کے عالم گیر پیغام کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: بلا شبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت دیتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔

Scanned by CamScanner

محترم بزرگو......! اس سے پہلے کہ میں قرآن حکیم کے عالم گیر پیغام کی روشنی میں گفتگو کروں مناسب خیال کرتا ہوں کہ پہلے بطور مقدمہ اس کتاب کی عظمت و رفعت اور امتیازی شان کا کچھ تذکرہ کر دوں تا کہ کتاب اور صاحب کتاب کی محبت و عقیدت دلوں میں اور بڑھ جائے۔

دوستو......! قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے: جو کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ یہ کلام اللہ کے آخری نبی محمد صلی مصطفیٰ ﷺ پر مسلسل ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا ہے۔ آج اس کلام کو نازل ہوئے تقریباً چودہ صدیاں گذر چکی ہیں؛ لیکن جس حالت میں یہ کلام اس وقت نازل ہوا تھا، بعینہ آج بھی انہی الفاظ کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہے اس کے کسی ایک لفظ یا جملہ میں کہیں بھی کسی طرح کی تحریف و تبدیلی نہیں ہوئی ہے، اس کے بالمقابل اللہ کی نازل کردہ دوسری کتابوں کا حال بالکل مختلف ہے، ان کتابوں میں ان کے ماننے والوں نے تحریف و ترمیم کر دی ہے چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوْا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوْا بِهِ

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُوْلُوْنَ إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ.

ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ علمائے یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریف و ترمیم کر ڈالی ہے اور ایک دوسری آیت میں تو باری تعالیٰ نے ایسے لوگوں پر لعنت بھی کی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا.

﴿"بڑی تباہی تو ان لوگوں کیلئے ہوگی جو اپنے ہی ہاتھوں سے کتاب کو بدل سدل کر لکھ ڈالتے ہیں اور پھر عوام کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ایسا ہی نازل ہوا ہے اور مقصد ان کا یہ ہوتا ہے؛ تا کہ کچھ نقدی وغیرہ مل جائے"﴾

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا يَكْسِبُوْنَ

﴿"سو برباد ہو جائیں گے ان کے وہ ہاتھ جنہوں نے تحریف کی اور برباد ہو جائے گی وہ کمائی بھی جو انہوں نے حاصل کی"﴾

حاضرینِ محترم......! قرآن و احادیث میں بہت سے شواہد موجود ہیں جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دوسری تمام کتابوں میں تحریف و ترمیم کر دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کتابوں کے ماننے والے شرک و بت پرستی کا شکار ہو گئے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصَارٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ.

اس طرح ان کتابوں کی حقانیت اور ان کے فوائد بالکل ختم ہو گئے، اللہ کا شکر ہے کہ قرآن حکیم میں آج تک اس قسم کی کوئی تبدیل نہیں ہو سکی ہے؛ حالانکہ تاریخ میں اس بات کے بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ شر پسند عناصر نے حتی المقدور تحریف کی کوشش کی ہے مگر الحمد للہ حفاظ، قراء اور علماء حضرات کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس فتنہ کو ناکام بنا دیا۔ قرآن حکیم میں اس کی وجہ بیان کی گئی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ۔

"ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"

امت مسلمہ پر یہ اللہ کا کرم اور اس کا احسان ہے کہ اس نے امت کو تا قیامت ہدایت اور صراط مستقیم پر رکھنے کیلئے قرآن حکیم کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں ایسے بندگانِ خدا موجود رہے اور ہیں، جو اس فتنہ کا سدِّباب کرنے کیلئے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں اور جب جب بھی یہ فتنہ سر اٹھاتا ہے تو فوراً قلع قمع کر دیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم ناقابل تحریف کتاب: چنانچہ صدیوں پرانا ایک واقعہ امام قرطبیؒ کے حوالے سے قرآن حکیم کی تفسیروں میں نقل کیا جارہا ہے، جو معاندین اسلام اور حاسدین قرآن کے لئے عبرت سے لبریز ہے:

خلیفہ مامون کی عادت تھی کہ اس کے دربار میں کبھی کبھی علمی مسائل پر بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے، بلا تفریق مذہب و ملت اہل علم کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی ایک مرتبہ ایک یہودی آیا، جو شکل و صورت اور لباس کے وغیرہ کے اعتبار سے ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا، مباحثہ شروع ہوا جب اس نے گفتگو کی تو بڑے اچھوتے اور نرالے انداز میں شرکاء کا من موہ لیا اس کا کلام بڑا فصیح و بلیغ تھا، خلیفہ مامون بھی اس سے بہت متاثر ہوا۔

چنانچہ جب مجلس ختم ہو گئی، خلیفہ نے اسے اپنے قریب بلا کر پوچھا، کیا تم اسرائیلی ہو؟ اس نے اقرار کیا، خلیفہ نے اس کا امتحان لینے کیلئے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے، اس نے جواب دیا کہ میں

اپنے آباواجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا، خلیفہ نے بات یہیں ختم کر دی اور یہ شخص چلا گیا، ایک سال کے بعد پھر یہی شخص مسلمان ہو کر آیا اور مباحثہ میں شریک ہوا، اسلامی فقہ کے موضوع پر اس نے لاجواب تقریر کی، مجلس ختم ہونے کے بعد خلیفہ نے اسے بلا کر پھر پوچھا کیا تم وہی شخص ہو جو گذشتہ سال آئے تھے؟ جواب دیا ہاں وہی ہوں، مامون نے جواب دیا اس وقت تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، پھر اب مسلمان ہونے کی کیا وجہ ہوئی؟

حاضرین گرامی!...... اس نے جو جواب دیا وہی اس واقعہ کا ماحصل ہے غور سے سماعت فرمایئے: اس نے کہا جب میں یہاں سے لوٹا تو میں نے تمام مذہب کی تحقیق کرنے اور کھرا کھوٹا پہچاننے کی سعی کی، میں ایک خوشنویس اور کاتب آدمی ہوں، کتابیں لکھ لکھ کر بیچا کرتا ہوں، اللہ کا فضل ہے میری کتابیں اچھی قیمت میں بک جاتی ہیں۔

میں نے امتحان لینے کے لئے توریت کے تین نسخے تحریر کئے ان میں بہت سی جگہ اپنی طرف سے تحریف و ترمیم کر دی، اب میں یہ نسخے لیکر کنیسہ میں پہنچا، یہودیوں نے بڑی خوشی خوشی ان کو خرید لیا، پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے ردّوبدل کر کے لکھے اور عیسائیوں کے عبادت خانے میں لے گیا، وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر و منزلت کے ساتھ ان نسخوں کو خرید لیا، پھر یہی کام میں نے قرآن حکیم کے ساتھ کیا اور اس کے بھی تین نسخے لیکر مسلمانوں کے پاس گیا، مجھے اس وقت بڑی حیرت ہوئی کہ میں نے جس مسلمان کو بھی کوئی نسخہ پیش کیا، اس نے خریدنے سے پہلے اس کی تحقیق کی

Scanned by CamScanner

اور اچھی طرح دیکھا بھالا کہ کہیں کمی زیادتی تو نہیں، جب اسے کمی بیشی نظر آئی، تو فوراً اس نے مجھے لوٹا دیا، اور لینے سے انکار کر دیا۔

اس واقعہ سے میں نے یہ سبق لیا کہ یہ کتاب بالکل محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدا نے خود لی ہے، یقیناً اس میں کہیں تحریف نہیں، بلکہ یہ بالکل محفوظ ہے اور جس مذہب کی کتاب بالکل محفوظ ہو اس کا دین بھی افراط و تفریط سے بالکل پاک ہوگا؛ اسی لئے میں مسلمان ہو گیا۔

حاضرین مجلس اور قابل احترام بزرگانِ دین......! اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ قرآن آج سے چودہ صدی قبل جس حالت میں نازل ہوا تھا بعینہ اسی طرح ہمارے سامنے موجود ہے ذرّہ برابر بھی کہیں کمی بیشی نہیں، دعوے کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح اللہ سچا ہے، اسی طرح اس کا کلام بھی سچا ہے، اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک جملہ بغیر تحریف و ترمیم کے چودہ سو سال سے موجود ہے اور تا قیامت رہے گا۔

تلاوتِ قرآن کی لذت و حلاوت: دوسری بات یہ ہے کہ یہ کتاب ہر دل عزیز ہے، جو بھی پڑھتا ہے وہ اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، مسلمان کو تو اس سے بیحد انسیت اور تعلق ہے کہ وہ جتنا بھی اس کی تلاوت کرتا جاتا ہے، اس کے دل میں اللہ کے پاک کلام کی اتنی ہی محبت اور عظمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حفاظ، قراء اور علماء کے علاوہ عوام بھی بڑی کثرت سے اس کلام کی بار بار تلاوت کرتے ہیں، وجہ صرف یہ نہیں کہ یہ باعث ثواب ہے اور اس کے ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں؛ بلکہ اکثر مسلمان کے

دل میں بار بار یہ جذبہ جوش مارتا رہتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہی بست و کشاد کا مالک ہے، اس کی محبت اور قرب حاصل کرنے کے لئے ہمیں قرآن حکیم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہئے، جیسا کہ ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿''کہ تم لوگ اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے، جو خود حق سبحانہٗ و تقدس سے نکلی ہے یعنی قرآن حکیم''﴾

(رواہ الترمذی)

حضرات سامعین کرام! ہم نے بارہا یہ بھی تجربہ کیا ہے کہ عام طور پر لوگ قرآن حکیم کے معانی و مطالب کو نہیں سمجھتے پھر بھی جب وہ اس پاک کلام کی تلاوت کرتے ہیں تو ان کو ایسی لذت اور حلاوت محسوس ہوتی ہے کہ وہ اس معجزانہ تاثیر میں ڈوب کر بے اختیار رو پڑتے ہیں اور ایسا ایکبار نہیں ہوتا؛ بلکہ بار بار ہوتا ہے، ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

لاریب فیہ: اور اللہ کے اس پاک کلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو لوگ معانی و مطالب کو سمجھتے ہیں، مثلاً: علماء، فقہاء، محدثین یا پھر وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، مثلاً بہت سے ہندو یا انگریزوں نے باوجود کفر کے قرآن حکیم کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، یہ بات دیگر ہے کہ انہوں نے قرآن کا علم برائے علم حاصل کیا ہے یا پھر برائے شر پڑھا ہے؛ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس نے بھی قرآن حکیم کے معانی و مطالب کو سمجھا ہے، اس کی عبارت کے حسن اور موزونیت کو جانچا ہے، الفاظ کی نشست اور جملوں کی بندش کو پرکھا ہے وہ بے

Scanned by CamScanner

اختیار پکار اٹھا ہے: "لاریب فیہ" اس میں کوئی شک نہیں، کوئی ابہام نہیں، کوئی جھول نہیں، کہیں تضاد نہیں، انداز بیاں میں کہیں ذرا سا شائبہ بھی احساس کمتری کا نہیں، کہیں کسی سطر میں کوئی ایسی کمزوری بھی نہیں جھلکتی، جیسے عام طور پر ہمارے یہاں تصانیف میں پائی جاتی ہیں۔

عجیب و غریب کیفیات کا ورود بہر حال جب بھی قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس وقت ہمیشہ اور ہر بار جن کیفیات کا ورود ہوتا ہے، ان کو زبان و قلم کی حدود میں لانا بھی مشکل ہے۔

کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید ہم کسی دوسرے عالم میں ہیں، جہاں گرمی، سردی، بھوک، پیاس اور دن رات کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہمارے دائیں جنت کے سرسبز و شاداب باغیچے ہیں، ہمارے بائیں دوزخ کے دہکتے ہوئے انگارے ہیں، سامنے عرش و کرسی کا مالک ہے، جو ٹکٹکی باندھے ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہمہ تن گوش ہماری طرف متوجہ ہے۔ مثلاً: فضالہ ابن عبید کی ایک حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"باری تعالیٰ قرآن حکیم پڑھنے والے کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں جو اپنے گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو" (ابن ماجہ)

میری عزیزو......! قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت باری تعالیٰ ہماری طرف پوری طرح متوجہ ہوتے ہیں، اس وقت قاری پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور باری تعالیٰ فخر سے فرشتوں کی مجلس میں تلاوت کرنے والے کا تذکرہ فرماتے ہیں، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ نے **حضور اقدس** ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"جو قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن حکیم کو پڑھتی ہے یا اس کا دور کرتی ہے تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں" (مسلم و ابوداؤد)

اب غور کیجئے کہ جب تلاوت کرنے والا پاک صاف ہو کر اللہ کے کسی گھر میں جا کر یکسوئی کے ساتھ اللہ کے پاک کلام کی تلاوت کرے گا اور تمام عالموں کا مالک اس کی طرف متوجہ ہوگا اور رحمتوں کی بارش اس پر ہو رہی ہو گی اور شیطانوں کے بجائے ملائکہ رحمت اس کو گھیرے ہوئے ہوں گے تو پھر عجیب و غریب کیفیات کا ورود ہونا کوئی بعید نہیں بلکہ؛ عین ممکن ہے۔ بس ایک بار خلوص کے ساتھ تجربہ کر کے دیکھئے اور اس کتاب کو کلام الٰہی سمجھ کر تلاوت کیجئے پھر دیکھئے کہ یہ گردشِ لیل و نہار کی حدود کس طرح ختم ہو جاتی ہیں۔

ے تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے، نہ رازی، نہ صاحبِ کشاف (اقبالؔ)

قرآن حکیم اور انسانی دماغ کی بے بسی: محترم حاضرین مجلس......! قرآن حکیم کی عظمت و رفعت اور اس کی امتیازی شان کے بارے میں اس سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کلام کو نازل ہوئے، چودہ سو برس سے زائد عرصہ گذر چکا ہے؛ لیکن اب تک اس جیسا کلام دنیا کی کوئی قوم یا کوئی شخص بھی پیش نہیں کر سکا ہے، ایسا نہیں کہ یہ کلام مقابلہ کیلئے پیش نہ کیا گیا

Scanned by CamScanner

ہو بلکہ قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے متعدد بار مخالفینِ اسلام کو تحدی اور چیلنج (CHALLENGE) کیا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ: "اے نبی آپ کہہ دیجئے، اگر تمام جن وانس مل کر بھی اس جیسی کتاب یا اس کتاب کی ایک سورت یا ایک آیت بھی بنا کر پیش کرنا چاہیں، تو یہ ہرگز ممکن نہیں ہے، چاہے وہ کتنا ہی پیچ و تاب کھائیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں"

دوستو!...... اللہ کے نبی ﷺ نے یہ پیغامات علی الاعلان لوگوں کو سنائے، عرب کے بےنظیر شعراء اور ادباء نے بہت کچھ عرق ریزی کی ناکام کوشش کی، آخر کار ہتھیار ڈالنے پڑے، جھوٹے دعوے کئے کہ ہم بھی اس کتاب کا جواب پیش کر سکتے ہیں:

لو نشاءُ لقلنا مثلَ هذا . انْ هذا اساطيرُ الاوّلين .

﴿"اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسا کلام کہہ سکتے ہیں اور یہ ہے ہی کیا، پرانے لوگوں کے قصے کہانیاں ہی تو ہیں" یا بترجمہ شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ کہ یہ پہلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہی تو ہیں"﴾

چنانچہ ایک طویل عرصہ تک کفار و مشرکین کی ایک بڑی جماعت اس بات کی فکرمند رہی کہ کسی طرح قرآن کے اس چیلنج کو زیرِ زمین دفن کر دیں اور صفحہ ہستی سے اس کا نام مٹا دیں، چودہ سو سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ تمام اقوام نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا؛ لیکن ایک جملہ بھی بطور مثال پیش نہیں کر سکے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے!

وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے

حاضرین گرامی......! قرآن کا استہزاء کرنے والے اس کا مقابلہ تو کیا کرتے، وہ خود اس پاک کلام کی حقانیت کی زد میں آکر خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے اور تادمِ حیات اس کے معترف رہے اور خود کو افصح العرب کہلانی والی قوم کبھی بھول کر بھی ایک جملہ اس کلام کی مخالفت میں اپنی زبان سے نہیں نکال سکی اور یہ اعتراف انہوں نے اپنے دل میں نہیں کیا؛ بلکہ معاندینِ قرآن اور مخالفینِ اسلام کی بھری مجلسوں میں کیا، جہاں ایک بھی مخالف نے چوں چَرا نہیں ماری۔

<u>سردارانِ قریش کی حق بیانی</u>: ولید بن مغیرہ قوم عرب میں سب سے عمر رسیدہ آدمی تھا، اس نے دنیا دیکھی تھی، ایک مرتبہ تمام کفار جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ کسی طرح اسلام کی بڑھتی ہوئی شہرت کو ختم کر دیں، چنانچہ ولید بن مغیرہ کو مشورہ کا صدر بنایا گیا، قوم کے سمجھدار اور دانا لوگوں نے اپنی اپنی رائے ولید کے سامنے رکھیں، ولید نے سب کے مشوروں کو مسترد کر دیا اور کہا:

"خدا کی قسم! تم میں کوئی آدمی شعر و شاعری اور اشعارِ عرب سے میرے برابر واقف نہیں۔ خدا کی قسم! اس کلام میں خاص حلاوت ہے اور ایک خاص رونق ہے، جو میں کسی شاعر یا فصیح و بلیغ کے کلام میں نہیں پاتا"

ایک مرتبہ ایک قریشی سردار نضر بن حارث نے اپنی قوم کو خطاب کیا اور کسی نے بھی قرآن کے خلاف زبان نہیں کھولی، اس نے کہا:

"اے قومِ قریش آج تم سب ایک مصیبت میں گرفتار ہو، اس سے

Scanned by CamScanner

پہلے کبھی ایسی مصیبت سے واسطہ نہیں پڑا، کہ محمد (ﷺ) تمہاری قوم کے ایک نوجوان تھے، اور تم سب ان کے عادات اور اخلاق کے گرویدہ تھے اور اپنی قوم میں ان کو سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ امانت دار جانتے تھے اور کہتے بھی تھے، اب جبکہ ان کے سر میں سفید بال آنے لگے اور انہوں نے ایک بے مثال کلام، اللہ کی طرف سے پیش کیا، تو تم ان کو جادوگر کہنے لگے، خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں، ہم نے جادوگروں کو دیکھا اور برتا ہے، ان کے کلام سنے ہیں، وہ اس سے بالکل مختلف ہیں، اور کبھی تم ان کو کاہن کہنے لگے، خدا کی قسم وہ کاہن بھی نہیں، ہم نے بہت سے کاہنوں کو دیکھا ہے اور ان کے کلام سنے ہیں ؛لیکن ان کو اس کلام سے کوئی مناسبت نہیں۔

اور کبھی تم ان کو شاعر کہنے لگے، خدا کی قسم وہ شاعر بھی نہیں، ہم نے خود شعر وشاعری کے تمام فنون کو سیکھا اور سمجھا ہے اور بڑے بڑے شعراء کے کلام ہمیں یاد ہیں، ان کے کلام سے اس کو کوئی مناسبت نہیں۔

پھر کبھی تم ان کو مجنوں بتاتے ہو، خدا کی قسم! وہ مجنوں بھی نہیں، ہم نے بہت سے مجنونوں کو دیکھا ہے، ان کی بکواس سنی ہے، ان کے مختلف اور مختلط کلام سنے ہیں، یہاں ایسا بھی کچھ نہیں۔ اے میری قوم تم انصاف کے ساتھ ان کے معاملہ میں غور کرو، یہ سرسری ٹلادینے کی چیز نہیں ہے"

(خصائص کبریٰ ص ۱۱۴ جلد ۱)

حاضرین وسامعین......! یقیناً آپ حضرات اس تفصیل سے پوری طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ اہل عرب جو خود اہل زبان تھے ان کی بے بسی اور لاچاری کا عالم اس کلام کے مقابلہ کرنے کے معاملہ میں کیا تھا؛ اسی لئے انہوں

اللہ کے نبی ﷺ کی ہر طرح مخالفت کی لیکن کبھی اس چیلنج کو نہیں دہرایا۔

دوستو......! یہ ہے قرآن حکیم کی وہ بے مثال خصوصیات اور اس کتاب کی امتیازی شان جس کا دشمنوں نے بھی مکمل اعتراف کیا ہے اور غیر قوموں کا یہ اعتراف صرف قرن اول ہی میں نہیں ہوا؛ بلکہ چودہ سو سال برابر جاری ہے، قرآن حکیم کی مختلف تفسیروں اور دیگر کتابوں میں مسیحی مصنفوں کے بہت سے محقق اقوال اور حوالے بھی نقل کئے گئے ہیں، جن کا ذکر کرنا اس وقت مناسب نہیں سمجھتا: اس لئے کہ بات طویل ہو جائے گی، در حقیقت اس کا تعلق مطالعہ سے ہے اور میرا خیال ہے کہ بہت سے بھائیوں کے دلوں میں یہ داعیہ تو ضرور پیدا ہو گیا ہوگا کہ اس عنوان پر یہ مواد تلاش کر کے ضرور پڑھا جائے؛ تاکہ قرآن حکیم کی بے مثال خصوصیات اور صفات سے بخوبی آگہی پا کر اس کو پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے میں دلچسپی پیدا ہو جائے اور صاحبِ قرآن کی بے پناہ محبت ہمارے تاریک سینوں میں معرفت کا نور پیدا کردے۔

قرآن حکیم کا عالم گیر پیغام: محترم بزرگو اور پس پردہ بیٹھی ہوئی بہنوں......! اب میں اپنے اصل موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں، آپ سب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ ذرا توجہ سے سماعت فرمائیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ پروردگار عالم نے قرآن حکیم کو محض تلاوت کرنے، طاقوں میں سجانے یا تعویذ گنڈوں کے استعمال کے لئے نازل نہیں کیا ؛بلکہ اس کا ایک اہم اور وسیع مقصد ہے، جس پر پوری امت کو توجہ دینی چاہئے

Scanned by CamScanner

؛ کیونکہ یہ ایسی کتاب نہیں ہے، جسے سری طور پر یوں ہی ٹلا دیا جائے اور اس پر کوئی غور نہ کیا جائے۔

اس لئے کہ ماضی کی تاریخ ہمیں ضمانت دے رہی ہے کہ جن لوگوں نے قرآن حکیم کے مقاصد کو سمجھا اور اس کے عالم گیر پیغام پر توجہ کی اور اس کو عملی طور پر اپنی زندگیوں میں پیش کیا، وہ نہ صرف ذاتی طور پر کامیاب ہوئے؛ بلکہ انہوں نے اسی قرآن کے ذریعہ بہترین معاشرہ کی تشکیل بھی کی ایسا معاشرہ جس میں سب کے حقوق برابر تھے، امیری و غریبی، کالے و گورے یا ذات و پات کا کوئی بھید بھاؤ نہ تھا، جہاں ایک مسلمان دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتا تھا، اپنی بھوک مٹانے سے پہلے پڑوسی کا حال پوچھتا تھا، ضرورت ہوتی تو اپنی احتیاج دبا کر اس کے اہل و عیال کا پیٹ بھرتا تھا اور یہ اخوت و بھائی چارگی اور خیر سگالی کا جذبہ کچھ اس طرح جوش مارتا تھا کہ ایک بکری کی سری پوری محلہ میں گھوم کر پھر اسی گھر واپس آجاتی تھی۔

ہر مسلمان غیر محرم کو اپنی بہو، بیٹی، ماں یا بہن تصور کرتا تھا، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ اس طرح نظر جھکا کر چلتے تھے کہ برسوں راستہ چلتے گذر گئے؛ لیکن راستہ یاد نہیں ہوا، اگر جنگوں میں بھی کبھی غیر محرم سے واسطہ پڑ گیا اور اس نے دعوت بھی دی پھر بھی نظر نہیں اٹھائی۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ

﴿مؤمنین سے کہہ دو کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں﴾

جہیز کی لوٹ کھسوٹ نہیں تھی؛ بلکہ دنیاوی اسباب کے بجائے عورت ہی کو سب کچھ تصور کیا جاتا تھا، بیواؤں کے ساتھ نکاح باعث ثواب

مانا جاتا تھا، یتیموں کی سرپرستی، ضعیفوں اور کمزوروں کے دکھ درد میں کام آنا فرض سمجھا جاتا تھا، ماں باپ کی فرمانبرداری رشتہ داروں سے حسنِ سلوک اور اولاد کی صحیح تربیت و پرورش کو فرض اوّلیں گردانا جاتا تھا، درس و تدریس تصنیف و تالیف کو نسلوں اور قوموں کی امانت سمجھ کر اس کو مضبوطی سے تھاما جاتا تھا، دعوت و تبلیغ کو عام کرنے کے لئے اپنے جان و مال اور آبرو تک کو داؤ پر لگا دیا جاتا تھا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی ادائیگی کو ایمان کی بنیاد سمجھا جاتا تھا۔

اس صالح معاشرہ کا نتیجہ و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین کی صورت میں سامنے آیا، پوری قوم مسلم کو جو عروج حاصل ہوا، وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ وہ بدو جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے، اوروں کے محافظ بن گئے۔

جو خود نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

وہ سفاک جو جان لینے والے تھے، دوسروں پر جان دینے والے بن گئے۔

وہ گنوار جو اپنی خاندانی مصالح سے واقف نہیں تھے، ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے ممالک کی سیادت و قیادت کی باگ ڈور آگئی، وہ جاہل جو خود نہ ایک حرف لکھ سکتے تھے اور نہ ایک سطر پڑھ سکتے تھے، وہ مسند تدریس پر بے مثال معلم بن بیٹھے، وہ راہزن جو ڈاکہ زنی کرتے تھے، اب نگہبان بن گئے، وہ سرکش جو کبھی نہ کسی سے ڈرتے تھے، اب دوسروں کو ڈرانے والے بن گئے۔

اس طرح وہ قرآنی تہذیب و ثقافت کو لیکر پوری دنیا پر چھا گئے اور ساری کائنات ان کی مرہونِ منت ہو گئی اور وہ رضی اللہ عنھم و رضو عنہ کا بے مثال خطاب جیت کر اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

اور اس کے بامقابل جنہوں نے قرآن حکیم کو صرف طاقوں کی زینت بنایا، جھاڑ پھونک کی جڑی بوٹی تصور کیا، اس کے عالمگیر پیغام کو اساطیر الاولین سمجھا اور اس کو عملی طور پر اپنی زندگیوں میں پیش کرنے کو اپنی توہین جانا:۔

دوستو......! وہ ذلیل و رسوا ہو گئے، ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا، وہ آپسی حسد و رنجش اور تفرقہ بازی کا شکار ہو گئے، ان کو بے وقعت اور بے حیثیت سمجھ کر گاجر، مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیا گیا، ان کا امیر، غریب کو کھانے لگا، ان کا طاقتور، کمزور کو دبانے لگا، ان کی بیٹیاں طوائفیں بن کر بازاروں میں تفریح کرنے، ہوٹلوں میں ناچنے، اور سینما گھروں میں جسمانی نمائش کرنے لگیں، ان کو سود کھانے اور رشوت لینے میں اپنی کامیابی نظر آنے لگی، انہیں مکاری، عیاشی، جھوٹ چوری اور قتل و غارت گری میں اپنا روشن مستقبل نظر آنے لگا، ان کا معاشرہ تباہ ہو گیا، ملک برباد ہو گیا، عنانِ حکومت ان کے ہاتھوں سے چھین لی گئی اور انہیں قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے پر مجبور کر دیا گیا، اور اب وہ لاوارثوں کی زندگی گذار رہے ہیں، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے! (آمین)

تدبرِ قرآن حکیم: میرے بھائیو اور عزیزو......! قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ ہم اسے سمجھیں اس میں غور و فکر کریں اور اپنی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو اس کی روشنی میں گذار دیں۔

یاد رکھو! قرآن ایسی کتاب نہیں، جو زبردستی کسی پر تھونپ دی

جائے اور مسلمان بھی اسے بوجھ نہ سمجھیں بلکہ قرآن ہم سے کیا کہتا ہے اس سوال پر ٹھنڈے دل سے غور کریں آیا ہمارے عروج و ارتقاء اور روشن مستقبل کی جدو جہد کرتا ہے یا تباہ و برباد کی تدبیر بتاتا ہے، ہمیں سوچنا چاہئے کیونکہ یہ سرسری طور پر ٹلانے والی بات نہیں ہے۔

اس لئے کہ قرآن بار بار اپنے مقصد کی طرف توجہ دلاتا ہے اور ہر بار غور و خوض کی دعوت دیتا ہے، کہتا ہے:

افلا یتدبّرون القرآن، افلا تعقلون، افلا تذکرون، افلا تسمعون، افلا تتفکرون؛ لیکن ہم ہیں کہ جوں بھی نہیں رینگتی۔

وہ مجاہد فی سبیل اللہ کو لنھدینّھم سبلنا کی خوشخبری دیتا ہے، وہ من یخرج من بیتہٖ مہاجراً الی اللہ کو فقد وقع اجرہ علی اللہ کا مژدہ سناتا ہے، وہ لئن شکرتم پر لازیدنّکم کے ساتھ لئن کفرتم پر انّ عذابی لشدید کی وعید بھی بتاتا ہے، وہ ہر انسان کو اس کی حقیقت یاد دلاتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور اس کی ہر چیز فانی ہے اس لئے قرآن کہتا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اِنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثاً وَّ اِنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ.

﴿"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار ہی پیدا کر دیا ہے، حالانکہ تم سب لوگوں کو ایک دن ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے"﴾

قرآن حکیم کی انقلابی تاثیر: میرے بھائیو......! کچھ اپنی زندگی کی فکر کرو اور ان آیات میں خوب غور و فکر کرو یقیناً آپ کو خود بخود اندازہ ہو جائیگا کہ ہاں ہمیں دنیا پر آخرت کو ترجیح دینی چاہئے اور دنیا کے حال پر افسوس نہیں؛ بلکہ آخرت کے

Scanned by CamScanner

مسئلہ پر رونا چاہئے، اس لئے اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو؛ کیونکہ باری تعالیٰ نے اس میں عجیب انقلابی تاثیر رکھی ہے، بہت تھوڑے عرصہ میں اس کتاب نے بہترین معاشرہ تیار کردیا، مردم گری اور مردم سازی کا کام اتنی تیزی سے کیا کہ پوری دنیا حیرت زدہ رہ گئی، اتنے مختصر عرصہ میں دنیا کی کوئی بھی کتاب اتنا زبردست انقلاب نہیں لا سکی ہے، قرآن حکیم کی بے مثال انقلابی تاثیر اپنے آپ میں ایک معجزہ ہے۔

چنانچہ نزول وحی کے وقت کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جائے گی کہ اس وقت کے عرب فصحاء، بلغاء اور ادباء پر قرآن حکیم کی ایک ایک آیت کس طرح بجلی بن کر گری اور ان کے دل کے خرمن کفر کو کس طرح بھسم کر کے رکھ دیا۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا واقعہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی کو قتل کرنے چلے تھے، ان کی شجاعت وبسالت، تیر اندازی اور بہادری کے ڈنکے پورے مکہ میں بجتے تھے، وہ جسم اور دل دونوں کے مضبوط تھے؛ لیکن جب قرآن حکیم کی آیتیں کان میں پڑیں تو چیخ اٹھے اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے، کفر کی جو بھٹی سینے میں دہک رہی تھی، سرد پڑ گئی۔

اسی طرح طفیل دوسی عرب کے بہت بڑے قبیلے کا سردار تھا، قابل تعریف ادیب اور شاعر بھی تھا، دین اسلام کی شہرت سن کر ایک مرتبہ مکہ میں آیا، تو کفار نے بہت ورغلایا، اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بات نہ کرنا نہ معلوم اس کی زبان میں کیا جادو ہے، جس کے ذریعے سے بیٹے کو باپ سے، بھائی کو بھائی سے اور بیوی کو

شوہر سے جدا کردیتا ہے؛ لہٰذا تم اس کی ملاقات سے پرہیز کرنا، اب طفیل دوسی کان میں روئی ٹھونسے پھرتا تھا کہ کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز کان میں پڑ جائے اور مجھ پر اثر ہو جائے، اتفاقاً اس کا کعبہ آنا ہوا، تو اللہ کے نبی کو تلاوت کرتے دیکھا، نہ چاہتے ہوئے بھی سننے لگا کہ آخر دیکھوں تو سہی کیا ہے اس کلام میں؟ جیسے ہی متوجہ ہوا، تو ششدر رہ گیا، الفاظ کیا تھے، بجلیاں تھیں، جو کوند رہی تھیں طفیل دوسی کا دل پھٹا جا رہا تھا، بیتاب ہو کر اسکی زبان پر کلمہ توحید جاری ہو گیا۔

میرے بھائیو......! قرآن حکیم کی سریع الاثر انقلابی قوت کی یہ ایک دو مثال ہی نہیں؛ بلکہ جتنا آپ تاریخ پڑھتے جائیں گے، سینکڑوں واقعات سامنے آتے چلے جائیں گے؛ کیونکہ ولید بن مغیرہؓ، جبیر بن مطعمؓ عثمان بن مظعونؓ اور خالد العدوانی جیسے لوگوں کا حال ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

میرے عزیزو......! قرآن حکیم کی یہ اثر انگیزی ابھی ختم نہیں ہوئی؛ بلکہ آج بھی اس کی انقلابی تاثیر اسی طرح پوری قوت کے ساتھ موجود ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہ بات صرف اللہ کے نبی کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی؛ بلکہ جب جب بھی کوئی شخص اس کی طرف متوجہ ہوا ہے اور اس کی دعوت دو دل کی گہرائی سے قبول کیا ہے، تو اس کتاب نے دفعۃً اس کی زندگی کا رخ پلٹ دیا ہے، معصیت و نافرمانی کی دلدل سے نکال کر اطاعت و فرمانبرداری کی راہ پر ڈال دیا ہے۔

قرآن کی اثر انگیزی کا عملی نمونہ: حضرت فضیل بن عیاض کے بارے میں لکھا ہے کہ بہت بڑے ڈاکو تھے اور پہلے اعلان کر ڈاکہ ڈالا کرتے تھے، ایک رات انہوں نے چھت کے اوپر بھاگتے ہوئے ایک آواز سنی، ذرا رُکے تو معلوم ہوا کہ کوئی

Scanned by CamScanner

شخص اپنے گھر میں قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا ہے، غور سے سنا تو یہ آیت تلاوت کی جارہی تھی۔

اَلَمْ یَأنِ الَّذِیْنَ آمَنُوآ اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللہ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ.

﴿"کیا ایمان والوں کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ ان کا دل اللہ کے ذکر کے لئے پسیجے اور اللہ نے جو حق بات قرآن کے اندر اتاری ہے اس کیلئے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو"﴾

ان کلمات مبارکہ نے ایسی تاثیر دکھائی کہ تیر کی طرح فضیل بن عیاض کے دل میں اتر گئے، بس ایک دم نعرہ مارا ہائے میرے اللہ! اور اسی وقت توبہ کرلی، پھر ایسے مجاہدے کئے کہ آج ان کا شمار صف اوّل کے علماء میں ہوتا ہے۔

حاضرین مجلس......! میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو؛ کیونکہ یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے نازل کی گئی ہے، جو سیدھے راستہ کا متلاشی ہو، جو نیک بننا چاہتا ہو، قرآن حکیم کا پیغام صرف ایک خاندان، ایک قوم اور ایک نسل کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ عالم گیر ہے پوری دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے، انسانیت کا صحیح درس دیتا ہے اتفاق واتحاد کا علم بردار ہے، عروج وارتقاء اور فتح وظفر کا نسخہ کیمیا اس میں موجود ہے۔

حضرات......! ہمیں سنجیدگی سے اس پہلو پر غور کرنا چاہئے؛ تاکہ پھر سے ہم دنیا وآخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوں؛ اس لئے کہ یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لئے ہی اتاری گئی ہے، جو حق وباطل کو الگ الگ کر دیتی ہے اور ایسا

راستہ دکھاتی ہے، جو بالکل سیدھا ہے، خدا ہمیں عمل کی توفیق دے (آمین)

ربّنا تقبّل منّا إنک انت السمیع العلیم ، و تب علینا إنک انت التوّاب الرّحیم . و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین .

ایک نیک سیرت خاتون

کا طرزِ گفتگو

قرآن حکیم کی زبان میں

یہ گفتگو قارئین کرام کی علمی دلچسپی اور تقریر "قرآن ایک عالمگیر پیغام" کی مناسبت سے یہاں نقل کی جارہی ہے؛ تاکہ کتاب کے افادہ میں مزید اضافہ ہو جائے۔

یقیناً قرآن حکیم کی زبان میں اپنی نوعیت کا یہ طرزِ گفتگو قابلِ رشک ہے، نیز کلام الٰہی سے بے پناہ لگاؤ اور حقیقی محبت کا اعلیٰ معیار بھی۔ اس کے راوی عباسی دور کے معروف و ممتاز عالمِ دین حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہیں، جن کو امیر المؤمنین فی الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ (مرتب)

ایک مرتبہ ایک عمر رسیدہ خاتون حج کے راستہ میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ بھی زیارت حرمین شریفین کی غرض سے اس راستہ سے گذر رہے تھے، اچانک آپ کی نگاہ اس بزرگ عورت پر پڑی، آپ نے اس کو بے انتہا پریشان اور مایوس پایا، چنانچہ آپ اس کے قریب آئے اور مندرجہ ذیل گفتگو

فرمائی:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- السلام علیک و رحمة الله

خاتون:-سَلٰمٌ قَوْلاً مِنْ رَّبٍّ رَّحِيْم.

یعنی "سلام نہایت مہربان رب کا قول ہے" مراد یہ ہے کہ سلام تو خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

خاتون:- مَنْ يُضْلِلِ الله فَلاَ هَادِيَ لَهُ.

"جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں" مراد یہ ہے کہ میں راستہ بھول گئی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- آپ کہاں سے آرہی ہیں۔

خاتون:- سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرىٰ بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصىٰ. "یعنی پاک ہے وہ خدا، جو اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک"۔ مراد یہی تھی کہ میں مسجد اقصیٰ سے آرہی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- آپ یہاں کب سے پڑی ہیں؟ آپ کا قیام یہاں کب سے ہے؟

خاتون:- ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيّاً "برابر تین رات سے"

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے؟

خاتون:- وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ "وہ خدا مجھے کھلاتا پلاتا ہے" یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- کیا وضو کا پانی موجود ہے؟

خاتون:- فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. "اگر تم پانی

Scanned by CamScanner

نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو" مراد یہ ہے کہ پانی نہیں مل رہا ہے اس لئے تیمم کر لیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- یہ کھانا حاضر ہے کھا لیجئے!

خاتون:- أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ. "روزے رات کے آغاز تک پورے کرو" اشارہ یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون:- وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ. "اور جو نیکی کے طور پر خوشی سے روزہ رکھے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ شاکر اور علیم ہے" مطلب یہ ہے کہ میں نے نفل روزہ رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- لیکن سفر میں تو روزہ افطار کر لینے کی اجازت ہے۔

خاتون:- وَأَنْ تَصُوْمُواْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. "اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔"

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- آپ میرے جیسے انداز میں بات کریں۔

خاتون:- مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّ لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ. "وہ انسان کوئی بات نہیں کرتا، مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان ضرور ہوتا ہے" یعنی چونکہ انسان کے ہر ہر لفظ کی ایک فرشتہ نگہبانی کرتا ہے اور اس کا اندراج ہوتا ہے، اس لئے بربنائے احتیاط میں قرآن حکیم کے الفاظ میں ہی بات کرتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- آپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں؟

خاتون:- وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ. إِنَّ السَّمْعَ وَ

الْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً. "جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو، یقیناً کان، آنکھ اور دل اس کی طرف سے جواب دہ ہیں" یعنی جس معاملہ کا پہلے سے کچھ علم نہیں اور نہ جس سے کچھ واسطہ ہے، اسے پوچھ کر اپنی قوتوں کو ضائع کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- مجھے معاف کر دیں واقعی میں نے غلطی کی۔

خاتون:- لاَ تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ. "آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کر دے"

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- کیا آپ میری اونٹنی پر سوار ہو کر قافلہ سے جا ملنا پسند کریں گی؟

خاتون:- وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ. "اور جو تم نیکی کرتے ہو، اللہ اسے جان لیتا ہے" یعنی اگر آپ مجھ سے یہ حسن سلوک کرنا چاہیں تو اللہ اس کا اجر دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:- اچھا پھر سوار ہو جائیے (یہ کہہ کر اپنی اونٹنی بٹھا دی)

خاتون:- قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ. "ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہوں کو" حضرت عبداللہ مدعیٰ سمجھ گئے اور منہ پھیر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے؛ لیکن جب وہ خاتون سوار ہونے لگیں تو اونٹنی بدک گئی اور ان کا کپڑا کجاوے سے الجھ کر پھٹ گیا، وہ فوراً پکار اٹھیں:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ. "تمہیں جو

مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہاری ہی کئے دھرے کا نتیجہ ہوتی ہے" خاتون گویا حضرت عبد اللہ کو توجہ دلا رہی تھیں کہ یہاں کچھ مشکل پیش آگئی ہے۔ حضرت عبد اللہ سمجھ گئے، چنانچہ انہوں نے اونٹنی کا پیر باندھا اور کجاوے کے تسمے درست کیے، خاتون نے حضرت عبد اللہ کی مہارت و قابلیت کی تحسین کرنے کے لئے ایک آیت کے ذریعہ اشارہ کیا۔

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ . "ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس معاملہ میں فہم و بصیرت دی" خاتون نے سواری پر سوار ہونے کے بعد سفر شروع کرنے کی دعا پڑھی:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ . وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ . "پاک ہے وہ ذات جس نے اس "سواری" کو ہمارے لئے مفید خدمت کے قابل بنا دیا، ورنہ ہم اس قابل نہ تھے اور یقیناً ہمیں لوٹ کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے"

اب حضرت عبد اللہ نے اونٹنی کی مہار تھامی اور حُدی (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) الاپتے ہوئے تیز تیز چلنے لگے۔

خاتون:- وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ . "اپنی چال میں اعتدال پیدا کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو"

حضرت عبد اللہ سمجھ گئے اور آہستہ آہستہ چلنے لگے اور گنگنانے کی آواز بھی پست کر دی۔

خاتون:- فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ . "قرآن میں جتنا کچھ آسانی کے ساتھ پڑھ سکو وہ پڑھو" یعنی فرمائش ہوئی کہ حُدی (شعر و نغمہ) کے بجائے قرآن میں سے کچھ پڑھیے۔ حضرت عبد اللہ قرآن پڑھنے لگے، تو خاتون نے

خوش ہو کر کہا وَ مَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ . اور اہل دانش و بینش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ نے کچھ دیر قرآن حکیم کی تلاوت کرنے کے بعد کہا:

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ:- اے خالہ! کیا آپ کے شوہر ہیں؟ (یعنی زندہ ہیں)

خاتون:- يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ . "اے ایمان والو ایسی باتوں کے بارے میں نہ پوچھو، اگر تم پر ظاہر کی جائیں، تو تمہیں بُری معلوم ہوں۔" خاتون کا مطلب یہ تھا کہ اس معاملہ میں سوال نہ کرو اور قرینہ بتا رہا تھا کہ غالباً خاتون کے شوہر فوت ہو چکے ہیں، آخر کار ان کی سوار قافلہ سے جا ملی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ:- کیا اس قافلہ میں آپ کا کوئی لڑکا یا عزیز ہے، جو آپ سے تعلق رکھتا ہے؟

خاتون:- اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا . "مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں" یعنی میرے بیٹے بھی قافلے میں شامل ہیں اور ان کے ساتھ مال و اسباب بھی ہے

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ:- آپ کے بیٹے قافلہ میں کیا کام کرتے ہیں؟ موصوف کا مطلب یہ تھا کہ ان کو پہچاننے میں آسانی ہو۔

خاتون:- وَ عَلٰمٰتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ. "اور نشانیاں ہیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں۔" مفہوم یہ تھا کہ وہ قافلہ کی رھنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ:- کیا آپ ان کے نام بتا سکتی ہیں؟

Scanned by CamScanner

خاتون :- وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً . وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسیٰ تَكْلِيْماً . يٰيَحْيىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ . اور اللہ نے ابراھیم کو دوست بنایا۔" "اور موسیٰ سے کلام فرمایا" "اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑو" یعنی ان آیتوں کو پڑھ کر خاتون نے بتادیا کہ ان کا نام ابراھیم، موسیٰ، اور یحییٰ ہیں۔

حضرت عبد اللہ نے قافلہ میں ان ناموں کو پکارنا شروع کیا، تو وہ تینوں نوجوان فوراً حاضر ہوگئے۔

خاتون :-(اپنے لڑکوں سے) فَابْعَثُوْا بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ إِلَى الْمَدِيْنَةِ ، فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكىٰ طَعَاماً ، فَلْيَاتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ . "اپنے لوگوں میں سے کسی کو اپنا سکہ (یعنی نقدی) دے کر شہر میں (کھانا خریدنے کیلئے) بھیجو اور اسے چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، پھر اس میں سے تمہارے پاس روزی لے آئے" یعنی لڑکوں کو کھانا لانے کی ہدایت کی اور جب کھانا لایا، تو خاتون نے حضرت عبد اللہ سے کہا۔

خاتون : - كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئاً بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ . "مزے سے خوشی کھاؤ پیو، بسبب اس اچھے کام کے جو تم نے گذشتہ ایام میں کیے" اور خاتون نے ساتھ ہی دوسری آیت بھی پڑھی جس کا منشا یہ تھا کہ میں آپ کے حسن سلوک کی شکر گذار ہوں: هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ الْأَحْسَانُ . "نیکی کا بدلہ تو نیکی ہی ہو سکتا ہے۔"

یہاں تک پہنچ کر یہ مبارک گفتگو ختم ہو گئی اور اس ضعیف خاتون کے لڑکوں نے عبد اللہ بن مبارکؒ کو بتایا کہ ان کی والدہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن ہی کے ذریعے گفتگو کر رہی ہیں ☆☆☆

روز محشر کا پہلا سوال

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

نماز کی عظمت

سید العابدین رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ نمازی کے لئے تین برکتیں ہیں:۔

(۱) جب نمازی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے سر سے لیکر آسمان تک خدا کی رحمتوں کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں، نیکیاں بارش کی طرح برستی ہیں۔

(۲) ملائکہ اس کی زیارت کیلئے آتے ہیں۔

(۳) ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اے نمازی بندے اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے اور تو کس سے باتیں کر رہا ہے تو واللہ قیامت تک سلام پھیرنے کا نام نہ لے اور نماز ہی پڑھتا رہے۔ (تنبیہ فقیہ ابو اللیث)

روز محشر کا پہلا سوال

بسم اللہ الرحمان الرحیم . الحمد للہ رب العلمین . و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین محمّد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین . امّا بعد : قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أوّلُ مَاْ يُحاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، الصَّلٰوۃُ ، فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ . او کما قال علیہ الصلوٰۃ و السلام .

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرشش نماز بود

محترم بزرگو اور دوستو اور پس پردہ بیٹھی ہوئی میری ماؤں اور بہنو!

نماز مذہب اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے یہی وجہ ہے کہ باری تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی یہی عبادت ہے، نماز کے بغیر اللہ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا، اس کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ نماز کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں، نماز ہی مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور دین کے تمام کام انجام دیتا رہے تو یہ اس کے ایمان کی دلیل

نہیں، بلکہ ایمان کی دلیل تو یہ ہے کہ سب سے پہلے نماز پڑھے اللہ کے نبی کے زمانہ میں کسی منافق کی بھی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ نماز چھوڑ دے؛ کیونکہ نماز ہی کی وجہ سے ان کی فتنہ پروری پر پردے پڑے ہوئے تھے اور ایک مخلص صحابی پر بھی یہ ظاہر نہیں ہو پاتا تھا کہ کون مخلص ہے اور کون منافق؛ اس لئے کہ منافقین بھی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور یہی مسلمان ہونے کی دلیل ہے، دلوں کا حال تو اللہ جانتا ہے کہ کون سچا مسلمان ہے اور کون جھوٹا۔

ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بزرگیت کا دعویٰ کرے اور نماز نہ پڑھے تو یقیناً وہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور وہ شیطان ہے، چاہے وہ کتنے بھی مکاشفات و کرامات دکھلائے۔ اس کے بالمقابل جو شخص نماز پابندی کے ساتھ پنجوقتہ ادا کرے یقیناً وہ شخص سچا مسلمان ہے۔

نماز دین کا ستون اور ایمان کی دلیل ہے: دوستو......! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نماز مذہب اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ تمام احکام قرآنی فرش خاکی پر نازل فرمائے گئے؛ لیکن جب نماز کی باری آئی تو یہ تحفہ پیغمبر اعظم کو عرش الٰہی پر بلا کر انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ عطا فرمایا گیا۔

میرے عزیزو......! نماز اللہ کا عطا کردہ تحفہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر عبادت کوئی اور نہیں ہو سکتی؛ اسی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ نے اس عبادت کی اہمیت کو اس طرح ظاہر فرمایا:

الصلوٰۃ عماد الدین، من اقامها فقد اقام الدین و من هدمها

فقد هدم الدین

"نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا"

یعنی نماز پر ہی دین کا دارومدار ہے، جس نے پابندی کے ساتھ نماز پڑھی، اس نے اپنے دین کو باقی رکھا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا، تو گویا اس نے اپنے دین کو ختم کر دیا۔ اسی وجہ سے کل قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

دوستو......! جس کے پاس نماز ہوگی، اس کے پاس ایمان کی دلیل ہوگی اور جس کے پاس نماز ہی نہ ہو تو بھلا اس کے دوسرے اعمال دین کی دلیل کہاں بن سکتے ہیں؟

خطبہ میں حمد و صلوٰۃ کے بعد جو حدیث میں نے پڑھی تھی وہ طبرانی کی روایت ہے، اس میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جو سوال کیا جائے گا، وہ نماز کے بارے میں ہوگا، اگر نماز درست نکلی تو اس کے تمام اعمال قبول کر لئے جائینگے ورنہ رد کر دیئے جائیں گے۔

فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے، عبادت ہے، نماز
طاعتیں جتنی ہیں، ان میں عین طاعت ہے نماز

نماز بندے اور خدا کے درمیان محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے:

حاضرین......! غور کا مقام ہے آخر نماز کو ہی مرکزیت کیوں حاصل ہے؟ جبکہ عبادتیں اور بھی بہت سی ہیں۔ باری تعالیٰ نے نماز ہی کو تمام اعمال پر کیوں

Scanned by CamScanner

مقدم کیا ہے؟ اللہ کے نبیؐ نے نماز ہی کو دین کا ستون کیوں بتلایا ہے؟ قیامت کے دن نماز ہی کے بارے میں سب سے پہلے کیوں سوال کیا جائے گا؟ اور نماز ہی تقربِ خداوندی اور اس کی رضا و خوشنودی کا واحد ذریعہ کیوں ہے؟

دراصل بات یہ ہے کہ نماز کے ذریعہ خدا اور بندہ کے درمیان جو گہرا تعلق قائم ہوتا ہے، وہ اور کسی عبادت میں نہیں ہوتا، نماز میں عاجز بندہ اپنے بے نیاز مولیٰ سے سرگوشی کرتا ہے اپنا دکھڑا سناتا ہے اور کریم مولیٰ اس پر دستِ شفقت رکھتا ہے، بندہ کا خلوص دیکھ کر اس پر مہربانی فرماتا ہے، اس سے پیار کرتا ہے، نماز اللہ اور بندہ کے درمیان محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، جس بندہ کو اللہ سے جتنا زیادہ پیار ہوتا ہے، وہ اتنا ہی کثرت سے سجدے کرتا ہے، رات رات بھر اس کی یاد میں کھڑا رہتا ہے اور ذرا تکلیف محسوس نہیں کرتا؛ کیونکہ اللہ سے محبت کے اظہار کا یہی طریقہ ہے اور یہی طریقہ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؛ اسی لئے اللہ پاک جس بندہ سے راضی ہوتے ہیں، اسے نماز کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

دوستو! یاد رکھو...... نماز ہی کے ذریعہ اللہ کو راضی کیا جا سکتا ہے، اس کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے، اس سے اپنے تمام مسئلے حل کرائے جا سکتے ہیں۔

دنیا کا بھی یہی طریقہ ہے کہ جس شخص سے جتنی زیادہ محبت ہوتی ہے، اس سے اسی طریقہ کے مطابق محبت کا اظہار کیا جاتا ہے اور کام بھی نکل جاتے ہیں۔

مثلاً ماں اور بیٹے کی محبت کا ایک طریقہ ہوتا ہے، اسی طرح باپ اور بیٹے کی محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہوتا ہے، حالانکہ وہ دونوں ایک ہی اولاد کے والدین ہیں مگر دونوں کی محبت کے اظہار کے طریقے الگ الگ ہیں۔

مثلاً: اگر کسی کا بیٹا سعودی عرب چلا جائے اور دو سال کے بعد واپس

آئے بس جیسے ہی خبر گھر میں پہنچے گی کہ بیٹا آرہا ہے، تو والدین میں سے ہر ایک بیٹے کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار الگ الگ طریقہ سے کریں گے، ماں اگر گھر میں کھانا بنا رہی ہے، تو روٹی توے پر چھوڑ کر دوڑتی ہوئی آئے گی اور دیکھتے ہی فوراً بیٹے کو چمٹ جائے گی، چومے گی چاٹے گی اور کہے گی کہ میرا بیٹا تو ہار گیا ہے، بھلے ہی وہ پہلے سے زیادہ تندرست ہو گلے شکوے کرے گی، تم نے جلدی جلدی خط کیوں نہیں لکھے؟ ٹیلیفون کیوں نہیں کئے؟

اس کے برخلاف باپ کی محبت کا انداز الگ ہے، وہ جب بیٹے کو دیکھے گا، تو متانت اور سنجیدگی سے سلام کلام کرے گا اور یہ کہہ کر خیریت سے رہے خاموش ہو جائے گا، باپ، ماں کی طرح چمٹے گا نہیں، روئے یا گلے شکوے نہیں کرے گا؛ کیونکہ دونوں کی محبت کے اظہار کے طریقے الگ الگ ہیں۔ اگر کوئی شخص مرد ہو کر عورت کا طریقہ اپنالے اور عورتوں کی طرح بیٹے سے محبت کا اظہار کرے، تو دیکھنے والے کہیں گے کہ یہ مرد ہے یا عورت؟ کہ بلک بلک کر رو رہا ہے، کیوں کہ دونوں کی محبت کے اظہار کے طریقے الگ الگ ہیں۔

اسی طرح بھائی، بھائی، بھائی اور بہن، میاں اور بیوی اور دوست دوست کی محبت کے طریقوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے، سبھوں کی محبت کے طریقے الگ الگ ہیں، ہر شخص کے رشتے اور عہدہ کی مناسبت سے اس کی محبت کے طریقے اپنائے جاتے ہیں اور قربت حاصل کی جاتی ہے اور اپنے کام نکالے جاتے ہیں، بیٹا جب باپ سے محبت کا اظہار کرے گا، اس کے طریقے کو اپنائے گا، والدین اس سے راضی ہو جائیں گے اور ربن مانگے اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کر دیں گے اور یہی نہیں بلکہ جگہ جگہ اس کی تعریفیں بھی کریں گے اُسے دعائیں بھی دیں گے اور اس کی

Scanned by CamScanner

خوشی وغم میں بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

دوستو!..... یہی حال باری تعالیٰ کا ہے، بندہ جب خدا سے محبت کا اظہار کرتا ہے، تو نماز پڑھتا ہے، اللہ اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور خوش ہو کر اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، مزید اس پر عنایات فرماتے ہیں، ہر خوشی و غم میں اس کے کام آتے ہیں۔

اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

الصلوٰة معراج المؤمنین ۔ نماز مؤمنین کی معراج ہے۔

محبت کی علامت: بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نماز بندہ اور خدا کے درمیان محبت کے اظہار کا سب سے بہترین طریقہ ہے اور اسی کے ذریعہ اس کا قرب حاصل ہوتا ہے، اس کی رضا نصیب ہوتی ہے اور جو بندہ اپنے پروردگار سے جتنا زیادہ پیار کرتا ہے، وہ اتنی ہی کثرت سے نماز پڑھتا ہے، یہی نہیں کہ وہ صرف پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہو؛ بلکہ رات رات بھر یادِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے نبی آخر الزماں ﷺ تھے ۔ چنانچہ روایات میں لکھا ہے:

کہ رحمۃ للعالمین ساری ساری شب اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ صحیحین میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے:

قَامَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِیْلَ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَ قَدْ غَفَرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ. قَالَ اَفَلا اَکُوْنُ عَبْداً شَکُوْراً (مشکوٰۃ ص ۱۲۰)

"رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں ورم کر

آئے عرض کیا گیا کہ آپ اتنا طویل قیام کیوں فرماتے ہیں، حالانکہ آپ کو اگلی پچھلی تمام خطاؤں سے معافی دیدی گئی۔ آپ نے فرمایا کیا میں عبد شکور نہ بنوں؟

اسی طرح آپ ﷺ اتنا لمبا سجدہ کرتے کہ آپ کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ڈر سے ایک مرتبہ آپ کو چھوا، تو اللہ کے نبی نے پاؤں کے انگوٹھے کو ذرا حرکت دے دی تاکہ یہ خیال عائشہؓ کے دل سے نکل جائے۔

نماز ہی کی حالت میں اس طرح روتے کہ گویا چکی چل رہی ہے۔ سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن الشخیرؓ کی روایت ہے:

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی الله عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَ فِیْ صَدْرِهٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَاءِ (باب البکاء فی الصلوٰة)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ اس وقت آپ کے سینہ مبارک سے گریہ و بکا کے سبب چکی کی سی آواز آ رہی تھی۔

ذرا آندھی یا ابر ہوتا تو آپ ﷺ نماز کی طرف دوڑ جاتے، دشمن سے محاذ آرائی ہوتی، تو آپ کو دست بستہ بارگاہ ایزدی میں ایستادہ پایا جاتا، اگر حزن والم ہوتا، تو آپ نماز کا سہارا لیتے، مسرت و شادمانی ہوتی، تو اول نماز پڑھتے اور نبی ﷺ بار بار فرمایا کرتے: قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ، قُمْ یَا بِلَالُ اَرِحْنِیْ بِالصَّلٰوةِ ۔ اور ایک طویل حدیث کے آخری الفاظ ہیں: فمن ترکھا متعمّداً فقد خرج من الملّة ۔ "جس شخص نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیا وہ ملت اسلام سے خارج ہو گیا۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تو اس باب میں جو حال تھا، وہ

Scanned by CamScanner

یقیناً قابلِ صدر شک ہے، حضرت ابو بکر صدیق جب نماز پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا ایک لکڑی گڑی ہوئی ہے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حال بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آکر کمر پر بیٹھ جاتی تھیں بعض مرتبہ اتنا لمبا رکوع کرتے کہ صبح ہو جاتی۔ اللّٰھم وفّقنا

ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے، ہاشم نامی بچہ پاس سو رہا تھا چھت سے ایک سانپ گرا اور بچہ پر لپٹ گیا وہ چلایا سب دوڑے ہوئے آئے شور مچ گیا، اس سانپ کو مارا اور ابن زبیرؓ اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے، سلام پھیر کر فرمانے لگے کچھ شور کی سی آواز آئی تھی کیا تھا۔ بیوی نے کہا، اللہ تم پر رحم کرے! بچہ کی تو جان بھی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔ فرمانے لگے تیرا ناس ہو! اگر میں نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو میری نماز کہاں باقی رہتی۔

آخیر زمانہ میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جب خنجر مارا گیا، جس کی وجہ سے ان کا انتقال بھی ہوا، تو ہر وقت خون بہتا تھا اور اکثر غفلت بھی ہو جاتی تھی؛ لیکن جب نماز کے لئے متنبہ کیا جاتا، تو اسی حالت میں نماز ادا فرماتے اور ارشاد فرماتے نعَمْ لاَ حَظَّ فِی الاسلام لِمَنْ لاَ صَلٰوۃَ لَهٗ" اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے"

حضرت ابو طلحہؓ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک نماز میں محض باغ کی وجہ سے دھیان اِدھر اُدھر چلا گیا فوراً انہوں نے اس باغ ہی کو اللہ کے راستہ میں دے دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں خطرہ کے ایک موقع پر رات کو پہرہ دینے کے واسطے دو صحابیوں کو متعین فرمایا، رات کا نصف نصف حصہ انہوں نے

تقسیم کر لیا چنانچہ ایک صحابی نے رات کے پہلے حصہ میں پہرہ دینا شروع کیا اور دوسرے صحابی تقسیم کے مطابق سو گئے، جاگنے والے انصاری صحابی تھے انہوں نے خیال کیا کہ خالی جاگنے کے بجائے نماز ہی میں مشغول رہ کر وقت گذار دیا جائے۔ چنانچہ نماز شروع کر دی دشمن کی جانب سے ایک شخص آیا اور اس نے آدمی کو کھڑا دیکھ کر تیر مارا اور جب یہاں کوئی حرکت ہوتی دکھائی نہ دی اور نہ کوئی آواز نہ نکلی، شاید یہ سمجھ کر کہ نشانہ غلط ہو گیا دوسرا اور پھر تیسرا تیر مارا، ادھر یہاں ہر تیر ان کے جسم میں پیوست ہوتا رہا اور یہ جسم سے نکال کر اسے پھینکتے رہے اور پھر اطمینان سے رکوع کیا، سجدہ کیا نماز پوری کر کے مہاجر ساتھی کو جگایا انہوں نے اٹھ کر دیکھا کہ ایک نہیں تین تین جگہ سے خون جاری ہے، ماجرا پوچھا اور کہا مجھے کیوں نہ جگا دیا؟! انصاری بزرگ نے جواب دیا میں نے ایک سورۃ (سورۂ کہف) شروع کر رکھی تھی میرا دل نہ چاہا کہ اس کے ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں، مجھے یہ خطرہ ہوا اگر اسی طرح پے در پے تیر لگتے رہے اور میں یوں ہی مر گیا، تو حضور ﷺ نے پہرے داری کی جو خدمت ہمارے سپرد کی تھی، وہ فوت ہو جائیگی اس خیال سے میں نے رکوع کر دیا، اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو سورۃ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا اگرچہ مر ہی کیوں نہ جاتا۔

میرے بھائیو ......! نبی آخر الزماں محمد عربی ﷺ کا نماز سے اتنا شغف و انہماک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا بیحد لگاؤ اور غایت درجہ تعلق، حتیٰ کہ جان بھی جانے کا خوف نہیں، یقیناً یہ باری تعالیٰ کی ذات سے بے پناہ محبت کی دلیل ہے اور نماز کی اہمیت و افضلیت کا بیّن ثبوت بھی ہے۔

Scanned by CamScanner

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس نے نماز کو قائم کیا، اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو ختم کر دیا؛ اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب زندگی بھر نماز کو مضبوطی سے پکڑے رہے، جب بھی کوئی پریشانی آتی نماز کی طرف دوڑ جاتے جب بھی کوئی رکاوٹ حائل ہوتی، تو نماز ہی کے ذریعہ اسے دور کرتے اور ارشاد فرماتے:

قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصلوٰة یعنی "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"

کسی شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے:

نص قرآنی سے ظاہر ہے، کہ ہے دل کا سکون
قلب مضطر کیلئے پیغام راحت ہے نماز

بے نمازی کے لئے وعید: میرے عزیزو اور بزرگو......! آپ حضرات نے جان لیا ہے کہ نماز مذہب اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے؛ بلکہ اس کا ستون ہے تمام اعمال کی قبولیت کا دارومدار نماز پر ہے، اللہ کی محبت کی دلیل نماز ہے اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ نماز ہے، نماز مؤمنین کی معراج ہے، اللہ کے نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، تو اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ جو عبادت اتنی مہتم بالشان ہو ضروری ہے کہ قیامت کے دن بھی سب سے پہلے ایسی ہی عبادت کے بارے میں سوال ہو جس پر ہر عمل کا دارومدار ہے اور اس اہمیت سے اس بات کا بھی بخوبی احساس ہو جاتا ہے کہ ایسی اہم عبادت سے روگردانی کرنے والا محروم القسمت ہی ہو سکتا ہے؛ اس لئے قرآن واحادیث میں غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جتنی سخت وعیدیں نماز کے چھوڑنے پر آئی ہیں اتنی شاید کسی اور عبادت کے چھوڑنے پر نہیں آئیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

(سورۂ روم آیت ۳۰)

"مسلمانوں نماز پڑھا کرو اور مشرکین میں سے نہ بن جاؤ"

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (سورۂ ماعون آیت ۴-۵)

"بڑی تباہی تو ان نمازیوں کی ہے جو اپنی نماز کی طرف سے غفلت برتتے ہیں"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. (سورۂ مدثر)

جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے "تم کیوں جہنم میں ڈال دیئے گئے؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے"

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ "جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا"

میرے بھائیو!...... محدثین وفقہا نے اس حدیث کی کچھ تاویلات کی ہیں لیکن تاویل کے باوجود یہ حدیث بے نمازی کیلئے بڑے خطرے کا الارم ہے۔

دوسری جگہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"بے نمازی کا چہرہ اور دست وپا قیامت کے دن سیاہ ہوں گے"

ایک اور جگہ فرمایا:

"جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے،

Scanned by CamScanner

حضرت نوفل بن معاویہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی، وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال ودولت سب چھین لیا گیا ہو"

محترم حاضرین......! یہ حال ہے اس بد قسمت شخص کا جو نماز جیسی اہم عبادت کو چھوڑ دے کیونکہ قرآن حکیم میں و لاتکونوا من المشرکین کے الفاظ آئے ہیں، جس کا مطلب سامنے آچکا کہ نماز چھوڑنا مشرکوں کا عمل ہے، حدیث میں بھی آتا ہے کہ نماز اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے۔ بے نمازی ایسا بد نصیب ہے کہ جیسے اس کا تمام مال واسباب اور گھر کے لوگ سب چھین لئے گئے ہوں، ایسا شخص اللہ کی رحمت اور شفقت سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ زندگی بھر بے وقعت سمجھا جاتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کا افسوس نہیں کیا جاتا اور نمازی آدمی دنیا میں بھی قابل تحسین ہوتا ہے ا ور مرنے کے بعد بھی لوگ اس کی مثالیں پیش کیا کرتے ہیں۔

نماز کا امتیازی پہلو: سامعینِ کرام نماز ایسی بے مثال عبادت ہے جس کا انداز دنیا کی تمام عبادتوں سے بالکل نرالا ہے۔ دنیا کے دوسرے مذاہب میں کہیں بھی اس طرح کی عبادت نہیں، جس میں انسان کے تمام اعضاء وجوارح، ہوش وحواس، عقل وخرد بیک وقت عبادت میں مصروف ہو جاتے ہوں۔

مثلاً: روزہ صرف چند چیزوں سے رک جانے کا نام ہے، ہاتھ پاؤں آزاد رہتے ہیں، سونے جاگنے میں روزہ دار بااختیار ہوتا ہے، اسی طرح حج، کہ چند ارکان کے ادا کرنے کا نام ہے، طواف کرتا ہے، تو صرف زبان چلتی ہے، پیر چلتے ہیں، ہاتھ آزاد ہوتے ہیں، نظر آزاد ہوتی ہے، حواس آزاد ہوتے ہیں، زکوٰۃ صرف رقم

دیدینے کا نام ہے؛ لیکن نماز...... نماز میں انسان کے سر سے لے کر پیر تک اور ظاہر سے لیکر باطن تک ہر چیز محوِ عبادت ہوتی ہے، انسانی زندگی کی کوئی حرکت ایسی نہیں جو نماز میں شامل نہ ہو، مثلاً: ہاتھ اٹھانا، بلند کرنا، ہاتھ ہلانا، ہاتھ باندھنا، ہاتھوں سے جسم کو چھونا، کھڑا ہونا، جھکنا، بیٹھنا، بولنا، دیکھنا، سننا؛ سر گھما کر ادھر ادھر سمتوں کا تعین کرنا؛ غرض زندگی کی ہر حالت اور ہر حرکت نماز میں موجود ہے۔ انسانی اعضاء وجوارح اور ہوش وحواس کو نماز میں شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کسی بھی رکن کی ادائیگی میں مصروف ہو یا کوئی بھی حرکت کرے اس کے ذہن کا تعلق اللہ سے جڑا رہے، اس کا ہر عضو عبادت میں مصروف رہے اور پھر یہ عمل عادت بن کر اس کی زندگی پر محیط ہو جائے۔ وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر، کسی بھی موقع پر کہیں بھی کسی کام میں مصروف ہو، ہر آن، ہر لمحہ اور ہر سانس میں اس کے دل ودماغ کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ قائم رہے، اس کی تمام حرکات و سکنات احکام خداوندی اور طریقہ نبوی کے عین مطابق ہو، اس کا ہر عمل اللہ کے لئے ہو۔

ہم جب نیت باندھتے ہیں، تو ہاتھ اوپر اٹھا کر کانوں کو چھوتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لیتے ہیں، نماز کا آغاز کرنے سے پہلے ہماری نیت یہ ہوتی ہے کہ ہم یہ کام محض اللہ کے لئے کر رہے ہیں، نیت کا تعلق دل ودماغ سے ہے یعنی پہلے ہم قلبی اور ذہنی اعتبار سے خود کو اللہ کے حضور پیش کرتے ہیں۔

انسان کی پیدائش سے لیکر آج تک جتنی بھی ایجادات اور ترقیات ہوئی ہیں ان کا تعلق پہلے دل ودماغ سے ہے اور اس کے بعد ہاتھوں سے ہے، جب

نماز کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت و برتری کا اقرار کرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی تمام قلبی اور ذہنی صلاحیتوں کو ترقی اور ایجادات کے رشتہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کر دیا ہے، یعنی یہ کہ آج تک بنی نوع انسان سے جو ایجادات معرضِ وجود میں آئی ہیں یا آئیں گی، ان کا تعلق ان صلاحیتوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں۔

ہم سبحانک اللّٰھم پڑھکر اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم میں قوتِ گویائی، غور و فکر اور افہام و تفہیم کی جو صلاحیت موجود ہے، وہ در اصل اللہ تعالیٰ کا وصف ہے اور یہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔

سورۂ فاتحہ پڑھ کر ہم اپنی نفی کرتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ فی الواقع تمام تعریفیں اللہ ہی کو زیب دیتی ہیں اور وہی ہمیں ہدایت بخشتا ہے اور اسی کے انعام و اکرام سے فلاح یافتہ ہو کر ہم صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔

سورۂ فاتحہ کے بعد ہم قرآن پاک کی کوئی سورہ مثلاً سورۂ اخلاص تلاوت کرتے ہیں گویا ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ یکتا ہے اور کائنات کی کسی بھی مخلوق آفتاب و ماہتاب، دریا و پہاڑ، جن و انس یا فرشتے میں ہرگز ہرگز یہ صفت نہیں، سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اللہ نہ کسی کا پدر نہ پسر اور نہ خاوند ہے، بلکہ اس کی ذات منفرد، یکتا اور غیر متغیر ہے اس کا کوئی خاندان نہیں۔

اب ہم اللہ کی بڑائی کرتے ہوئے جھک جاتے ہیں، جھک کر کھڑے

ہونے کے بعد ایسی حالت میں چلے جاتے ہیں، جس کو لیٹنے کے قریب ترین کہا جاسکتا ہے، یعنی بارگاہ صمدی میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، اس میں اپنی عاجزی، بے بسی اور بیکسی و درماندگی کا اظہار کرتے ہیں اور زبانِ حال سے یوں گویا ہوتے ہیں، خداوندِ عالم! ہم میں ہر حرکت کی قوت صرف تیرے حکم سے ہے، جب قضا آئیگی ہماری تمام طاقت و قوت، امنگ و ترنگ، حسن و شباب اور دولت و حکومت دھری رہ جائیگی، اس وقت ہم بڑے لاچار اور بڑے بے سہار ہوں گے، صرف تیری رحمت و مہربانی ہماری مددگار ہوگی۔ اے خدا! آج اس عاجز انسان کے فانی اعضاء و جوارح تیرے سامنے سجدہ ریز ہو کر، تیری بیکراں رحمت کی بھیک مانگتے ہیں، تو رحیم ہے، کریم ہے، اپنی رحمت ہم پر سایہ فگن فرما۔

آخری رکعت میں کافی دیر تک نہایت آرام و سکون سے بیٹھ کر اس کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور پھر دونوں جانب سلام پھیر دیتے ہیں۔

جماعت کی نماز کے فضائل اور وعید: محترم بزرگو اور دوستو......! میں آپ حضرات سے یہ عرض کر رہا تھا کہ نماز مذہب اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے اور اسی پر اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے اور یہی اللہ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہے اور اسی وجہ سے کل قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا، تو اب ظاہر ہے کہ اس کی ادائیگی کا طریقہ بھی انتہائی مہتم بالشان ہوگا اور اس طریقے میں بہت سے فضائل اور فوائد بھی پوشیدہ ہوں گے۔

چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی ادائیگی کا جو طریقہ بتلایا وہ یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد پر نماز فرض ہو جانے کے بعد جماعت کے ساتھ اسے ادا کرنا لازم

ہے کہ پنجوقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے؛ اس لئے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

حضرت ابن مالکؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ اسی طرح نماز ادا کرے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں: ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور ایک نفاق سے بری ہونے کا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے۔

آگے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا کافر ہو، وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ عام منافقین کی بھی جماعت کی نماز چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اور حد یہ تھی کہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا بھی مسجد کی طرف جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

اور ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے، چند نوجوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں، پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

میرے بھائیو......! اب غور کیا جا سکتا ہے کہ نماز کس قدر اہم ترین عبادت ہے، جس کے اہتمام کی تاکید اس قدر سخت ہے۔

<u>جماعت کی نماز کی حکمتیں</u> : چنانچہ علمائے کرام نے اس سخت تاکید کی بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں کہ دراصل پروردگارِ عالم یہ چاہتا ہے کہ مجھ سے محبت کرنے والے تفرقہ بازی کا شکار نہ ہوں؛ بلکہ تمام مسلمان آپس میں ایک ہو کر رہیں۔ اس طرح جب روزانہ اہل محلّہ کا پانچوں وقت اجتماع ہوگا، تو اس میں آپس میں سلام وکلام بھی ہوگا، ایک دوسرے کی خیریت بھی معلوم ہوگی، کوئی بیمار ہوگا تو اس کی مزاج پرسی بھی ہوگی، کوئی پریشان حال ہوگا، تو اس کی غم خواری بھی ہوگی ؛ اس طرح محبت ومودّت اور امن عالم کی بنیادیں مضبوط ہوتی چلی جائیں گی۔

ہفتہ میں ایک بار نمازِ جمعہ کی جماعت کا حکم دیا گیا کہ محلّہ بہ محلّہ اتحادی کمیٹیاں اور انجمنیں اسی صورت میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں؛ کیوں کہ یہ اللہ کا ایسا حکم ہے، جس میں پورے شہر اور قرب وجوار کے تمام افراد یکجا جمع ہوں گے اور ایک ہی وقت میں، ایک ہی قبلہ کی طرف، ایک ہی امام کے پیچھے؛ بارگاہِ ایزدی میں سر بسجود ہوں گے۔ ظاہر ہے ان کو ایمانی غیرت وحمیت ایک ہی جھنڈے تلے رہنے پر مجبور کردیگی۔

عیدین کی جماعت تو اس سے بھی وسیع حکمت عملی پر مشتمل ہے، جو اہل شہر اور اطراف وجوانب کے تمام خاندانوں کو سالانہ تقریب کے جوش وامنگ میں کشاں کشاں ایک دوسرے کے قریب کردے گی اور اس طرح ان کی یہ متحدہ کانفرنس ہو جائے گی۔

<u>فلسفہ نماز</u> : حضرات......! آپ نے نماز کی اہمیت وافادیت کا اندازہ قرآن و احادیث، عملِ رسول اور طرز صحابہ، کی روشنی میں لگا لیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر

تمام مسلمان نماز کے روحانی، اخلاقی، تمدنی معاشرتی اور جسمانی بے شمار فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے غور کرلیں نیز جماعت کے لزوم کی حکمتوں سے واقف ہو جائیں، تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمان اس اہم فریضہ سے غفلت برت لیں، کیوں کہ جو لوگ اس کی روحانی کیفیت سے آشنا ہو جاتے ہیں، تاریخ نے دیکھا ہے کہ انہوں نے تاحیات نماز کو نہیں چھوڑا ہے؛ بلکہ مرنے کے بعد والی زندگی میں بھی نماز کی خواہش کی ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ: "نہ معلوم قبر میں نماز کے بغیر کیسے گذر ہوگی؟"

اور ابن سیرینؒ کہتے ہیں، اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز کے پڑھنے میں اختیار دے دیا جائے، تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کرونگا؛ اس لئے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز مالک کی رضا کے لئے ہے۔ سچ ہے جب کسی خوش بخت کو نماز کی حلاوت و چاشنی نصیب ہو جاتی ہے، تو پھر نماز کے سوا کسی اور شئے کی طرف اس کا قلب متوجہ اور راغب نہیں ہوتا۔ قرآنِ حکیم میں اس تاثیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ. نماز فحش اور بری باتوں سے روک دیتی ہے۔

جو پنجگانہ نماز کا اہتمام کرتا ہے نماز کی تاثیر یہ ہے کہ وہ اس کو بری باتوں سے روک دیتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت کی بات ہے کہ ایک شخص ایک نوجوان عورت پر فریفتہ ہو گیا، بے قرار ہو کر اس نے اپنا حال کہلا بھیجا۔ عورت نے جواب دیا، اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو میری ایک شرط پوری کرنی

ہوگی اور وہ یہ کہ امیر المؤمنین کے پیچھے چالیس روز باجماعت نماز ادا کرلو، میں تم سے نکاح کرلوں گی۔ چنانچہ اس نے نماز شروع کر دی، ابھی چند ہی ایام گذرے تھے کہ اس شخص کا دل عورت کی طرف سے ہٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چالیس روز مکمل ہونے پر شرط پوری ہو گئی، عورت نے پیغام بھیج دیا؛ لیکن اب اس شخص میں نماز کی تاثیر پیدا ہو چکی تھی چنانچہ اس شخص نے عورت کی طرف ذرہ برابر بھی التفات نہ کیا۔ اب غور کیجئے کہ نماز کے اہتمام سے قبل کیسا فحش اور منکر کام کیا کہ ایک غیر محرم پر عاشق ہوا اور حال یہ ہے کہ اب اس نے عورت کے پیغامِ نکاح کو بھی ٹھکرا دیا۔

میرے بھائیو......! نماز واقعی عجیب و غریب اور حیرت انگیز تاثیر رکھتی ہے کہ نماز کا عامل تمام برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

دوستو......! نماز سے متعلق تمام تفصیلات سامنے آنے کے بعد اب یہ اندازہ ضرور ہو گیا ہوگا کہ ہاں واقعی نماز مذہب اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے، اسی پر تمام اعمال کی قبولیت کا دار و مدار ہے اور یہی اللہ کی رضا کا سبب اور ایمان کی پختگی کی دلیل ہے؛ اس لئے قیامت کے دن سب سے پہلے اسی عظیم عبادت کے بارے میں سوال ہوگا اور اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دنیا میں اس سوال کا جواب تیار کرلیں؛ کیونکہ وہاں تیاری کی مہلت نہیں دی جائے گی۔ تیاری کا وقت بس یہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

و ما توفیقی الا باللہ۔

☆☆☆☆☆

Scanned by CamScanner

اعمالِ نماز

﴿فضائل ومسائل﴾

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے لیے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے، اسکو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے، تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے، تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے گناہوں کی بدولت، اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ۔ چنانچہ دین دار لوگ اٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی صبح سے ظہر تک کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت، پھر عشا کے وقت غرض ہر نماز کے

وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اندھیری میں بعض لوگ برائیوں (زناکاری، بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بڑا قابل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو، روزی صرف گذارے کے قابل ہو، جس پر صبر کر کے عمر گذار دے، اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گمنامی پڑا ہو، جلدی سے مر جاوے، نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں۔

ابو مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے، تو حق تعالیٰ جل شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں؛ سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی اکرم ﷺ سے کئی دفعہ سنا ہے۔

حضرت نضرؒ کہتے ہیں کہ دن میں ایک مرتبہ سخت اندھیرا ہو گیا، میں دوڑا ہوا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دریافت کیا کہ

حضورؐ کے زمانہ میں بھی کبھی ایسی نوبت آئی ہے؟ انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ، حضورؐ کے زمانہ میں تو ذرا بھی ہوا تیز چلتی تھی، تو ہم سب مسجدوں کو دوڑ جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی۔

عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کے گھر والوں کو کسی قسم کی تنگی پیش آتی، تو ان کو نماز کا حکم فرمایا کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے وَ أْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقاً الآية. اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے، ہم آپ سے روزی کمونا نہیں چاہتے، روزی تو آپ کو ہم دیں گے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو کوئی ضرورت پیش آئے دینی ہو یا دنیوی اس کا تعلق مالک الملک سے ہو یا کسی آدمی سے اس کو چاہیے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا کرے اور پھر درود شریف پڑھے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے، تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضروری پوری ہوگی دعا یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْباً إِلَّا غَفَرْتَهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَ لَا هَمّاً إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَ لَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضاً إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

وہبؒ بن منبہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعہ طلب کی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا، وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے، جس پر بھی کوئی حادثہ گذرتا، وہ جلدی نماز ہی کی طرف رجوع کرتا۔

کہتے ہیں کہ ایک قلی تھا، جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا، امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لے جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا، راستہ میں ایک شخص اس کو ملا، پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ قلی نے کہا فلاں شہر کا، وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی جانا ہے، میں پاؤں چل سکتا، تو تیرے ساتھ ہی چلتا، کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ مجھے خچر پر سوار کرلے؟ قلی نے اس کو منظور کرلیا، وہ سوار ہوگیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا، سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہیے؟ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا، سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لئے بھی سہولت کا کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے یہ راستہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا کہ میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے، تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل پر ختم ہوگیا، جہاں بہت سے مردے پڑے تھے۔ وہ شخص سواری سے اترا اور کمر میں سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے ارادہ کیا۔ قلی نے کہا ایسا نہ کر یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے، یہی تیرا مقصود ہے، مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھائی کہ پہلے تجھے ماروں گا، پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا، اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے، اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا جلدی سے پڑھ لے، ان مردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی، مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی، الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی، ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر، بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ الآية. یہ پڑھ رہا تھا اور ڈر رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا، جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا اس نے نیزہ مار کر، اس ظالم کو

ہلاک کر دیا، جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا، آگ کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا، اللہ کا شکر ادا کیا نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا ،اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو؟ کیسے آئے؟ اس نے کہا میں اَمَّن یُجِیبُ الْمُضْطَرّ کا غلام ہوں، اب تم مامون ہو، جہاں چاہو جاؤ یہ کہہ کر چلا گیا۔

در حقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکونِ قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے

ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیا جائے، تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا، اس لیے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا۔

نماز کے فرائض: فرض نماز میں وہ چیز کہلاتی ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی، اور لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح نماز کے فرائض دو طرح کے ہوتے ہیں بیرونی فرائض اور اندرونی فرائض۔

بیرونی فرائض: وہ کہلاتے ہیں جن کا نماز شروع کرنے سے پہلے پایا جانا ضروری ہے ان کی تعداد سات ہے (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جگہ کا پاک ہونا (۴) نماز کا وقت ہونا (۵) ستر ڈھانکنا (۶) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۷) نیت کرنا۔

اندرونی فرائض: وہ کہلاتے ہیں جن کا نماز شروع کرنے کے بعد پایا جانا ضروری ہے ان کی تعداد چھ ہے (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) دو سجدے (۶) قعدۂ اخیرہ۔

واجبات نماز: جن چیزوں کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے ان کو قصداً چھوڑ دینے سے نماز تو ہو جاتی ہے مگر ناقص رہتی ہے ہاں اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کافی ہو جاتا ہے اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو وقت کے اندر اندر نماز کا لوٹانا واجب ہے ان کی تعداد چودہ ہے۔

(۱) سورۂ فاتحہ پڑھنا (۲) ایک سورت یا تین آیتیں فرض نماز کی دو رکعتوں میں پڑھنا اور وتر و نفل کی سب رکعتوں میں پڑھنا (۳) پہلی دو رکعتوں کو سورۃ کے لئے متعین کرنا (۴) فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا (۵) تعدیل ارکان یعنی ہر رکن کو اچھی طرح سے ادا کرنا (۶) پہلا قعدہ کرنا (۷) پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا (۸) تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے فوراً کھڑا ہو جانا (۹) نماز سے باہر نکلنے کے لئے لفظ السلام کہنا (۱۰) وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا (۱۱) دونوں عیدوں میں زائد تکبیریں کہنا (۱۲) عید کی نماز میں دوسری رکعت میں زائد تکبیروں کے بعد رکوع کی تکبیر کہنا (۱۳) امام کو نماز فجر، نماز جمعہ، نماز عیدین اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں زور سے قرأت کرنا (۱۴) ظہر و عصر میں قرأت آہستہ کرنا۔

نماز کی سنتیں: وہ چیزیں کہلاتی ہیں کہ ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نہ گناہ ہوتا ہے اور نہ نماز لوٹائی جاتی ہے نہ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے مگر جان بوجھ کر چھوڑ دینے والا سخت ملامت کا مستحق ہوتا ہے ان کی تعداد اکیاون ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ اٹھانا مردوں کو دونوں کانوں تک اور عورتوں کو مونڈھوں تک (۲) انگلیوں کو تکبیر کے وقت کھلا رکھنا (۳) مقتدی کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا (۴) مردوں کو داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے حلقہ بنا کر رکھنا (۵) عورتوں کو دونوں ہاتھ سینہ پر بلا حلقہ کے رکھنا (۶) سبحانک اللھم

Scanned by CamScanner

پڑھنا(۷) اعوذ باللہ پڑھنا(۸) ہر رکعت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا(۹) آمین کہنا (۱۰) ربنالک الحمد کہنا(۱۱) سبحانک اللّھم، اعوذ باللہ، بسم اللہ اور ربنالک الحمد کو آہستہ کہنا (۱۲) تکبیر تحریمہ کے وقت سر سیدھا رکھنا(۱۳) امام کو تکبیر آواز سے کہنا(۱۴) سمع اللہ لمن حمدہ امام کو زور سے کہنا(۱۵) نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ کرنا(۱۶) مقیم کو فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھنا، عصر وعشاء میں اوساط مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک پڑھنا، مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے اخیر تک کی سورتوں میں سے پڑھنا(۱۷) فجر کی صرف پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلے میں کچھ طویل کرنا(۱۸) رکوع کی تکبیر کہنا(۱۹) رکوع میں سبحان ربی العظیم تین مرتبہ پڑھنا(۲۰) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا (۲۱) مردوں کو انگلیوں کو کشادہ کرنا اور عورتوں کو کشادہ نہ کرنا(۲۲) دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کرنا(۲۳) پشت کو بچھادینا، عورتوں کو زیادہ نہ جھکنا(۲۴) سر کو سرین کے برابر کرنا(۲۵) رکوع سے سر اٹھانا(۲۶) رکوع کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا(۲۷) سجدے کے لئے پہلے گھٹنے رکھنا، پھر دونوں ہاتھ، پھر چہرہ رکھنا(۲۸) سجدے سے اٹھتے وقت اول چہرہ اٹھانا، پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا(۲۹) سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہنا(۳۰) سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنا(۳۱) سجدہ میں سر دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھنا(۳۲) سجدہ میں تین دفعہ سبحان ربّی الاعلیٰ کہنا(۳۳) مرد کو اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھنا اور دونوں کہنیوں کو دونوں پہلوؤں سے علیٰحدہ رکھنا اور دونوں کلائیوں کو زمین پر نہ رکھنا(۳۵) عورت کو پست ہو کر سجدہ کرنا اور پیٹ کو رانوں سے ملادینا(۳۵) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا(۳۶) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے

درمیان بیٹھنا(۳۷) جلسہ میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا(۳۸) قعدہ میں داہنے پیر کو کھڑا کرنا بائیں کو بچھانا(۳۹) عورت کو قعدہ میں تورک کرنا یعنی سرین پر بیٹھ کر پاؤں داہنی طرف کو نکالنا(۴۰) التحیات پڑھتے ہوئے اشھد ان لاالٰہ کے لا پر کلمہ شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور الا اللہ پر نیچے کر دینا(۴۱) اخیر کی دونوں رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا(۴۲) اخیر قعدہ میں درود شریف پڑھنا(۴۳) درود شریف کے بعد ایسی دعا پڑھنا جس کے الفاظ قرآن وحدیث کے الفاظ کے مشابہ ہوں(۴۴) دائیں بائیں سلام پھیرتے ہوئے منہ پھیرنا(۴۵) سلام میں امام کو مقتدیوں اور فرشتوں اور نیک جنوں کی نیت کرنا(۴۶) مقتدی کو سلام کرتے ہوئے اپنے امام (جس کی جانب میں ہو، اور بالکل اس کے پیچھے ہو، تو دونوں جانب میں) اور تمام مقتدیوں کی خواہ جنّات ہوں یا انسان اور کراماکاتبین کی نیت کرنا(۴۷) تنہا نماز پڑھنے والے کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا(۴۸) دوسرے سلام کو پہلے سلام سے ذرا آہستہ کہنا (۴۹) مقتدی کو امام کیساتھ سلام پھیرنا(۵۰) دائیں جانب پہلے سلام پھیرنا(۵۱) مسبوق کو امام کے دونوں سلاموں کے بعد کھڑا ہونا۔"

<u>سجدۂ سہو:</u> سجدہ کے معنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا، سہو کے معنی بھولنا۔ کبھی کبھی نماز میں کمی زیادتی واقع ہو جاتی ہے اس کو پورا کرنے کیلئے نماز کی آخری رکعت میں التحیات کے بعد دو سجدے کئے جاتے ہیں اس کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

<u>سجدۂ تلاوت:</u> قرآن کریم میں چودہ جگہ آیت سجدہ ہیں جب جب وہ آیات نماز میں پڑھی جاتی ہیں تب تب نمازی کو فوراً سجدہ کرنا ہوتا ہے اگر نماز میں سجدۂ تلاوت نہ کیا تو بعد میں اس کی قضا نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

Scanned by CamScanner

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو چند تھے مرے عرقِ انفعال کے

اقبالؔ

زکوٰۃ

مذہبِ اسلام کا ایک بنیادی نظام

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
خلیفہ اجل
فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
مرتبہ
محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

نبیؐ کا پیغام

نبیؐ کا پیغام صرف دو لفظوں سے مرکب ہے خدا کا حق اور بندوں کا حق۔ خدا کا حق نماز ہے............... بندوں کا حق زکوٰۃ ہے۔ آنحضرت ﷺ جس طرح غارِ حرا میں چھپ کر مصروفِ عبادت (نماز) رہا کرتے تھے اسی طرح بے کس اور لاچار انسانوں کی دستگیری زکوٰۃ دے کر فرمایا کرتے تھے۔

﴿مرتب﴾

زکوٰۃ مذہبِ اسلام کا ایک بنیادی نظام

الحمد لله وكفىٰ وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ۔ امّا بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً وَ مَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْراً وَ اَعْظَمَ اَجْراً وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْم

گر جاں طلب کنی مضائقہ نیست!
گر زر طلب کنی سخن دریں ست

محترم بزرگو، اور دوستو!................ ماہِ رمضان المبارک کا یہ تیسرا جمعہ ہے آج کل مغفرت کا عشرہ چل رہا ہے اور یہ عشرہَ مغفرت باری تعالیٰ کی عطا و کرم اور بخشش و فیاضی کی صفت کا احساس دلا رہا ہے یعنی اس وقت بارگاہِ خداوندی سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول موسلا دھار بارش کی طرح ہو رہا ہے جو گنہگار بندوں کے گناہوں کو دھو کر انھیں پاک صاف بنا رہا ہے اور

بندے بھی باری تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹ لینے میں ہر طرح کے حیلے اور اسباب اختیار کر رہے ہیں۔

چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ اکثر لوگ اسی مہینے میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ عام دنوں کے مقابلے رمضان میں زکوٰۃ دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بڑے ہی مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مہینے میں زکوٰۃ ادا کر کے ستر گنا زیادہ ثواب حاصل کرتے ہیں حضرت سلمان فارسیؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس مہینے میں اللہ کی خوشنودی اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔

اب دیکھئے کہ اس مہینے میں جو زکوٰۃ دی جا رہی ہے یہ غیر فرض عبادت نہیں ہے جس پر دوسرے زمانے کے فرض کے برابر ثواب ملے بلکہ عین فرض ہے اور مذہب اسلام کا اہم اور بنیادی رکن ہے تو پھر اس پر تو ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا اب ستر فرضوں کا ثواب کتنا ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے؟ ہاں ہمیں یہ معلوم ہے کہ تمام عبادتوں میں سب سے زیادہ اعلیٰ ثواب فرضوں کا ہوتا ہے۔

حاضرین کرام! حمد و صلوٰۃ کے بعد میں نے جو آیت تلاوت کی تھی اس میں اسی فریضہ کا بیان ہے جسے زکوٰۃ کہتے ہیں اور لوگ آج کل اسے بڑے شوق سے ادا کر رہے ہیں حالانکہ امت کا بہت بڑا طبقہ اس سے احتراز

کرتا ہے باوجود استطاعت و قوت کے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ مال زکوٰۃ دینے سے گھٹتا ہے اس لئے کیا فائدہ؟

میرے بھائیو! ایک بات یاد رکھو کہ صحیح معنی میں اللہ کا نیک بندہ ہونے کے لئے دو باتوں کا ہونا نہایت ضروری ہے اوّل یہ کہ بندے کا اپنے رب سے گہرا ربط ہو دوسرے یہ کہ مخلوق کے ساتھ بھی اتنا ہی گہرا تعلق ہو۔ آیت پاک میں باری تعالیٰ نے اپنے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنے کے لئے نماز کا حکم فرمایا کیونکہ نماز ہی آدمی کو اپنے رب کا حقیقی قرب عطا کرتی ہے دوسری چیز زکوٰۃ ہے جو انسانوں کے درمیان باہمی ہمدردی تعلق اور ایک دوسرے کی امداد و معاونت کا کام دیتی ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی : زکوٰۃ کے لغوی معنی طہارت کے ہیں جیسے قد افلح من تزکّی، و حناناً من لدنا و زکوٰۃ دوسرے معنی نمو یعنی بڑھنے کے ہیں۔

زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ : زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ مال بڑھنے کا سبب ہے

اصطلاح شریعت : شریعت کی اصطلاح میں اس مالی امداد کو کہتے ہیں جو ہر اس مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی مقدار کی نقدی ہو اور ضروری یہ بھی ہے کہ اس پر کم از کم ایک سال گذر گیا ہو۔

امم سابقہ میں زکوٰۃ کا فریضہ : میرے بزرگو اور بھائیو! زکوٰۃ کا یہ نظام صرف امتِ مسلمہ پر ہی فرض نہیں ہے بلکہ پہلی تمام امتوں پر بھی فرض رہا ہے تمام آسمانی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے قرآن حکیم کی زبانی ہمیں اس کی تاریخ کا علم ہوتا ہے

چنانچہ بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ فرماتے ہیں اقیمو

الصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ کہ ہم نے ان سے عہد کیا تھا کہ نماز کو قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔

حضرت اسمٰعیلؑ کے تذکرہ میں ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا. اے نبی قرآن میں حضرت اسماعیل کا ذکر کیجئے کہ وہ وعدہ کا بالکل سچا تھا اور اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کرتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۔

حضرت عیسیٰؑ کہتے ہیں کہ اللہ نے مجھے زندگی بھر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید کی وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا.

غرض یہ ہے کہ پہلی قوموں میں بھی زکوٰۃ فرض تھی اور امتِ محمدیہ میں بھی زکوٰۃ فرض رکھی گئی ہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ پہلی امتوں میں زکوٰۃ بالاجمال فرض تھی لیکن امتِ محمدیہ میں بالتفصیل ہجرت کے بعد فرض کی گئی۔

<u>اھمیت زکوٰۃ بحوالہ قرآن کریم</u>: قرآن کریم میں باری تعالیٰ نے جہاں جہاں نماز کا تذکرہ فرمایا وہیں وہیں زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا ہے متعدد آیات ہیں جن میں اقیمو الصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ کے الفاظ آتے ہیں اس سے نماز کی طرح زکوٰۃ کی اھمیت کا علم بھی ہوتا ہے

چنانچہ ایک جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ. "ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے لیجئے تاکہ ان کو پاک وصاف کردیں اور ان کو دعا دیجئے۔"

دوسری جگہ ارشادِ ہے: فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا

الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ. "پھر اگر وہ توبہ کرلیں نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔"

ایک اور جگہ باری تعالیٰ نے اس مضمون کو مستحقین کا تذکرہ کرتے ہوئے مکمل ترتیب و تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ.

زکوٰۃ حق ہے مفلسوں، محتاجوں اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل رکھنا منظور ہے اور غلاموں کو آزاد کرنے میں اور تاوان بھرنے میں اور مجاھد فی سبیل اللہ اور مسافر کا اور یہ اللہ کا فرض کیا ہوا ہے۔

محترم بزرگو اور عزیز ساتھیو.........! اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جہاں باری تعالیٰ نے زکوٰۃ کے بارے میں بیان فرمایا اور اس کی اھمیت کو واضح کیا ہے۔

قرآن کریم سے ہٹ کر جب احادیثِ رسولؐ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں بھی نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا تذکرہ بار بار ملتا ہے۔

چنانچہ جب کسی نے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے احکامات دریافت کیے ہیں تو ہمیشہ آپ نے نماز کے بعد زکوٰۃ کو پہلا درجہ دیا ہے وفد عبدالقیس نے سن ۵ ؍ ہجری میں نبوت کے آستانے پر جب اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ ﷺ نے اعمال میں نماز کے بعد زکوٰۃ کو جگہ دی۔

سن ۹ ؍ ہجری میں آپؐ نے حضرت معاذؓ کو اسلام کا داعی بنا کر یمن بھیجا

تو اسلام کے مذہبی فرائض کی یہ ترتیب بتائی کہ اوّلاً توحید کی دعوت دینا ثانیاً پانچ وقت کی نماز پڑھنا، پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے تمہارے مال پر زکوٰۃ مقرر کی ہے۔

میرے عزیزو..........! اب تک میں نے جو قرآنی دلائل اور احادیث کے ثبوت ذکر کئے ہیں یہ سب وہ ہیں جن میں مثبت انداز میں زکوٰۃ کی اہمیت و افادیت اور اس کی تاکید و ترغیب کو بیان کیا ہے .... لیکن انسانوں میں مختلف مزاج کے لوگ ہیں جو سمجھانے سے مان لیتے ہیں اور نصیحت قبول کر لیتے ہیں اور بعضے لوگ وہ ہیں جو سمجھانے کو نہیں بلکہ سختی کی زبان کو سمجھتے ہیں اس لئے مذہبِ اسلام زکوٰۃ کے بنیادی نظام کی اہمیت و افادیت کو مزید واضح کرنے کے لئے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے وعید: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ .

ترجمہ: اور جو سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

اس کے بعد آگے ایک آیت ہے جس کے معنی پر غور و خوض کرتے ہوئے جسم لرزہ براندام ہو جاتا ہے زبان رک جاتی ہے، عقل دوزخ کے روح فرسا تصور سے دم بخود رہ جاتی ہے اگر مسلمان اس آیت کے معانی سے پوری طرح واقف ہو جائیں تو یقیناً ان کا حال ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علی حیدرؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرح ہو جائے جو کبھی ایک درہم بھی اپنے پاس رکھ کر نہ سوتے تھے جب تک وہ اللہ کی راہ میں صرف نہ ہو جائے ان کو نیند نہیں آتی تھی۔ غور سے مطلب سماعت فرمایئے۔

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

﴿ترجمہ: جس دن کہ اس مال پر دوزخ کی آگ دہکائی جائے گی پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں کروٹیں اور پیٹھیں (اور کہا جائے گا دیکھو) یہ ہے تمہارا وہ مال جس کو تم نے اپنے لئے گاڑ کر رکھا تھا لو اب اپنے گاڑنے کا مزہ چکھو۔﴾

اس آیت کے ضمن میں مفسّرین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داغ لگانے کے لئے پیشانی، پہلو، اور پشت کو کیوں خاص کیا ہے وجہ یہ ہے کہ بخیل اور کنجوس آدمی جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں چاہتا جب کوئی سائل یا زکوٰۃ کا طلبگار اس کے سامنے آتا ہے تو اسے دیکھ کر سب سے پہلے اس کی پیشانی پر بل آتے ہیں پھر اس سے نظر بچانے کے لئے یہ دائیں بائیں مڑنا چاہتا ہے اور پھر بھی سائل نہ چھوڑے تو اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتا ہے اس وجہ سے عذاب کے لئے پیشانی، پیٹھ اور پہلو کو خاص کیا گیا ہے۔

(معارف القرآن۔ جلد چہارم صفحہ ۳۶۸)

حاضرینِ مجلس..........! یہ اور اس طرح کی متعدد آیات ہیں جن کے ہر ہر لفظ سے زکوٰۃ کی اہمیت و افادیت یعنی اس کے ادا کرنے پر بے شمار نیکیاں اور نہ دینے والوں کے لئے ہزارہا وعیدیں ٹپک رہی ہیں۔ غور کیجئے آخر کیا حکمت تھی کہ قرآن حکیم کو بار بار ایک بندۂ مومن کے لئے حتماً اس کی تاکید کرنی پڑی۔ محض سستی اور کاہلی کے سبب اگر کسی نے اس کے ادا کرنے میں پس و پیش کیا تو اس کے لئے سخت عذاب کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں جو لوگ قرآن حکیم کے مزاج اور اس کے معانی و مطالب سے واقفیت رکھتے

Scanned by CamScanner

ہیں وہ جانتے ہیں کہ عذابِ الیم کا تصور ہی جسم کو لرزہ براندام کرنے کے لئے کافی ہے۔

اللہ کے پیارے حبیب محمد ﷺ نے بھی ذاتی طور پر اپنے الفاظ میں اس کا حکم دیا ہے۔ اذوا زکوٰۃ اموالکم (الحدیث) یعنی اے مومنو! اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے زکوٰۃ کی ادائیگی، وصولیابی اور تقسیم کا ایک مکمل نظام ترتیب دیا اور اس پر بہت سختی سے عمل کیا جن لوگوں نے کبھی زکوٰۃ دینے میں شش و پنج سے کام لیا اس کو ٹیکس تصور کیا تو اللہ کے نبیؐ نے اس کا سماجی اور اخلاقی بائیکاٹ کر دیا اور تمام مسلمانوں پر یہ واضح کر دیا کہ مذہبِ اسلام اپنے اس بنیادی نظام کے خلاف ردِّ عمل کو ذرا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

یا ویح ثعلبہ: ایک مرتبہ ایک شخص ثعلبہ ابن حاطب انصاری نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپ یہ دعا فرما دیں کہ میں مالدار ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو میرا طریقہ پسند نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں چاہتا تو مدینے کے پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ پھرا کرتے مگر مجھے ایسی مالداری پسند نہیں۔ یہ شخص چلا گیا مگر دوبارہ پھر آیا اور دوبارہ یہی درخواست اس معاہدے کے ساتھ پیش کی کہ اگر مجھے مال مل گیا تو ہر حق والے کو اس کا حق پہنچاؤں گا۔ اللہ کے نبیؐ نے دعا کر دی جس کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ اس کی بکریوں میں بے پناہ زیادتی شروع ہو گئی یہاں تک کہ مدینہ کی جگہ اس پر تنگ

ہو گئی تو باہر چلا گیا اور ظہر و عصر کی دو نمازیں مدینے میں آ کر آپ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا باقی نمازیں جنگل میں جہاں اس کا مال تھا وہیں ادا کرتا تھا پھر ان بکریوں میں اتنی زیادتی ہو گئی کہ یہ جگہ بھی تنگ ہو گئی اور شہر مدینہ سے دور جا کر کوئی جگہ لے لی وہاں سے صرف جمعہ کی نماز کے لئے شہر مدینہ آتا تھا اور پنجگانہ نمازیں وہیں پڑھنے لگا پھر اس کے مال کی فراوانی اور بڑھی تو یہ جگہ بھی چھوڑنا پڑی اور مدینے سے بہت دور چلا گیا جہاں جمعہ اور جماعت سے بھی محروم ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد رسول اکرم ﷺ نے اس کا حال دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ اس کا مال اتنا زیادہ بڑھ گیا کہ شہر کے قریب کہیں اس کی گنجائش ہی نہیں رہی اس لئے کسی دور جگہ پر جا کر قیام کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سن کر تین بار فرمایا۔ یا ویح ثعلبہ یعنی "ثعلبہ پر افسوس ہے"

اتفاق سے زکوٰۃ کا حکم (خذ من اموالهم صدقة تطهرهم الخ) نازل ہونے کے بعد اللہ کے رسولؐ نے دو شخصوں کو عامل صدقہ کی حیثیت سے مسلمانوں کے مویشیوں کے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ثعلبہ ابن حاطب کے پاس بھی ضرور پہنچیں اور بنی سلیم کے ایک شخص کے پاس بھی جانے کا حکم دیا۔

یہ دونوں شخص جب ثعلبہ کے پاس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان دکھایا تو ثعلبہ کہنے لگا کہ یہ تو جزیہ ہو گیا جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے۔ اور پھر کہا کہ اچھا اب تو آپ جائیں اور جب واپس ہوں تو یہاں آ جائیں وہ دونوں چلے گئے۔

Scanned by CamScanner

اور دوسرے شخص سلیمی نے جب آپ ﷺ کا فرمان سنا تو اپنے مویشی اونٹ اور بکریوں میں سے جو سب سے بہترین جانور تھے، نصابِ زکوٰۃ کے مطابق وہ جانور لے کر ان قاصدانِ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں تو حکم ہے کہ ہم اعلیٰ چھانٹ کر نہ لیں بلکہ متوسط وصول کریں اس لئے ہم یہ نہیں لے سکتے سلیمی نے اصرار کیا کہ میں اپنی خوشی سے یہی پیش کرنا چاہتا ہوں آپ یہی قبول کرلیں۔

پھر یہ دونوں حضرات دوسرے مسلمانوں سے صدقات وصول کرتے ہوئے واپس آئے تو پھر ثعلبہ کے پاس پہنچے وہ ان کو دیکھ کر پھر یہی کہنے لگا کہ یہ تو ایک قسم کا جزیہ ہو گیا جو مسلمانوں سے نہیں لینا چاہئے اچھا اب تو آپ جائیں میں غور کروں گا اور پھر کوئی فیصلہ کروں گا۔

جب یہ دونوں حضرات واپس مدینہ طیبہ پہنچے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے حالات پوچھنے سے قبل ہی پھر وہی کلمہ دوہرلیا یا ویح ثعلبه "ثعلبہ پر افسوس ہے" یہ جملہ پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور سلیمی کے معاملہ پر خوش ہو کر دعا دی اسی مجلس میں ثعلبہ کا ایک رشتے دار بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے فوراً سفر کیا اور جا کر اس کو برا بھلا کہا اور غیرت دلائی ثعلبہ واقعہ کی تفصیل جان کر بہت گھبرالیا اور مدینہ پہنچ کر درخواست کی کہ میرا صدقہ قبول کرلیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کرنے سے انکار کردیا ہے یہ سن کر ثعلبہ اپنی بدبختی پر ندامت سے پانی پانی ہو گیا اور سر پر خاک ڈالنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ تو تمہارا اپنا عمل ہے میں نے تو تمہیں

حکم دیا اور تم نے اطاعت نہ کی اب ہر گز تمہارا صدقہ قبول نہیں کیا جاسکتا چند روز بعد خاتم النبیین ﷺ وفات پاگئے صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو ثعلبہ صدیق اکبرؓ کی خدمت میں اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا امیر المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں کیا تو میں کیسے قبول کرسکتا ہوں پھر صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد ثعلبہ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا مگر انھوں نے بھی صدیق اکبرؓ کی طرح جواب دے دیا پھر حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں ان سے درخواست کی انھوں نے بھی انکار کردیا پھر خلافتِ عثمان غنیؓ کے زمانے میں ثعلبہ مر گیا (معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۲۶)

حضرات! غور کیجئے اس واقعہ میں اللہ کے نبیؐ نے، آپؐ کے بعد صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، اور عثمان غنیؓ نے زکوٰۃ جیسے بنیادی نظام سے انحراف کرنے والے کا کیسا اخلاقی، معاشرتی، اور معاملاتی بائیکاٹ کیا اور ذہنی طور پر اس کو کتنی ٹھیس پہنچائی گئی تاکہ معلوم ہو کہ مذہبِ اسلام میں زکوٰۃ کا نظام کس بنیادی اہمیت وحیثیت کا حامل ہے۔

اور اب آیئے تاریخ کے سنہرے باب سے نظامِ زکوٰۃ کے نشیب و فراز کا تذکرہ ہو جائے اللہ کے پیارے حبیب محمد ﷺ کی وفات کے معاً بعد جب زمام حکومت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سنبھالی تو تو یکایک منکرین زکوٰۃ کا ایک ہنگامہ بلاخیز کھڑا ہو گیا خلیفہ اوّل نے مسئلہ کی نزاکت پر غور و خوض کرنے کے بعد اس کا سدِّباب کرنے کے لئے پورے شد و مد کے ساتھ آواز بلند کی مگر تمام صحابہ مہاجرین اور انصار متفق نہ ہوئے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ جیسے بہادر، جری اور دور اندیش شخص کا مشورہ بھی الگ تھا لیکن

Scanned by CamScanner

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اکیلے اور تنِ تنہا جہاد کرنے کا اعلان کر دیا آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اونٹ کے ساتھ رسی بھی دیتا تھا اور آج وہ صرف اونٹ دے رہا ہے اور رسی دینے سے انکار کر رہا ہے خدا کی قسم ابو بکر اس سے جنگ کرے گا۔

معلوم یہ ہوا کہ خلیفہ اوّل کی دور اندیشی اور فراستِ ایمانی نظام زکوٰۃ کی اہمیت و افادیت اور اس میں مخفی امت کی فوز و فلاح سے بخوبی واقف تھی واقعہ کے پسِ منظر سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ تمام صحابہ موقع کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مشورہ نہیں دے رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زکوٰۃ کے بنیادی نظام میں کسی طرح بھی تساہل و تکاہل کو برداشت نہیں کیا اور تنِ تنہا اس رکنِ عظیم کو منوانے کے لئے میدان میں اتر آئے اور منکرین زکوٰۃ کو ان کے کئے دھرے کی سزا دے دی گئی اور ثعلبہ ابن حاطب نے تو زکوٰۃ دینے سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ اس کو جزیہ اور ٹیکس تصور کیا محض اتنی سی بات پر باری تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے لعنت کا ذلیل طوق اس کے گلے میں ڈال دیا اور آخرت میں ٹوٹا اور خسران تو اب اس کا مقدر بن چکا ہے، کاش ثعلبہ نظام زکوٰۃ کو ٹیکس اور بار تصور نہ کرتا۔

زکوٰۃ ٹیکس نہیں ہے: دوستو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ زکوٰۃ اور ٹیکس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے جس جدید ترقی یافتہ طبقہ نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ بھی سرکاری ٹیکس ہے یہ ان خرابیوں میں سے ایک خرابی ہے جو دین کی روح سے جاہل ہونے کے سبب پیش آتی ہیں سرکاری ٹیکس ایک ظلم ہے جو بلا استحقاق کے وصول کیا جاتا ہے اور اپنی من مانی ضرورتوں میں خرچ کیا جاتا ہے اس کی

ادائیگی کے کسی قانون میں مستحقین کی تفصیل یا نشاندہی مذکور نہیں ہے۔

اگر ہم زکوٰۃ کو ٹیکس گرداننے والوں کی بات کو صحیح فرض کر بھی لیں تو بلا شبہ یہ کہنا پڑے گا کہ نماز، روزہ بھی ایک سرکاری بیگار ہے اور حج سرکاری سلامی کے سوا کچھ نہیں ہے حالانکہ باری تعالیٰ مسئلہ زکوٰۃ میں اپنے نبی کو اس کا حکم دیتے ہیں۔ خُذْ مِنْ أَموالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ. (توبہ صفحہ ۱۰۳)

﴿اے نبی آپ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے لیجئے تاکہ ان کو پاک و صاف کر دیں اور ان کے لئے دعا کیجئے۔﴾

قرآن حکیم کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا حکم اس لئے دیا گیا کہ زکوٰۃ دینے والے گناہوں سے، مال و زر کی محبت سے، حرص و طمع سے، اور خود پروری کی لعنت سے پاک ہو جائیں اس فائدہ کو پیشِ نظر رکھ کر اگر امم سابقہ کی شرائع پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ پچھلی تمام شریعتوں میں بھی فرض تھی بلکہ تمام مال زکوٰۃ ایک جگہ جمع کر دیا جاتا تھا آسمان سے آگ اترتی اور سب کو جلا دیتی تھی یہ قبولیت کی علامت تھی۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ دوسری عبادتوں کی طرح یہ بھی ایک مکمل عبادت ہے۔

زکوٰۃ اصلاحِ معاشرہ کیلئے نظیر اصول: اور یہ باری تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ اس نے نہ صرف غریبوں پر خرچ کرنے کی اجازت دی بلکہ حکم دیا اور بار بار تاکید فرمائی ہے ورنہ دنیاوی مقننوں کی طرح وہ بھی حکومت چلانے، ریل، سڑکیں اور پارک بنوانے یا حسین و جمیل قلعے تعمیر کرنے کا حکم دے سکتا تھا یا

Scanned by CamScanner

مذہبِ اسلام کی تبلیغ واشاعت اور مساجد بنانے کی ترغیب بھی دے سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا، کیونکہ جب انسان ہی فقر و فاقہ اور موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہو تو عمارتوں یا سڑکوں کا کیا ہو گا۔ باری تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو زکوٰۃ کا باقاعدہ مکمل ضابطہ دیا ہے وجہ اسکی یہ سامنے آتی ہے کہ جب غریبوں کو مال ملے گا اور مقررہ وقت یا مقررہ مقدار میں ملے گا تو قدرتی طور پر ان کا افلاس دور ہو جائے گا پھر وہ معاشرہ کا عضو متعفن نہ بنیں گے اور جب ان کی ضروریات و مصائب اس طرح دور ہوں گی تو وہ دوسروں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے۔

حضرات..........! زکوٰۃ ایک شخصی فریضہ نہیں کہ نماز کی طرح وہ افراد تک محدود ہو، بلکہ یہ اجتماعی، قومی، ملکی اور ملّی مسئلہ ہے جس سے اعراض کرنا پوری قوم کو نقصان پہنچانا ہے اور پورے معاشرے کو زک دینا ہے بلکہ پورے معاشرے کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے اور نقصان بھی ایسا کہ جس کی تلافی عملاً ممکن نہیں۔

آپ کو اندازہ نہیں کہ ایک شخص جب اپنے پڑوس میں لذیذ کھانوں کی خوشبوئیں سونگھتا ہے تو اس کی فاقہ کشی کی مصیبت کس قدر المناک بن جاتی ہے جب وہ معاشرہ کو عمدہ لباس میں دیکھتا ہے تو اس کے پیوند لگے گندے کپڑے اس کے لئے کس قدر اذیت ناک ہو جاتے ہیں اس کو رحمتِ عالم ﷺ نے فطرت کی تشریح کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے کاد الفقران یکون کفراً فقر و فاقہ ایک مسلمان کو کفر کی لعنت تک پہنچا دیتا ہے۔

حاضرین جلسہ! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ زکوٰۃ اصلاحِ معاشرہ،

اصلاحِ حال اور اصلاحِ ملت کا ایک بے نظیر اصول ہے کہ ایک طرف تو زکوٰۃ دینے والے گناہوں سے پاک ہو جائیں دوسری طرف زکوٰۃ کے مستحق لوگ گناہ جرائم اور حرام خوری سے محفوظ رہیں علاوہ ازیں پورے معاشرے میں ایک متنفس بھی پریشان حال، بد ظن، مکدر اور بھوک کا ستایا ہوا نہ ہو کیونکہ معاشرہ کے نظام کو اگر برہمی ملتی ہے تو وہ اسی بھوک مری کے سبب ملتی ہے یہی وہ ناسور ہے جس سے فقیر و گداگر پیدا ہوتے ہیں۔ چور، ڈاکو اور قزاق جنم لیتے ہیں قطاع الطریق، جواری، اسمگلر، رشوت خور، سود خور اور رہزن بنتے ہیں کیا اسلام کی خوبیوں سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ اس نے صرف ایک مسئلہ زکوٰۃ میں ان تمام خرابیوں اور تباہیوں کا کامیاب حل رکھ دیا ہے جن خرابیوں کو آج کا ترقی یافتہ سائنسی دور ہزار کوششوں کے باوجود دور تو کہاں کم بھی نہیں کر سکا بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ روز افزوں ترقی پذیر یہ مصائب اسی دور کی پیدائش ہیں الامان والحفیظ

__ایک تحقیقی جائزہ:__ دانشورانِ قوم وملت! زکوٰۃ مذہبِ اسلام ایک ایسا مضبوط و مستحکم اور بنیادی نظام ہے جس کے ذریعے سے پوری روئے زمین سے ناداری، غریبی، فاقہ کشی اور مفلسی کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے مگر حیف صد حیف جب دورِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار پر غور کرتے ہیں تو آنکھیں اشکبار، حرکت قلب تیز اور جسم لرزہ براندام ہو جاتا ہے یہ قوم جو خداداد مکمل نظام حیات رکھتی ہے وہ آج دردر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہے غیروں کے فرسودہ نظام کے ہاتھوں کھلونا بنی ہوئی ہے غیرت وحیا ہمارے ضمیر کا اس وقت گلا دبوچ لیتی ہے جب سڑکوں، چوراہوں، اسٹیشنوں اور ہر کس و ناکس کے سامنے ہماری بہو بیٹیاں دستِ سوال دراز کرتی دکھائی دیتی ہیں قوم کے نونہال اور معصوم اطفال

Scanned by CamScanner

جب دردر کی بھیک مانگتے دکھائی دیتے ہیں ہماری پردہ نشین مائیں جو کبھی دروازے تک آنے میں بھی حجاب محسوس کرتی تھیں آج اپنی تنگی، فقر وفاقہ، اور خستہ حالی کارونا غیروں کے روبرو روتی دکھائی دیتی ہیں۔

ہمارے وہ نوجوان جو ایک مجاھد، زاھد، عابد، عالم، فقیہ، محدّث، مفسّر مؤرخ اور قوم کے امام اور رہبر بن سکتے تھے آج وہ مسلم معاشرہ کا عضو متعفن یعنی بھکاری بنے ہوئے ہیں ہمارے بچے یتیم ہیں جن کے سر پر کوئی دستِ شفقت رکھنے والا نہیں ہے، ہماری عورتیں بیوہ ہیں مگر ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے، ان کی دستگیری کرنے والا کوئی نہیں، کوئی ان کا غم اور درد بانٹنے والا نہیں ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! تمہیں کیا ہو گیا ہے یاد رکھو مذہبِ اسلام خدا اور رسول کا بیش قیمت عطیہ اور انمول نعمت ہے اس کی قدر کروگے تو پھر تم ہی حاکم، سرپرست اور دولت مند بن کر رہو گے (وانتم الاعلون ان کنتم مؤ منین) یہ بھیک جیسی لعنت تم پر نہ پڑے گی آج اگر تمام مسلمان زکوٰۃ دینے لگیں تو روئے زمین پر کوئی غریب نہ رہے کوئی یتیم آنسو نہ بہائے، کوئی بیوہ گھٹ گھٹ کر نہ روئے اور ایک دن وہ بھی آجائے کہ معاشرے کے اندر کوئی بھی زکوٰۃ لینے والا نہ ملے تاریخ شاھد ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں کہیں زکوٰۃ وصدقات کا مصرف باقی نہیں رہا تھا۔

زعمائے ملت..........! آج بھی یہ نظام ہمیں غور وخوض کی دعوت دے رہا ہے اگر امتِ مسلمہ کے وہ تمام افراد جن پر زکوٰۃ فرض ہے مقررہ

اوقات میں اپنی زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو پھر معاشرہ میں کوئی بھی زکوٰۃ لینے والا نہ رہے آپ اپنے ہی وطن ہندوستان کا ایک سرسری جائزہ لیں کہ ہمارے وطن ہند میں مسلمانوں کی تعداد کم وبیش تیس کروڑ ہے ایک اندازہ کے مطابق بارہ کروڑ لوگ اتنے مالدار ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے (ان میں ایسے بھی ہیں جن کی صرف زکوٰۃ ۵۰ کروڑ روپے سے لے کر اسّی کروڑ روپے تک بیٹھتی ہے سعودی عرب میں یہ اکثریت مل جائے گی) لیکن آپ بارہ کروڑ کا تذکرہ چھوڑ دیجئے صرف پانچ کروڑ مسلمانوں کو دولتمند تصور کر لیجئے اگر ہر ایک پر اوسطاً سو سو روپے فرض کر لئے جائیں تو حساب لگایئے کہ پانچ کروڑ لوگوں سے جمع ہونے والی رقم پانچ ارب ہو جائے گی اگر ان پانچ ارب روپیوں میں سے فی غریب پانچ ہزار روپے دیدیئے جائیں تو تقریباً دس لاکھ فاقہ کش غریبی کی فہرست سے نکل جائیں گے اور یہ مقررہ رقم اتنی ہے کہ جس سے وہ چھوٹا موٹا کاروبار کر سکتے ہیں اور آئندہ سال وہ زکوٰۃ لینے والے نہیں زکوٰۃ دینے والے بن جائیں گے۔

ہندوستان میں سینکڑوں مدارس، انجمنیں، سوسائٹیاں مصرفِ زکوٰۃ کے لئے قائم ہیں اور ایک اندازہ کے مطابق ان تمام اداروں کو سالانہ پندرہ کروڑ بھی نہیں ملتا پھر آخر چار ارب پچاسی کروڑ روپے کہاں جاتے ہیں؟ (یہ تخمینہ وہ ہے جو کم از کم لگایا گیا ہے) یا تو یہ بات ہے کہ قوم دیتی نہیں اور جو لوگ دیتے بھی ہیں تو وہ بھی گویا نہیں دے رہے ہیں۔

بقول مولانا ابو الکلام آزادؒ "آج اگر مسلمان کچھ نہ کریں صرف زکوٰۃ کا ہی معاملہ احکام قرآنی کے مطابق درست کر لیں تو بغیر کسی تامّل کے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ان تمام مشکلات ومصائب کا حل خود بخود ہو جائے گا لیکن مصیبت

یہ ہے کہ یا تو مسلمانوں نے احکام قرآنی کی تعمیل یک قلم ترک کر دی ہے یا پھر عمل کر رہے ہیں تو اس طرح (بے اثر و بے فائدہ) کہ فی الحقیقت عمل نہیں کر رہے ہیں"

حاضرین مجلس..........! مذہب اسلام کے بنیادی نظام "زکوٰۃ" کی قرآن و حدیث کی روشنی میں بنیادی حکم و مصالح پر اتنی طویل گفتگو سننے کے بعد یقیناً آپ اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے کہ اس نظام کو پوری طرح اپنانے میں ہی ہمارا فائدہ، ہماری ترقی اور دنیا و آخرت کی فلاح چھپی ہوئی ہے۔

کوشش کیجئے کہ آج سے ہم سب اس نظام کو عملی طور پر اپنے معاشرے کا جزو لاینفک بنائیں گے باری تعالیٰ ہماری جدوجہد کو کامیاب فرمائے (آمین) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

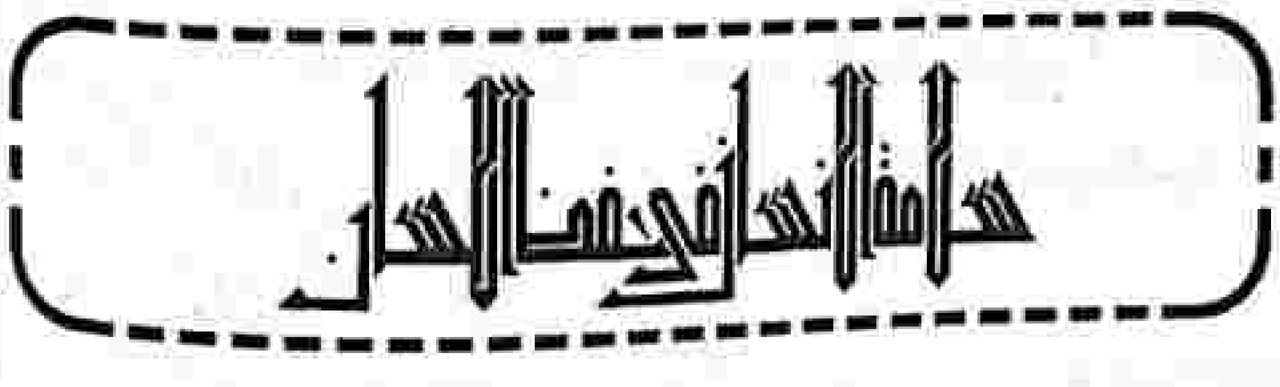

مسائلِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کا نصاب: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا ہے یا اس میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر روپیہ یا نوٹ ہے قرض کے علاوہ تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے نقد روپیہ بھی سونے چاندی کے حکم میں ہے (شامی)

دورِ حاضرہ میں چاندی ساڑھے باون تولے ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام ہوتی ہے اور سونا ساڑھے سات تولے ۸۷ گرام ۹۷۴ ملی گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ: مقررہ روپیہ چاندی سونا یا روپیہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کیا جائے مثلاً سو روپے میں ڈھائی روپے۔

مسئلہ: پورا نصاب تمام سال رہنا ضروری نہیں ہے بلکہ سال کے شروع اور آخر کا اعتبار ہے اگر بیچ میں سے کچھ کم ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہاں اگر بیچ سال میں مال بالکل ہی ختم ہو گیا پھر آخر سال میں مال بقدرِ نصاب آ گیا تو اب اسی وقت سے سال کا آغاز مانا جائے گا۔

مسئلہ: کارخانے اور مل وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جو کچا مال

Scanned by CamScanner

کارخانے میں سامان تیار کرنے کے لئے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

(درمختار و شامی)

مسئلہ : سونے چاندی کی ہر چیز پر زکوٰۃ فرض ہے زیور، برتن حتیٰ کہ سچا گوٹہ، ٹھپہ، اصلی زری، سونے چاندی کے بٹن ان سب پر زکوٰۃ فرض ہے اگرچہ گوٹہ، ٹھپہ اور زری کپڑے میں لگے ہوئے ہوں۔

مسئلہ : کسی کے پاس کچھ روپیہ کچھ سونا چاندی، اور کچھ مال تجارت ہے لیکن علیٰحدہ علیٰحدہ بقدر نصاب ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے تو سب کو ملا کر دیکھیں۔ اگر اس مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو گی اور اگر اس سے کم رہے تو زکوٰۃ فرض نہیں (ہدایہ)

مسئلہ : ملوں اور کمپنیوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ شیئرز کی قیمت بقدر نصاب ہو یا اس کے علاوہ دیگر مال مل کر شیئرز ہولڈر، مالکِ نصاب بن جائے البتہ کمپنیوں کے شیئرز کی قیمت میں چونکہ مشینری مکان اور فرنیچر وغیرہ کی لاگت بھی شامل ہوتی ہے جو درحقیقت زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے اس لئے اگر کوئی کمپنی سے دریافت کر کے جس قدر رقم اس کی مشینری، مکان اور فرنیچر وغیرہ میں لگی ہوئی ہے اس کو اپنے حصے کے مطابق شیئرز کی قیمت میں سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ دے تو یہ بھی جائز ہے سال کے اختتام پر جب زکوٰۃ دینے لگے تو اس وقت جو شیئرز کی قیمت ہو گی وہی لگے گی۔

(درمختار و شامی)

مسئلہ : پراویڈنٹ فنڈ جو ابھی وصول نہیں ہوا اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے لیکن ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہو گا اس

وقت اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔ بشرطیکہ یہ رقم بقدر نصاب ہو یا دیگر مال کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہو جاتی ہو وصولیابی سے قبل کی زکوٰۃ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر فرض نہیں یعنی پچھلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔

مسئلہ : کرایہ پر چلنے والے مکان، دوکان، گاڑی وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں البتہ ان سے ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ بقدر نصاب ہو جائے۔

مسئلہ : صاحبِ نصاب اگر کسی سال کی پیشگی زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی جائز ہے مگر قیمت خرید نہیں لگے گی بلکہ زکوٰۃ فرض ہونے کے وقت جو قیمت ہو گی اس کا چالیسواں حصہ دینا ہو گا (درمختار ج ۲)

<u>مصارفِ زکوٰۃ</u>: جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا اتنی قیمت کا مالِ تجارت یا اتنا روپیہ نہ ہو یا کم ہو یا بالکل ہی نہ ہو وہ شخص شرعی اعتبار سے زکوٰۃ کا مستحق ہے۔

مسئلہ : اپنی زکوٰۃ اپنے ماں باپ، دادا، دادی، پردادا، نانا، نانی، پرنانا وغیرہ یعنی جن سے یہ شخص پیدا ہوا ہے اور اپنی اولاد یعنی پوتے پڑپوتے نواسے وغیرہ کو دینا جائز نہیں۔ ان رشتے داروں کے علاوہ بھائی بہن پھوپھی، خالہ، ماموں سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس اور خسر وغیرہ اور ان اولاد کو دینا جائز ہے زکوٰۃ سید اور ہاشمیوں کو دینا جائز نہیں ہے اسی طرح کسی کی تنخواہ مسجد کی ضروریات اور میت کے کفن دفن میں لگانا جائز نہیں اور ایسے ہی کافر کو دینے سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔

مسئلہ : زکوٰۃ کی تقسیم میں اختیار ہے کہ ایک ہی شخص کو اپنی سب

Scanned by CamScanner

زکوٰۃ دیدے یا چند اشخاص کو دیدے مگر افضل یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دے کر ایک دن کے لئے کافی ہو جائے اور ایک فقیر کو بقدر نصاب یا اس سے زائد مال دینا مکروہ ہے البتہ اگر وہ قرضدار ہے تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ : ادائیگی زکوٰۃ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر دیدی جائے جس کو ہر طرح کا اختیار ہو اس کے مالکانہ قبضہ کے بغیر زکوٰۃ ادا ہی نہیں ہوگی۔

فائدہ : مدارس اسلامیہ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہیں وہاں دینے سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جاتی ہے اور دینی معاونت بھی ہو جاتی ہے حضرت عبد اللہ بن مبارک اپنی زکوٰۃ صرف متعلمین اور معلمین پر صرف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نبوت کے مرتبے کے بعد علماء کے مرتبے سے افضل کوئی مرتبہ نہیں جانتا لہٰذا ان کے لئے حصولِ علم کی راہوں کو آسان کرنا افضل و اعلیٰ ہے

(مکاشفۃ القلوب صفحہ ۵۸۹)

مسئلہ : اگر اپنے عزیز غریب لوگ مستحق زکوٰۃ ہوں تو ان کو زکوٰۃ و صدقات دینا زیادہ بہتر اور دوہرا ثواب ہے ایک ثواب صدقہ کا اور ایک صلہ رحمی کا، زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو یہ جتلا کردے صدقہ یا زکوٰۃ دے رہا ہوں کسی تحفہ یا ہدیہ کا نام لے کر بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے تاکہ لینے والے شریف آدمی کو اپنی حقارت اور خفت محسوس نہ ہو۔

تنبیہ : جو اجنبی شخص خود کو زکوٰۃ کا وکیل ظاہر کرے مثلاً سفراء وغیرہ، بہتر ہے کہ تصدیق کرلی جائے جس طرح زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے اسی طرح مصرف کی تحقیق کرنا بھی ضروری ہے۔ تمت بالخیر

ماہِ محرم الحرام اور مسلمان

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

زمین کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے، سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے
زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل!
بنایا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تو نے!
کنوئیں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
ارے غافل.....! جو مطلق تھا مقید کر دیا تو نے

(اقبال)

ماہِ محرم اور مسلمان

الحمد لله الذى خلق السمٰوٰت و الارض و جعل الظلمٰت و النور . و الصلوٰة و السلام علىٰ سيد المرسلين محمد و آله و اصحابه اجمعين . امّا بعد : اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم . بسم الله الرحمان الرحيم . إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ إِثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِىْ كِتٰبِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الارْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ .

محترم بزرگو اور عزیزو......! ابھی آپ حضرات ماہ محرم الحرام میں ہونے والی بدعات و خرافات کے بارے میں علمائے کرام کی زبانی بیان سماعت فرما رہے تھے، اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے؛ لیکن یہ حقیقت ہے کہ محرم الحرام کے آنے سے پہلے ہی عام مسلمانوں کے ذہن میں اس مہینے کی جو عجیب و غریب تصویر ابھرنے لگتی ہے اور جو خیالات گردش کرنے لگتے ہیں، وہ یقیناً قابلِ افسوس ہیں اور ہماری تعلیمات آج تک ان خرافات کا ماتم کرتی چلی آئی ہیں ہمیں فکر کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ اس مقدس مہینہ میں کئے جانے والا نوحہ و ماتم، سینہ کوبی و شمشیر زنی، یا حسین کے نعرے، بنوٹ و اکھاڑہ اور

Scanned by CamScanner

تعزیہ یہ سب بدعتیں ہیں اور ہر بدعت جہنم میں لے جانے والی ہے۔ اسی طرح ان کی کوئی اصل بھی نہیں ہے بلکہ تعزیہ داری کی بدعت ہندوستان میں امیر تیمور لنگ کے زمانے میں ۸۰۱ھ سے شروع ہوئی اور ۹۶۲ھ میں ہمایوں بادشاہ نے بیرم خان کو بھیج کر چھیالیس تولہ کا زمردیں تعزیہ ہندوستان منگوایا تھا

بہر حال صف اول کے بزرگانِ دین، صحابہ کرامؓ اور دیگر اسلاف نے نہ کبھی محرم کو اس طرح منایا ہے اور نہ کبھی اظہار رنج والم کے لئے اس کی کوئی تخصیص کی ہے؛ بلکہ وہ صرف ایک مہینہ ہے اور مہینہ بھی حرمت والا، قرآن حکیم کے الفاظ میں منھا اربعۃ حرم کہ چار مہینے حرمت والے ہیں جن میں سے ایک ماہ محرم الحرام ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس مہینے میں اس طرح کی بدعات و خرافات کو انجام دینے کی کسی بھی قیمت پر کوئی گنجائش ہو ہی نہیں سکتی؛ اس لئے کہ اس سے اس کی حرمت تار تار ہو جائے گی۔

بلکہ اس کے برخلاف اس کا ایک بہت اہم اور قابلِ قدر پسِ منظر ہے، جس سے عوام تقریباً نابلد ہے اور شاید یہی وجہ بھی ہے کہ وہ اس ماہ کے برکات و فضائل سے قطع نظر ہو کر یہ بدعات انجام دیتے ہیں، اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ صرف چند اہم موضوعات پر روشنی ڈال دوں:

(۱) محرم الحرام کی فضیلت و عظمت

(۲) یوم عاشورہ ہی غم کی تاریخ کیوں؟

(۳) شہید کا مقام و مرتبہ

(۴) حق پرستوں کی پہچان

میرے بزرگو اور بھائیو......! ماہ محرم سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے اور

اس مہینہ میں ایک دن آتا ہے، جسے عاشورہ کہتے ہیں۔ احادیث و روایات میں اس دن کے فضائل و برکات بہت کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور تاریخ میں اس دن سے متعلق بہت سے واقعات منسوب ہیں، جن کا اسلام میں اعتبار ہے، روز اول ہی سے سال کا یہ اول مہینہ اور مہینہ کا یہ مبارک دن عاشورہ بڑا ہی اہم اور مہتم بالشان رہا ہے؛ لہٰذا اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔

اور ایک مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ کے پیارے نبی محمد عربی ﷺ کی تعلیمات کو جوں کا توں سینے سے لگالے اور اس کو اپنا متاع گم شدہ سمجھ کر اپنالے اور ذرا بھی اس روش سے منحرف نہ ہو جس کو آپ ﷺ کے بعد آپ کے اصحاب نے اپنایا تھا؛ کیونکہ وہی ہمارے لئے لائحۂ عمل ہے۔

ماہ محرم الحرام کی فضیلت و عظمت: محترم بزرگو اور عزیز ساتھیو......! اس امت کے واحد اور آخری نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے بذاتِ خود اس دن کی فضیلت و عظمت اس طرح بیان فرمائی ہے۔ میمون بن مہران نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا، جو شخص محرم میں عاشورہ کے دن روزہ رکھے، اسے دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حاجیوں کا ثواب ملتا ہے، جو اس روز کسی یتیم پر شفقت سے ہاتھ رکھے، اسے اس کے سر کے بالوں کے برابر جنت میں درجے عطا ہوتے ہیں اور جو اس رات میں کسی مؤمن کو کھانا کھلائے، تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے میری ساری امت کو کھانا کھلایا ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یوم عاشورہ کو اللہ تعالیٰ نے سب دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔

اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے اس دن کی خصوصیات کی ایک طویل

Scanned by CamScanner

فہرست بیان فرمائی چنانچہ مکاشفۃ القلوب میں حضرت امام غزالیؒ نے ان تمام خصوصیات کا احاطہ کر لیا ہے، جس کو بھی پیارے نبیؐ کی زبانِ مبارک سے بیان ہونے کا شرف حاصل ہوا، چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

عاشورہ کے دن حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پیدا کیا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن عرش و کرسی، زمین و آسمان چاند، سورج، ستارے اور جنت پیدا کیے گئے، اسی دن حضرت ابراھیم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی، اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت کو نجات ملی اور فرعون اپنی قوم سمیت غرق ہوا، اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو مقام بلند کی طرف اٹھایا گیا، اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری، اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا گیا، اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے، اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی، اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام گہرے کنوئیں سے نکالے گئے، اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف رفع کی گئی، آسمان سے زمین پر سب سے پہلی بارش اسی دن ہوئی، اللہ کی رحمتوں کا نزول سب سے پہلے اسی دن ہوا، اسی دن قیامت آئے گی۔

ماہِ محرم کی شرعی حیثیت: حاضرین محترم......! اب غور کیجئے کہ جس دن کے ساتھ بے شمار متبرک واقعات وابستہ ہوں، وہ کتنا عظیم دن ہو گا، میں سمجھتا ہوں کہ یوم عاشورہ کے علاوہ سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں ایک بھی دن اتنی

اہمیت کا حامل نہیں ہے اور یہ صرف اس کی تاریخ حیثیت ہی نہیں ہے، بلکہ اسلامی اور شرعی حیثیت بھی ہے؛ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے جو بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

صحابی رسول حضرت عروہؓ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش مکہ بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، آں حضرت ﷺ بھی مکہ میں روزہ رکھا کرتے، جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے، تو آپ نے یہودیوں سے عاشورہ کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا اس روز حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو فرعون پر غلبہ حاصل ہوا تھا؛ اس لئے یہ بڑی عظمت کا دن ہے؛ اب ہم اس دن کے احترام میں روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جتنا تعلق تمہارا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے، اس سے زیادہ ہمارا تعلق ان سے ہے، پھر آپ نے اپنی امت کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ایک مقام پر فرمایا کہ تم دو روزے رکھا کرو۔

ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر پورے سال میں ایک روزہ فرض کیا گیا تھا اور وہ عاشورہ کا روزہ تھا، جو محرم کی دسویں تاریخ ہے؛ اسی لئے یہ نہایت اہم دن ہے۔ سب مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنا چاہئے اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں کھانے پینے کی چیزوں میں فراخی کرنی چاہئے، کیونکہ اللہ اس دن کی برکت سے سال بھر رزق میں فراخی فرماتا ہے۔

دوستو......! یہ حال ہے ماہِ محرم اور یوم عاشورہ کی فضیلت و عظمت کا! خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس دن کا احترام کرتے ہیں، یعنی اس دن روزہ رکھتے

ہیں، اپنے اہل و عیال اور مؤمنین کو اچھا کھانا کھلاتے ہیں اور پوری امت کا ثواب پاتے ہیں، مسرت و خوشی اور فخر سے خالق کائنات کا شکر بجالاتے ہیں؛ کیونکہ اس نے ہمیں یہ مبارک دن عطا فرمایا ہے، جس میں روزہ رکھنے والے کو دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حاجیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

یومِ عاشورہ ہی غم کی تاریخ کیوں؟ لیکن کیا کہا جائے ان لوگوں کے بارے میں، جنہوں نے یوم عاشورہ کی تمام تاریخی اہمیتوں اور شرعی حیثیتوں کو پس پشت ڈال کر یہ گمان کر لیا ہے کہ یوم عاشورہ کی اہمیت صرف نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کی وجہ سے ہے؛ اسی لئے انہوں نے پورے مہینہ کو غم کا مہینہ اور دسویں محرم کو غم کی تاریخ قرار دے دیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اس مہینے میں خوشی و مسرت کی کوئی تقریب منعقد نہیں کرتے، خواہ وہ نکاحِ مسنونہ ہو یا عقیقہ مشروعہ۔

محترم بزرگو اور عزیز دوستو......! اگر ماہِ محرم کو غم کا مہینہ قرار دینے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس میں فرزند شیرِ خدا کو شہید کیا گیا، پھر یاد رکھئے کہ اس کو غم کا مہینہ یا غم کی تاریخ قرار دینا ہرگز مناسب نہیں؛ اس لئے محض حق کی خاطر مؤمن کے لئے شہادت کا جام پی لینا کوئی غم کی بات نہیں؛ بلکہ وہ خوشی اور فخر کی بات ہے

شہادت تو ایسا منصب ہے اور ایسی قابلِ رشک نعمت ہے، جس کی خواہش سید الانبیاء نے بھی ظاہر فرمائی تھی، ارشاد عالی ہے:

لَوَدِدْتُ أَنْ أُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيىٰ ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيىٰ ثُمَّ

أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيىٰ ثُمَّ أُقْتَلَ.

"میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں قتل کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کر دیا جاؤں"

واقعی شہادت ایسا جام ہے، جس کے لئے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تاحیات ترستے رہے اور دعا مانگتے رہے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ. "اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنی پیغمبر کے شہر میں موت دے"

دامادِ رسول حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جب قاتلانہ حملہ ہوا، تو آپ نے فرمایا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. "کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا"

حاضرین مجلس......! آخر یہ کیسی سعادت ہے، جس کی تمنا ہادی کائنات محمد عربی ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ نے کی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی کامیابی کا دعوا کیا ہے، ایسی خوشخبریوں کے بعد کیا شہادت کا سانحہ لائق رنج والم ہو سکتا ہے؟

شہید کا مقام و مرتبہ: اور پھر ذرا غور فرمایئے کہ سیدنا حضرت حسینؓ میدانِ کربلا میں جیتے ہیں یا ہارے ہیں؟ اگر جیتے ہیں اور یقیناً جیتے ہیں تو پھر جیت پر یہ غم کیوں؟ یہ رونا پیٹنا، یا حسن کے نعرے لگانا، تعزیہ نکالنا، دہکتی ہوئی آگ پر چلنا، شمشیر زنی اور سینہ کوبی کرنا، شربت و کھچڑا تقسیم کرنا، یہ سب کیوں؟

ایک سچے مسلمان کا ایمان تو یہ ہے کہ نواسہ رسول سیدنا حضرت حسینؓ کو شہید ہو کر وہ منصب مل گیا، جو وہ اپنی تلوار سے سو سر قلم کر کے بھی نہیں حاصل کر سکتے

تھے؛ کیونکہ شہید کو "حیات جاودانی" ملتی ہے اور اس کے بارے میں باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

وَ لا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لاتَشْعُرُوْنَ

جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کردیے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو؛ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔"

دوسری جگہ سورۂ آلِ عمران میں ہے:

وَ لاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

"جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کردیے جاتے ہیں، انہیں مردہ نہ سمجھو؛ بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں"

دوستو......! احادیث نبویہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جامِ شہادت نوش کر لینے کے بعد شہید کو اللہ کے یہاں جو مقام و مرتبہ نصیب ہوتا ہے، اس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ جنت میں جانے کے بعد کوئی شخص بھی دنیا میں لوٹنے کی تمنا نہ کرے گا مگر شہید کو شہادت کی وجہ سے جو اعزاز و اکرام ملے گا اس کی بنا پر وہ تمنا کرے گا کہ اس کو بار بار دنیا میں بھیجا جائے؛ تاکہ وہ بار بار شہید ہو اور اس کا اعزاز و اکرام بڑھتا ہی چلا جائے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ جب حضرت حسینؓ حق کی خاطر حق کی راہ میں شہید ہوگئے ہیں اور قرآن و احادیث کی روشنی میں وہ زندہ ہیں، تو پھر زندہ پر نالہ و بکا

کرنا، ماتم و شیون کرنا، تعزیہ نکالنا چہ معنی دارد، کیا وجہ ہے کہ پھر بھی شمشیر زنی اور سینہ کوبی کی جاتی ہے، دہکتی ہوئی آگ پر چل کر یا حسن کے نعرے بلند کیے جاتے ہیں؟ ہم تو یہی کہیں گے:ـ

ماتم وہ کریں، جو منکر ہوں حیاتِ شہدا کے
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

اس کے بعد بھی جو لوگ غمِ حسینؓ میں گریبان چاک کرتے ہیں اور نوحہ و ماتم کرتے ہیں تعزیے نکالتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم ایسے عظیم شہید کا ماتم کر رہے ہیں جو زندہ ہے۔

اور الزامی طور پر ایک بات یہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ اگر مظلومانہ شہادت ہی کی وجہ سے کوئی مہینہ غم کا مہینہ اور کوئی تاریخ غم کی تاریخ قرار پاتی ہے، تو پھر دسویں محرم ہی پہلے کیوں؟ اس سے قبل یکم محرم الحرام کو بھی غم کی تاریخ قرار دیا جانا چاہیے اس لئے کہ اس میں اللہ کے نبی ﷺ کے خسر، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کیا گیا، جنہوں نے پورے عالم میں دین کا ڈنکا بجادیا اور اس سے بھی پہلے ماہِ ذی الحجہ کی ۱۸/ تاریخ کو غم کی تاریخ قرار دیا جانا چاہیے؛ اس لئے کہ اس میں حضور پُر نور محمد عربی ﷺ کے داماد، ذو النورین حضرت عثمان غنیؓ کو بے رحمانہ طریقہ سے اعلانیہ شہید کر دیا گیا اور اس سے بھی قبل ماہ شوال کو غم کا مہینہ قرار دیا جانا چاہیے؛ کیونکہ اس میں حضور اقدس ﷺ کے حقیقی چچا حضرت حمزہؓ کو ایسے غزوہ میں بے دردانہ اور بے رحمانہ طریقے سے شہید کیا گیا، جس میں اللہ کے نبی ﷺ بذاتِ خود موجود تھے اور ان کی نعش کے ساتھ ایسا بہیمانہ سلوک کیا گیا، جسے سن کر

Scanned by CamScanner

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، روح کانپ اٹھتی ہے اور جب حضور اقدس ﷺ نے بچشم خود معائنہ فرمایا، تو تڑپ اٹھے اور بے قرار ہو گئے۔

اور اس سے بھی پہلے ماہ رمضان المبارک کو غم کا مہینہ قرار دیا جانا چاہئے کیونکہ اس دن میں اللہ کے نبی ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو حضرت حسینؓ کے بھی والد محترم ہوتے ہیں، شہید کر دیئے گئے۔

حاضرین......! اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ محض مظلومانہ شہادت ہی کی وجہ سے کسی مہینے کو غم کا مہینہ اور کسی تاریخ کو غم کی تاریخ قرار دے دینا کہاں کی عقلمندی ہے اور پھر آخر کس کس مہینے کو غم کا مہینہ اور کس کس تاریخ کو غم کی تاریخ قرار دیا جائے گا؛ کیونکہ یہ مختصر سا تذکرہ تو ان شہدائے اسلام کا ہے، جو اللہ کے نبی ﷺ سے اپنی قریبی رشتہ داری میں حضرت حسینؓ کے مقابلہ میں کسی طرح کم نہ تھے، ورنہ مذہب اسلامی کی تاریخ میں کونسا مہینہ اور کونسی تاریخ ایسی ہوگی، جس میں کسی نہ کسی عظیم المرتبت اسلامی شخصیت کی شہادت نہ ہوئی ہو؛ اس لئے کہ مذہب اسلام کی مکمل تاریخ، کفن بردوش مجاہدوں، شہادت کے متوالوں اور سر فروشوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے؛ اس طرح مسلمانوں کے لئے سال کا کوئی مہینہ یا کوئی تاریخ خوشی و مسرت سے لبریز نہ ہوگی، بلکہ پورا سال عید الفطر اور عید الاضحی سمیت رنج و الم، اور حزن و ملال کا سال ہوگا اور ہر روز ایک نیا ماتم کرنا ہوگا؛ جب کہ یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے اور شریعت کا مذاق ہے۔ اللھم احفظنا منه.

حق پرستوں کی پہچان: محترم بزرگو اور دوستو......! حق پرستوں کی پہچان یہ

ہے کہ حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت سے جو سبق ملتا ہے، اسے حاصل کریں، نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول سیدنا حضرت حسینؓ نے حق پرستوں اور حق کی لگن رکھنے والوں کی راہنمائی کے لئے جو چراغ اپنے لہو سے روشن کیا تھا، وہ تا قیامت ہماری راہنمائی کرتا رہے گا اور دعوت دیتا رہے گا کہ اے لوگو اگر تم حق و صداقت کا علم بلند رکھنا چاہتے ہو اور حق کا بول بالا چاہتے ہو تو تم خاکِ کربلا سے عبرت حاصل کرو۔

سیدنا حضرت حسینؓ نے جس نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا، وہ آج بھی ہمارے سامنے مختلف روپ بدل کر دندناتا پھر رہا ہے، آج بھی انسان پر انسان کی حکمرانی اور جبر و تشدد کی روایت قائم ہے اور ظلم و استبداد کے نت نئے طریقے اپنائے جارہے ہیں، صرف افراد ہی نہیں؛ بلکہ ممالک اور قومیں دوسرے ممالک اور قوموں کے استحصال میں مصروف ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ ہر ماہ محرم پر ہم مفسدات اور غلیظ حرکتوں کو چھوڑ کر شہادتِ حسینؓ کی بنیادی وجوہات کی روشنی میں اپنے عہد و پیمان کی تجدید نو کریں اور کوشش کریں کہ ہم نوجوانانِ جنت کے سردار سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کے پیغام کو زندہ رکھیں؛ اس لئے کہ وہ ظلم و جور اور فسق و فجور پر مبنی اس نظام کے خلاف تھے، یزید جس کی علامت بنا ہوا تھا، اگرچہ اس نظام کو تبدیل کرنے کی قوت ان میں نہیں تھی؛ لیکن اتنی ہمت ضرور تھی کہ وہ اس نظام کے مفاسد کو ہمیشہ کے لئے واضح کر دیں اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں اپنے مقصد میں اس حد تک کامیابی ملی۔ آج تک تاریخ عالم جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

Scanned by CamScanner

سیدنا حضرت حسینؓ خود جام شہادت پی کر امت محمدیہ کو یہ وصیت کر گئے کہ ظلم ناانصافی بے دینی اور فسق وفجور کے خلاف جد وجہد کرنا ہی ہر مسلمان کی زندگی کا مقصد اور مطمح نظر ہونا چاہیئے۔

حاضرین محترم ......! ماہ محرم حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے اور یوم عاشورہ انتہائی متبرک ومقدس دن ہے قرآن واحادیث سے اس دن کے فضائل وبرکات ثابت ہیں، جن سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہی اصل کامیابی ہے اور یہی حق پرستی کی پہچان بھی ہے۔ باری تعالیٰ ہم تمام کو قدردانی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین وما علینا الا البلاغ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یا بارہ وفات

عقیدت مندوں کے ساتھ

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

دُرّ فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پر غیروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

(اقبال)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا بارہ وفات

عقیدت مندوں کے ساتھ

الحمد لله الذى هدانا لهذا و ما كنا لنهتدى لو لا ان هدانا الله لقد جاء ت رسل ربّنا بالحق و صلى الله عليه و على آله واصحابه اجمعين . اما بعد : قال الله تبارك و تعالىٰ فى القرآن العظيم اعوذ بالله من الشيطن الرجيم . بسم الله الرحمان الرحيم . لقد كان لكم فى رسول الله اسوةٌ حسنة.

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محترم بزرگو اور دوستو......! میں نے قرآن حکیم کی ایک مختصر سی آیت تلاوت کی ہے جو اپنے معنی و مطلب کے اعتبار سے بڑی جامع ہے چنانچہ ارشاد

Scanned by CamScanner

باری تعالیٰ ہے (اے لوگو) تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

باری تعالیٰ ہمیں قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حاضرین مجلس......! آج کے اس اجلاس میں مسلمانوں کا جم غفیر دیکھ کر بڑا تعجب ہو رہا ہے کہ دین کی جب کوئی مجلس منعقد ہوتی ہے تو اس میں اتنی بڑی تعداد شرکت نہیں کرتی اور ہر بار اس بات کا شکوہ رہتا ہے کہ کہنے سنے کے باوجود لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے لیکن الحمد اللہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت یہاں موجود ہے جس میں عورتیں، بچے، بوڑھے اور ضعیف و ناتواں لوگ تک شریک ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ آپ کے یہاں جمع ہونے کا مقصد میرے علم میں نہ ہو اور آپ کے جذبات کی حدود کو میں نہ سمجھ رہا ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کثیر تعداد میں آپ حضرات کی موجودگی جہاں ایک طرف باعث مسرت اور وجہ صد شکر ہے وہیں دوسری طرف اس اجتماع کی شکل اور اس کی بنیادی وجوہات باعثِ تشویش بھی ہیں۔

آج کے دن جہاں وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ انسانوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں ظہور پذیر ہوئے وہیں اسی دن انکی وفات بھی ہوئی اسی دن ان کو نبوت و رسالت سے بھی سرفراز فرمایا گیا

کل ملا کر یہ دن باعث مسرت و شادمانی بھی ہے اور سبب حزن و ملال بھی عوام کی اکثریت اس دن میں عید میلاد النبی ﷺ مناتی ہے اور کچھ لوگ بارہ وفات بھی۔ خلاصہ دونوں کا ہمارے لئے صد اطمینان نہیں ہے اس لئے کہ دنیادار قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ ان کے یہاں ہمیشہ اپنے بزرگوں اور بڑوں کی یاد منانے کی رسم

ہے وہ اپنی تاریخ کے اونچے سے اونچے رہنما، لیڈروں، بہادروں اور جرنیلوں کی یاد مناتے ہیں ان کے نام پر دن مناتے ہیں محفلیں اور مجلسیں منعقد کرتے ہیں جلسے جلوس تذکرے اور تقاریر کی رسوم ادا کی جاتی ہیں اور مرنے والوں کے کمالات و اوصاف کو بیان کر کے داد دی جاتی ہے۔

لیکن میرے عزیزو......! یہ طریقہ اسلام میں نہیں ہے کہ کسی کے نام کی یاد منائی جائے اور ان کے اوصاف و کمالات کو یاد کر کے داد تحسین دی جائے اس لئے کہ غیر قومیں جن کی یاد مناتی ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی کے تمام لمحات کو قابل تقلید اور قابل اتباع نہیں سمجھا جاتا کیونکہ یا تو وہ سیاسی لیڈر ہوتے ہیں یا پھر کسی قوم کے مذہبی پیشوا اور رہنما۔ اور اس سلسلے میں دعوے کے ساتھ ہرگز یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قابل اتباع ہے اور انھوں نے دنیا میں جو کچھ کیا ہے وہ سب صحیح ہے وہ معصوم اور غلطیوں سے پاک تھے لہٰذا ان کی ہر چیز کو اپنایا جائے۔

اس کے بر خلاف سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی زندگی ہے قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اے نبی ہم نے آپ کو اسی مقصد کے لئے بھیجا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے انسانیت کا ایک مکمل اور بہترین نمونہ پیش کریں جس کو دیکھ کر لوگ اس کی تقلید کریں، اس پر عمل پیرا ہوں اور یہی روش ان کے لئے ذریعہ نجات ہو، اسی میں تمام انسانوں کی فلاح و کامرانی پوشیدہ ہو، اسی طریقہ میں امن و سکون اور اطمینان نصیب ہو۔

میرے عزیزو......! صرف یہی وجہ ہے محمد عربی ﷺ کو مبعوث فرمانے کی..........اور اسی لئے آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ ہمارے

لئے ایک مثال ہے، ایک نمونہ ہے، ہمیں آپؐ کی زندگی کی ایک ایک ادا پر مر مٹنا چاہئے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ فریضہ بھی ہے۔

لہٰذا ہم نبی ﷺ کو دنیا کے دوسرے لیڈروں پر قیاس نہیں کر سکتے کہ ان کا ایک دن منا لیا اور بات ختم ہو گئی حالانکہ نبی ﷺ کی مبارک زندگی کو ہماری زندگی کے ایک ایک شعبہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نمونہ بنا دیا ہے۔ اس لئے اب ہر حال میں ہمیں آپؐ ہی کی اتباع کرنی چاہئے۔ اس طرح ہماری زندگی کا ہر دن ان کی یاد منانے کا دن ہے صرف بارہ ربیع الاول کو آپؐ کی یاد کے لئے خاص کر دینا یہ اسلامی شان اور اخلاقی واقدار و روایات کے خلاف بات ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی......! کہ وہ پیغمبر جو وجہ تخلیق کائنات ہے، وہ پیغمبر جو تمام نبیوں کا سردار ہے، وہ پیغمبر جسکی امت تمام امتوں کی سردار ہے وہ پیغمبر جس کی وجہ سے امت کا اعزاز واحترام حد درجہ بڑھا ہوا ہے، وہ پیغمبر جس کو مکمل دین اور مکمل ضابطہ حیات دیا گیا ہے اور اللہ نے اس کے دین پر تکمیل کی مہر ماردی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ جبکہ یہ اعزاز کسی امت کو نہیں ملا بھلا ایسے نبیؐ کے تذکرے اور ایسے نبی کی یاد منانے کے لئے ہم نے صرف بارہ ربیع الاوّل کو خاص کیا ہے اور اس میں بھی صرف ایک دن اور ایک دن میں بھی صرف چند گھنٹے اور اکثر وہ بھی بے توجہی اور غفلت کی نذر ہو جاتے ہیں۔

کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایسا کر کے اللہ کے نبی ﷺ کے احسانات کا بدلہ چکا دیا اور آپؐ کی قربانیوں کا حق ادا کر دیا ہے؟ دوستو! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ ﷺ کی ذات اقدس اور آپؐ کی سیرت مبارکہ کے ساتھ سراسر ناانصافی اور ظلم

ہے جو سچے مسلمان کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔

تعلیمات نبویؐ کی خلاف ورزیاں: ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم اس بات کی جستجو کرتے کہ حضور پرنور محمد عربی ﷺ اس دنیا میں کیوں تشریف لائے؟ آپ ﷺ کا پیغام کیا تھا؟ آپ ﷺ کی تعلیم کیا تھی؟ آپ ﷺ کی فکر کیا تھی؟ آپ ﷺ نے باوجود محبوب رب العالمین ہونے کے زندگی بھر خون پسینہ کیوں بہایا؟ کیوں آپؐ اللہ کے حضور راتوں کو گڑگڑاتے تھے؟ آخر آپؐ کیا چاہتے تھے؟

لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جو کچھ تعلیمات اور جو ضابطے اللہ کے نبی ﷺ لے کر آئے تھے انہی محفلوں اور مجلسوں میں کھلم کھلا ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے جن میں محبت و عقیدت کے پھول بکھیرنے کے دعوے کئے جاتے ہیں جن میں اتباع نبویؐ کے عہد و پیمان کئے جاتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس موقعہ پر ہونے والے سیرت النبی ﷺ کے جلسے جنھیں عید میلاد النبیؐ یا بارہ وفات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے خرافات وبدعات کا مجموعہ بنتے جا رہے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ ان جلسوں کے انتظام اور بھاگ دوڑ میں اکثر منتظمین کی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں چہ جائیکہ وہ پروگرام سماعت کریں جبکہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جو لوگ جان بوجھ کر جماعت کی نماز ترک کر دیتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں اور پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر کے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

اب سوچئے......! کہ یہ نبی ﷺ کی تعلیمات اور آپؐ کی سنتوں کا مذاق

Scanned by CamScanner

اڑایا جاتا ہے یا نہیں؟ اور یہی نہیں بلکہ ان اجتماعات میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط کچھ کم فتنہ نہیں، جو ہزار ہا برائیوں اور فحش کاریوں کا مجموعہ ہے جبکہ مذہب اسلام میں عورتوں کے لئے پردے کی زبردست تاکید آئی ہے انھیں تو یہ حکم ہے کہ اگر نماز پڑھنی ہو تو مسجد کی بجائے گھر میں پڑھیں صحن کے بجائے کمرے میں اور کمرے سے بہتر ہے کہ کوٹھری میں پڑھیں لیکن افسوس ہوتا ہے کہ ان مجالس میں جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر خیر ہو رہا ہے کسی ایک اللہ کے بندے کو خیال تک نہیں آتا کہ اس مجمع عام میں کس طرح حکم الٰہی اور منشائے نبوی کی توہین کی جا رہی ہے۔

اسی طرح ان اجتماعات میں اتنی سجاوٹ اور اتنا زبردست ڈیکوریشن (Decoration) ہوتا ہے کہ اللہ پناہ میں رکھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید مذہب اسلام میں خرچ کرنے کا کوئی اور مصرف ہے ہی نہیں بس اسی پر جی بھر کر خرچ کیا جاتا ہے جو سراسر اسراف ہے اور اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

اور خصوصی طور پر لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام تو کچھ اس طرح کیا جاتا ہے کہ جس سے نہ سننے والے بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ ہر گلی چوراہے پر ڈیک لگائے جاتے ہیں حالانکہ بہت سے لوگ بیمار ہوتے ہیں جن کے لئے تیز آواز مضر ثابت ہوتی ہے بچے سونا چاہتے ہیں لیکن وہ ان کی بھاری آواز سے متاثر ہوتے ہیں اور سو نہیں پاتے کچھ لوگ آہستہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں لیکن انھیں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی اس طرح یہ اجتماع ایذائے مسلم کا بھی سبب بنتا ہے اور ایذائے مسلم حرام ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ

کا عمل تو یہ تھا کہ جب آپ تہجد کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو اتنے دبے پاؤں کہ کہیں میری آنکھ نہ کھل جائے دروازہ بھی کھولتے تو ذرا آہٹ نہ ہوتی اور ہمارا عمل سراسر اس کے خلاف ہے۔

اسی طرح اس رات میں چراغاں کیا جاتا ہے ہر در و دیوار خصوصاً مساجد اور مقابر پر اس کا اہتمام کیا جاتا ہے ذرا غور کیجئے کہ کیا یہ غیروں کی نقل نہیں ہے؟ جس طرح وہ اپنے تہوار دیوالی کی رات میں چراغاں کرتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی عید میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر ان کی نقل کر کے خود کو سچا مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی دوسری قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا اس کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

میرے بھائیو......! ماہِ ربیع الاوّل میں منائی جانے والی عید......... عید میلاد النبی ﷺ یا بارہ وفات کے موقعہ پر پیدا ہونے والی یہ وہ قباحتیں ہیں جو ان رسمی مظاہروں اور روایتی جلسوں میں خود بخود شامل ہو گئی ہیں جن کا اثر نہ صرف اعمال و اخلاق پر پڑتا ہے بلکہ اسلامی روح بھی مجروح ہوتی ہے اور اسلامی شان کا داغدار ہونا بھی یقینی ہے۔

عید میلاد النبیؐ یا بارہ وفات کے پروگرام کے بعد: میرے عزیزو......! پروردگار عالم سے ہر وقت، ہر لمحہ، اور ہر ہر قدم پر ڈرتے رہو۔ کیونکہ ہم لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی بجائے بدعات و خرافات کا سبب بن رہے ہیں نہ خود ہم دین کے راستے پر چل رہے ہیں اور نہ دوسروں کے لئے یہ سچا راستہ اختیار کرنے کی راہ ہموار کر رہے ہیں بلکہ جو دین قرآن و احادیث میں موجود ہے ہماری زندگیاں

Scanned by CamScanner

اس کے خلاف گذر رہی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر مسلم قومیں ہماری آپسی رنجش، حسد و بغض، بے راہ روی اور بدعات و خرافات کو عین اسلام سمجھ رہی ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کی بداعمالیاں دیکھ کر بد عقیدگی کا شکار ہو رہے ہیں۔ دین کی محبت اور دین کی فکر ان کے دلوں سے تقریباً نکل چکی ہے بلکہ اگر یوں کہدیا جائے کہ بہت سے وہ مسلمان جنھوں نے اسلامی تعلیمات کو کبھی جانا ہی نہیں صرف اپنے آباو اجداد کے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں آج ہم سے مسلمانوں کی شکلیں، ہمارا لین دین، ہمارے روابط اور ہماری صبح و شام کی زندگی کا حال دیکھ کر وہ اپنے نام کے دین سے بھی بیزار ہیں اور اپنے ہی دین پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔

دوستو......! ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کبھی سوچا ہے؟ دراصل اس کا اصلی سبب ہم ہیں، ہماری بداعمالیاں ہیں اس لئے کہ آج ہم عید میلاد النبیؐ یا بارہ وفات مناکر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کر دیں گے لیکن اس کے بعد جب یہ پروگرام ختم ہو جائے گا پھر دیکھنا کہ اس وقت ہم میں اور ان میں تمیز کرنے والا کوئی بھی عمل سامنے نہیں آئے گا بلکہ وہی سود لینا، رشوت لینا، حرام کمانا اور حرام کھانا، جھوٹ بولنا، چوری کرنا، چغل خوری کرنا، شراب پینا، زنا کرنا، کسی بھی وقت کی نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا، کبھی حج نہ کرنا، صلہ رحمی نہ کرنا ساری بداعمالیاں جو غیروں میں ہیں ہم میں باقی رہیں گی اور حال یہ ہے کہ پھر بھی ہم خود کو مسلمان گردانیں گے، اور اپنے مسلمان ہونے کے جھوٹے دعوے کریں گے۔

ہمارے انہی جھوٹے دعووں کو سن کر ہمارے ضعیف الایمان مسلمان اپنے مذہب سے بیزار ہو جائیں گے غیر مسلم بجائے قریب آنے کے دور بھاگیں گے، اور بدقسمتی سے آج یہ سب ہو رہا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان کہلانے والی یہ قوم اللہ کی مدد سے محروم کر دی گئی ہے، ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن چکی ہے، چنانچہ آپ جائزہ لیجئے کہ دنیا کوئی بھی وہ ملک جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں کتنی بد امنی، بے چینی اور شر و فساد پھیل رہا ہے؟ وہاں کتنی بے دینی اور بدعات و خرافات جنم لے رہی ہیں؟ یہ سب روزانہ اخبارات کے پہلے صفحے پر موٹی سرخیوں میں لکھا مل جائے گا۔

اسوۂ رسول پر عمل کی برکت: ورنہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب مسلمان قوم ہر قدم پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والی تھی اس وقت اس پر اللہ کی مدد نازل ہوتی تھی اور وہ یہ ہے کہ جب مسلمان قوم کی حکمت کا تقاضا ہوتا کہ ہوا چلائی جائے تو باری تعالیٰ ہوا چلاتے تھے جب مسلمان قوم کی مصلحت کا تقاضا ہوتا کہ بارش برسائی جائے تو بارش برسائی جاتی تھی جب مسلمان قوم کا فائدہ اس میں ہوتا کہ آندھی اور طوفان لایا جائے تو یہ سب ہوتا تھا چنانچہ جنگِ بدر، جنگِ احد اور غزوۂ خندق وغیرہ کے موقعوں پر یہ سب مثالیں موجود ہیں۔

لیکن آج مسلمان کہلانے والی اس قوم کے ساتھ اللہ کا معاملہ دوسرا ہے اور اس کی وجہ صرف ہماری بداعمالیاں اور یہ جھوٹے دعوے ہیں۔

Scanned by CamScanner

امت کے لئے ایک سبق: میرے بھائیو......!اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہو افتراق وانتشار ہم سے دور ہو جائے، تخت وتاج، فوج، سپاہ، دولت وثروت ہمارے ہاتھوں کی کنجی بن جائے آخرت کے نفسی نفسی کے عالم میں خوف ودہشت اور شقاوت وخجالت سے ہم کو چھٹکارہ مل جائے تو پھر آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے جو پیغام ہمیں ملتا ہے اور آپؐ کی ذات والا صفات سے جو عملی فکر ہمیں ملتی ہے اسے اپنی زندگیوں میں پیش کریں کیونکہ قرنِ اوّل کے لوگ اسی پر عمل کر کے پوری دنیا پر چھاگئے اور اللہ کو راضی کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کو سامنے رکھ کر عمل کرنا مشکل ہو اور اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر کوئی ایک راستہ اپنانا پڑے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر باب کو امت کے لئے نمونہ بنایا ہے۔ ہم کہیں بھی ہوں اور کسی بھی حال میں ہوں آپ ﷺ کی سیرت ہر جگہ ہماری رہنمائی کرنے والی ہے۔

میرے عزیزو......!اللہ کے نبیؐ کے اسوہ کی مثال تو ایسی ہے کہ مثلاً کوئی شخص درزی کو ایک کپڑا دے اور نمونے کے طور پر ایک قمیص بھی دے اور پھر درزی سے کہے کہ یہ کپڑا اس نمونے کا سل دو اس کی فٹنگ بالکل نمونے کے مطابق ہونی چاہئے اب اگر درزی نمونے کے مطابق کپڑا سِل دیتا ہے تو وہ مزدوری کے ساتھ انعام کا بھی مستحق ہے اور اگر مطلوبہ نمونہ کے مطابق نہ سل پائے تو پھر نہ مزدوری کا مستحق ہے اور نہ ہی انعام کا۔

آنحضرت ﷺ کا اسوہ اور آپؐ کی مبارک سیرت بھی ہمارے سامنے

ہے اب ہمیں اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے کیونکہ باری تعالیٰ نے عمل کرنے کے لئے یہ نمونہ ہمیں عطا فرمایا ہے اس لئے بڑی باریکی کے ساتھ آپ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر باب کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں کس طرح زندگی بسر کی پہنتے اوڑھتے کس طرح تھے، آپؐ کا کھانا پینا کیسا اور کس طرح تھا؟ آپؐ کی رفتار وگفتار کیسی تھی؟ آپؐ کے اخلاق وعادات کیسے تھے؟ عبادات کس طرح کرتے تھے؟ اپنے اور غیروں کے ساتھ آپؐ کا برتاؤ کیسا تھا؟ عوام وخواص میں چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرماتے تھے؟ امانت داری، سچائی، وعدے کی پابندی، اور قرض کی ادائیگی کا کس طرح اہتمام فرماتے تھے؟! اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ کیسی شفقت کا معاملہ فرماتے تھے؟

غرض یہ کہ عبادات، معاملات، معاشرت،، اخلاقیات، سیاسیات،، اقتصادیات، اور تہذیب وتمدن میں کہیں بھی آپؐ کی حیات مبارکہ کیسی گذری ہے، اس کو دیکھ کر ہی عمل پیرا ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہر جگہ ہماری رہنمائی کرنے والی ہے ہماری زندگی کے ہر گوشے اور ہر پہلو پر مکمل روشنی ڈالنے والی ہے۔ اب اگر ہم نے اللہ کے دئے ہوئے نمونے کے مطابق عمل کر لیا، تو یقیناً ہم مزدوری کے ساتھ ساتھ انعام کے بھی مستحق ہیں، ورنہ تو یہ نمونہ ہم سے لیکر کسی دوسرے کو دیدیا جائے گا اور ہم پر اللہ کا عتاب بھی ہوگا۔

صحابہ کرامؓ میں اتباع سنت کا جذبہ: صحابہ کرامؓ کا حال تو یہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی ذرا ذرا سی نقل وحرکت تک کو اپناتے تھے اور آپؐ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر مضبوطی سے عمل کرتے تھے اور ہر گز اس کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے کہ غیروں کی تہذیب اور ان کا معاشرہ اس پر کیا فقرے کسے گا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ

Scanned by CamScanner

ان کی سچی محبت کی دلیل تھی۔

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ ایران فتح ہونے کے بعد وہاں کے دار السلطنت پہنچے تو آپکو وہاں کے چند معزز لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا دستر خوان لگا ہوا تھا لوگ کھانا کھا رہے تھے کھاتے وقت ایک لقمہ آپ کے ہاتھ سے گر گیا آپ نے فوراً لقمہ کو اٹھایا اور صاف کر کے کھالیا ایک فارسی غلام جو اس وقت کھانا کھلا رہا تھا یہ دیکھ کر حضرت ابو حذیفہؓ سے بولا، یہ ملک نہایت مہذب اور شائستہ لوگوں کا ہے یہاں کے لوگ اس حرکت کو معیوب سمجھتے ہیں اور یہ حرص وہوس کی علامت بھی ہے کہ زمین پر گرا ہوا لقمہ آپ نے اٹھا کر کھالیا بہتر ہے کہ آپ یہاں ایسا نہ کریں ورنہ لوگ آپ کا مذاق اڑائیں گے حضرت ابو حذیفہؓ غصے میں لال ہو گئے اور فرمانے لگے۔

أأترك سنة حبيبي لهٰؤلاء الحمقاء "کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے اپنے حبیب ﷺ کی سنت چھوڑ دوں"؟

حاضرین گرامی......! یہ ہے اصل محبت، اور ایک ہم ہیں کہ آپ کی یاد میں ایک پروگرام کر لینے کو محبت کی دلیل سمجھتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے اس موضوع پر کلام سن لیا بس ہو گیا محبت کا حق ادا۔

نہیں ہر گز نہیں، میرے عزیزو، محبت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جو کچھ کیا یا کرنے کا حکم فرمایا وہ آپ کریں، جن چیزوں سے آپ رکے یا رکنے کا حکم فرمایا ان سے باز رہیں۔ اور ہر گز ہر گز اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ کوئی کیا کہے گا گھر والے، خاندان والے، سماج والے کیا فقرے کسیں گے۔ سچا مسلمان ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق زندگی گذار دے۔ آپ

کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی نقل اپنی خوش نصیبی اور سعادت سمجھ کر کرے، کیونکہ جیسی فقید المثال سیرت ہمارے پاس ہے ایسی تو کسی بھی قوم یا کسی بھی مذہب کے پاس نہیں ہے۔

اس لئے ہم مسلمانوں کو اس پر مر مٹنا چاہئے اور عملی طور پر اس کو اپنی زندگیوں میں پیش کرنا چاہئے لوگ جب ہماری کتابوں میں ہمارے نبیؐ کا اسوہ پڑھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس بہترین لائحہ عمل ہے ان کے پاس ایک اعتدال پسند نبیؐ کی مکمل سیرت موجود ہے لیکن جب ہماری عملی زندگی دیکھتے ہیں تو بد ظن ہو جاتے ہیں اور جب ہماری تباہ حال سیرت کو پڑھتے اور دیکھتے ہیں تو ہم پر نفریں بھیجتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مسلمان پڑوسیوں کو ان کے گھروں اور محلوں میں دن رات دیکھتے اور برتتے ہیں بازاروں میں ان کے ہاتھ سودا بیچتے اور خریدتے ہیں اسکولوں اور کالجوں میں غیر مسلم طالب علم اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، اسی طرح دفتروں اور کارخانوں میں، عدالتوں اور کچہریوں میں، ریلوے اسٹیشنوں پر اور ریل گاڑیوں میں روزانہ غیر مسلموں اور مسلمانوں کا ساتھ ہوتا ہے۔

بھلا سوچئے تو سہی......! کہ آج ہم میں کہیں سیرت رسول اللہ ﷺ کا شائبہ تک بھی موجود ہے؟ چہرے پر داڑھی نہیں، لباس باشرع نہیں، افکار اسلامی نہیں، اعمال صالح نہیں، ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کہیں بھی تعلیمات نبویؐ کی روشنی نہیں۔ کیا صرف ایک دن عید میلاد النبیؐ یا بارہ وفات منا لینے سے ہماری بگڑی ہوئی زندگیاں بدل سکتی ہیں؟

حالانکہ جہاں معاشرہ مغربیت کی آگ میں جھلس رہا ہے اہل وعیال الحاود

Scanned by CamScanner

لادینیت کے گہرے غار میں گرتے چلے جارہے ہیں خاندان کے خاندان اور نسلیں کی نسلیں دینداروں سے خالی ہو چکی ہیں، مسجدیں غیر آباد ہیں، مدارس ویران ہیں، دل ودماغ پر شیطنت کا بھوت سوار ہو چکا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن طاقوں میں سجادیا گیا ہے احادیث کو غیر اہم سمجھ کر پس پشت ڈال دیا گیا ہے علماء وصلحاء کے خلاف شب وروز بد گمانیاں بڑھ رہی ہیں ظاہر وباطن ایمانیت سے خالی ہو چکے ہیں

دوستو......! اس وقت ملت پیاسی ہے اور چاہتی ہے کہ کوئی ایسا آب حیات ملے جو روح کی پیاس بجھادے، خاندانی اور نسلی تعصب کو مٹا کر رکھ دے، چین وسکون اور آرام کی بادِ بہاری لے آئے، فلاح وکامرانی کی شاہراہیں کھول دے، قبر وحشر کے ہولناک مناظر سے انھیں بچادے۔

میرے بھائیو......! اس کا صرف واحد راستہ یہی ہے کہ ہر شخص سید المرسلین نبی آخر الزماں ﷺ کے اسوہ اور آپ کی سیرت کو اپنی تباہ حال زندگی میں داخل کرے ہر قدم اور مقام پر سنتِ رسول کا پابند ہو۔

اب اگر واقعی ہمیں اسلام سے محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ایمانی تعلق ہے تو اس حال کو بدلنے کے لئے ہمیں جان کی بازی لگادینی چاہئے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی ہی ہمارے لئے بہترین عملی نمونہ ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

وآخر دعوانا ان الحمد الله ربّ العالمین

شبِ برأت

اور

حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
خلیفہ اجل
فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
مرتبہ
محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تری گلی میں
دنیا تری گلی میں، عقبیٰ تری گلی میں

شبِ برأت

اور

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

نحمده ونصلّی علی رسوله الكريم . اما بعد ، فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحيم . حٰم والكتاب المبين . إنّا أنزلنٰهُ فى ليلة مُبارَكة إنّا كنّامنذرين فيها يفرقُ كلّ امرٍ حكيم . صدق الله العظيم .

قسم ہے کتاب مبین کی کہ ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا ہے ہم ہی ڈرانے والے ہیں اور اس رات میں مضبوط احکامات کے فیصلے صادر کیے

جاتے ہیں۔

محترم بزرگو اور دوستو......!

ہماری خوش قسمتی ہے کہ باری تعالیٰ نے ہمیں مغفرت اور رحمت والی یہ رات اس حال میں عطا فرمائی ہے کہ ہمارے ہوش و حواس درست ہیں جسمانی اعتبار سے ہم صحت مند ہیں زندگی کے قیمتی لمحات ہمیں میسر ہیں اور کچھ کر گذرنے کی قوتِ ارادی ہمارے ساتھ ہے۔

دوستو......! چونکہ یہ رات سال بھر میں صرف ایک بار آتی ہے اس لئے اس کی قدر و منزلت اور عظمت و رفعت سے تقریباً اکثر لوگ ناواقف اور ناآشنا ہی رہتے ہیں یوں تو ہمارے تمام ہی دینی امور غفلت و کوتاہی کی نذر ہو رہے ہیں لیکن ایسی عظیم رات کی برکتوں اور رحمتوں سے لاپرواہی برتنا اور ان سے فائدہ نہ اٹھانا یقیناً اپنی تباہی اور خسران کو دعوت دینا ہے۔

یہ رات شبِ برأت کہلاتی ہے، یعنی برأت کی رات، باری تعالیٰ اس رات میں جود و سخا کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اپنی عطا و کرم اور بخشش کو عام کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو بندہ بھی اپنے گناہوں پر نادم ہو کر بارگاہِ صمدی میں بخشش و مغفرت کی فریاد کرتا ہے تو اسے اس رات میں معاف کر دیا جاتا ہے۔

فرشتوں کی عید کی رات: آج کی رات کائنات کے بام و در سجائے جاتے ہیں ہر مخلوق اللہ کی خاص عنایات اور لطائف سے خوب بہرہ اندوز ہوتی ہے روایات میں آتا ہے کہ آسمان والوں کے لئے دو راتیں عید اور مسرت کی ہوتی ہیں جیسے زمین پر بسنے والوں کے لئے دو دن عید اور مسرت

کے ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اسی طرح فرشتوں کی عید بھی دو راتوں میں ہوتی ہے ایک یہ رات جسے شبِ برأت کہتے ہیں اور دوسری شبِ قدر جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے اس لئے اس رات کو فرشتوں کی عید کی رات بھی کہا جاتا ہے۔

المنذری نے اس رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس نے دو عید کی راتیں اور پندرہ شعبان کی یہ رات عبادت الٰہی میں جاگ کر گذار دی تو ایسے دن میں جب کہ تمام دل مر جائیں گے اس انسان کا دل نہیں مرے گا۔

شبِ برأت شفاعت کی رات: حضور اقدس ﷺ کا عمل روایات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے شعبان کی تیرھویں رات میں اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کی شفاعت قبول فرمالی۔ آپ ﷺ نے شعبان کی چودھویں رات کو پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے دو تہائی امت کی شفاعت قبول فرمالی پھر آپ ﷺ نے شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأت میں اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام امت کی شفاعت قبول فرمالی مگر وہ شخص جو رحمت الٰہی سے اونٹ کی طرح دور بھاگ گیا ہو اور اپنے گناہوں کی دلدل میں ہی ڈوبا رہا ہو اور اس نے اس رات میں اپنی بخشش اور معافی کے لئے ذرا بھی ہاتھ پیر نہ مارے ہوں۔

میرے بھائیو......! اگر میں آپ حضرات کے سامنے اس رات کی

فضیلت و عظمت بیان کرنے کے لئے ایک معروف روایت پیش کر دوں تو یقیناً یہ بات اور صاف ہو جائے گی، سماعت فرمائیے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا رات کا چوتھائی حصہ گذرنے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمدؐ سر اٹھا، میں نے سر اٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھا تو جنت کے تمام دروازوں کو کھلا ہوا پایا پہلے دروازے پر ایک فرشتہ کھڑا پکار رہا تھا جو شخص اس رات میں رکوع کرتا ہے اسے خوشخبری ہو۔ دوسرے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا جو شخص اس رات میں سجدہ کرتا ہے اسے خوشخبری ہو، تیسرے دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا جس نے اس رات میں دعا کی اسے خوشخبری ہو، چوتھے دروازے پر فرشتہ آواز دے رہا تھا جس نے اس رات میں ذکر کیا اسے خوشخبری ہو، پانچویں دروازے کے فرشتے کی صدا تھی جس نے اس رات میں خدا کے خوف سے آہ وزاری کی اسے خوشخبری ہو چھٹے دروازے کا فرشتہ بول رہا تھا اس رات میں تمام سچے مسلمانوں کو خوشخبری ہو، ساتویں دروازے کا فرشتہ یوں مخاطب تھا اگر کسی کو کوئی سوال کرنا ہے تو کرے اس کا سوال پورا کیا جائے گا آٹھویں دروازے کا فرشتہ زبان حال سے یوں گویا تھا ہے کوئی جو بخشش کی درخواست کرے اور اس کی درخواست قبول کر لی جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے انھوں نے جواب دیا رات کے اوّل حصے سے لے کر صبح صادق تک۔ پھر فرمایا، اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ کی آگ سے اتنے بندوں کو نجات دیتا ہے جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔

حاضرین محترم......! ان روایات کی روشنی میں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ رات بڑی برکتوں اور رحمتوں والی رات ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اس رات میں عبادت کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے کیونکہ آج کی رات پروردگار عالم کا عام دربار صرف بندوں کو معاف کرنے کے لئے لگتا ہے سال بھر تک بندہ خود اللہ کا دروازہ کھٹکھٹا تا رہتا ہے اور بار بار اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا رہتا ہے مگر پھر بھی دل میں خدشہ رہتا ہے کہ شاید ابھی تک میری دعا کسی وجہ سے قبول نہ ہو سکی ہو اس لئے وہ پھر دعا مانگتا ہے اور یہی سوچ کر سال بھر تک گڑگڑاتا اور آہ وزاری کرتا رہتا ہے بار بار اپنا سر زمین پر پٹختا اور اٹھاتا رہتا ہے اور روتے روتے اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہے چونکہ بظاہر قبولیت کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی اس لئے وہ ڈرتا ہی رہتا ہے۔

رحمت خداوندی کا عجیب کرشمہ: آج کی رات رحمتِ خداوندی کا عجیب کرشمہ ہوتا ہے کہ خدا جو بالکل بے نیاز ہے نہ اس پر کسی کا زور چلتا ہے نہ کسی کا وہ محتاج ہے نہ کسی کو خوش کرنے اسے ضرورت ہے، وہ خود اور از خود اپنی شان بے نیازی کے ساتھ آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور بخشش چاہنے والوں کو بالکل معاف کرنے کا اعلان کرتا ہے یہاں تک کہ یہ عمل صبح صادق تک جاری رہتا ہے سبحان اللہ قدرت خداوندی اور رحمت خداوندی کے ان بھیدوں کو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آخر تمام مخلوقات میں اس کو اپنے اس ناپاک بندہ سے اتنا پیار اتنی بے پناہ محبت کیوں ہے؟ کہ وہ خود اسے معاف کرنے کے لئے بن بلائے ان کے دروازے پر دستک دے رہا ہے اور کہہ رہا

ہے کہ اے بندے! مجھ سے مانگ، میں تیری طلب پوری کرنے کے لئے ہی تیرے قریب آیا ہوں۔

چنانچہ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اذ اکانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فانّ الله تبارك وتعالی ینزّل فیها لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلی فاعافیه الا کذا الا کذا حتیٰ یطلع الفجر (ابن ماجہ)

"شعبان کی پندرھویں رات کو قیام کرو اور دن کا روزہ رکھو اللہ تعالیٰ پندرھویں شب کو غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا کی طرف تمام رحمتوں کو متوجہ فرما کر یہ آواز دیتے ہیں کوئی معافی چاہنے والا ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو معاف کردوں کوئی روزی چاہنے والا ہے جو مجھ سے روزی مانگے اور میں اس پر رزق کشادہ کردوں کوئی مصیبت زدہ ہے جو مجھ سے مصیبت دور کرنے کے لئے کہے اور میں اس کی مصیبت دور کردوں اس طرح صبح صادق تک اعلان ہوتا رہتا ہے۔

فیصلوں کے صادر ہونے کی رات: حاضرین مجلس......! اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رات کس قدر قیمتی اور کتنی اہم بنائی ہے قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ اس رات میں پورے سال کا گوشوارہ بناتے ہیں تمام اہم اور مضبوط کاموں کے فیصلے صادر فرماتے ہیں پھر

سال بھر تک ہونے والے تمام امور کارندوں کو سونپ دیئے جاتے ہیں اسی وجہ سے بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ باری تعالیٰ نے شب قدر کو مبہم رکھ کر شبِ براُت کو ظاہر فرمادیا اس کی کیا وجہ ہے؟

چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ رات قضا و حکم، رضا و قہر، قبولیت و اعراض، قرب و بعد سعادت و شقاوت، کرامت اور پرہیزگاری کی رات ہے۔ اس رات میں کوئی شخص نیک بخت بنادیا جاتا ہے، اور کوئی مردود و ملعون قرار پاتا ہے ایک کو نیک کاموں کی جزا دے کر کامران کردیا جاتا ہے اور دوسرے کو برے کاموں کے بدلے میں رسوا اور ذلیل کردیا جاتا ہے ایک کو بزرگی دی جاتی ہے اور دوسرے کو اس سے محروم کردیا جاتا ہے ایک کو اجر دیا جاتا ہے، دوسرے کو دھتکار دیا جاتا ہے اس رات میں ایک کے پیدا کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور دوسرے کے حمل کو ضائع کرنے کا حکم صادر فرمادیا جاتا ہے بہت سے لوگ ہیں جو خرید و فروخت میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ کے یہاں ان کا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جارہا ہے بعضے لوگ نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں لیکن اللہ کے یہاں ان کی قبر کی تیاری ہورہی ہے، بہت سے مغرور گھمنڈی اور متکبر عیش و عشرت میں مست ہورہے ہیں حالانکہ اللہ کے یہاں عنقریب ان کو مٹی میں ملادینے کی تدبیر ہورہی ہے بہت سی خوبصورت عمارتیں اور شاندار محلات پایہ تکمیل کو پہنچنے والے ہیں مگر عنقریب ان کے مالکوں کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہورہی ہے بہت سے لوگ ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں مگر ان پر عذاب نازل کردیا جاتا ہے بہت سے

لوگ اپنی محنتوں کے اچھے نتائج سننے کے لئے بے قرار رہتے ہیں مگر نقصان و خسران ان کے نام لکھ دیا جاتا ہے۔

دوستو......! یہ رات بڑی عجیب رات ہوتی ہے پوری کائنات کے نظام کی نوک پلک آج کی رات میں درست کر دی جاتی ہے حضرت جبرئیلؑ و میکائیلؑ، عزرائیلؑ و اسرافیلؑ تک تمام فرشتوں کو ان کی ذمےّ داریاں سونپی جاتی ہیں۔

شب برأت میں ہماری ذمےّ داری: بھائیو......! ذرا غور کرو۔ ایسی عظیم رات میں ہمارا کیا فرض ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ جب کہ تمام عالموں کا مالک پوری طرح ہماری طرف متوجہ ہے، ہماری زندگی کے نشیب و فراز اور اتار چڑھاؤ کا فیصلہ کر رہا ہے کیا ہمارا یہ فرض ہے کہ آج کی رات ہم حلوہ پلاؤ کی لذتوں میں مست ہوں؟ یا ناچ گانے اور آتشبازی سے اپنی مسلمانی جتائیں؟ یا اپنے ائر کنڈیشنڈ کمروں اور نرم نرم گدّوں پر لیٹ کر غفلت و لا پرواہی سے میٹھی نیند سوتے رہیں؟

نہیں............ ہرگز نہیں...... میرے بھائیو اور عزیزو جاگ اٹھو، اور ان دنیاوی رسم و رواج اور خرافات کا لبادہ اتار پھینکو آخر ایسی کرتوتوں سے کب تک کام چلے گا؟ کب تک ہم بدعات و رسومات کے سہارے جیتے رہیں گے، کیا مالک یوم الدین سے کبھی سامنا نہ ہو گا وہاں کیسے چرب زبانی کر سکو گے یہاں تو سمجھانے پر ہزار لعن طعن کی جاتی ہیں نہ قرآن کو دیکھا جاتا ہے نہ احادیث رسولؐ کی پرواہ کی جاتی ہے نہ صحابہ کرام کے اعمال کو قابل توجہ سمجھا جاتا ہے بھلا مجھے بتاؤ تو سہی کہ حلوہ اور آتشبازی جیسی غلط باتوں کی بنیاد کیا ہے؟ آج کی رات اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور ایک مسلمان

آتشبازی کے ذریعے شیطان کے تیر آسمانوں کی طرف پھینکتا ہے بھلا پروردگار عالم آج کی رات خود معاف کرنے کے لئے آسمان دنیا پر نازل ہوا ہے اور آپ اس کا استقبال آگ کے شعلے دکھلا کر رہے ہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو......! ایسے کارناموں سے تو ہمارا ایمان بھی خطرے میں ہے بلکہ اگر ہم اپنی بخشش چاہتے ہیں اور احساس بھی ہے کہ ہم مریں گے اور یقین ہے کہ پیدا کرنے والا یونہی چھوڑے گا نہیں بلکہ پل پل کا حساب لے گا تو پھر آؤ تا کہ میں آپ کو اس کے محبوب محمد ﷺ کے اعمال سے روشناس کرادوں کہ دین متین لانے والا، امت کا سردار، شافع محشر اس رات میں کیا کرتا تھا اور کس چیز کی ترغیب دیتا تھا۔

شب برأت میں اللہ کے نبیؐ کا عمل: ابن اسحٰق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے حضور پر نور محمد ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے گھر کسی کام سے بھیجا میں نے ام المؤمنین سے عرض کیا کہ جلدی کیجئے کیونکہ میں حضور اقدس ﷺ کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ آپ پندرہ شعبان کی رات کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے حضرت عائشہؓ نے مجھ سے فرمایا اے انیس بیٹھ میں تجھے شعبان کی پندرہویں رات کی بات سناؤں۔ ایک مرتبہ یہ رات میری باری کی تھی حضور ﷺ تشریف لے آئے، رات کو میں بیدار ہوئی اور میں نے آپ کو نہ پایا تو میں نے سوچا کہ شاید حضور اکرم ﷺ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں

Scanned by CamScanner

چنانچہ میں گھر سے باہر نکلی اور مسجد سے گذری تو میرا پاؤں آپؐ پر پڑا آپؐ فرمارہے تھے "اے تمام عالموں کے مالک میرے جسم اور خیال نے تجھے سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور یہ میرا ہاتھ ہے میں نے اس ہاتھ سے کبھی اپنے جسم کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا ہے اے ربِّ عظیم تجھ سے ہی ہر کام کی امید کی جاتی ہے میرے گناہوں کو بخش دے میرے اس چہرے نے تجھے سجدہ کیا جسے تو نے پیدا فرمایا، اسے صورت بخشی، اس میں کان اور آنکھ پیدا کیئے، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھا کر کہا، اے اللہ! مجھے ڈرنے والا دل عطا فرما، جو شرک سے بری اور منزہ ہو، کافر اور بد بخت نہ ہو۔" پھر آپؐ سجدے میں گر گئے اور میں نے سنا آپؐ فرمارہے تھے۔ اے اللہ میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں تیرے عفو کے طفیل تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ تو اتنی خوبیوں والا ہے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا اور اتنی تعریفیں ہیں تیری کہ تو خود ہی ان کو جانتا ہے اور تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے میں وہی کہتا ہوں جو کچھ میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا میں اپنا چہرہ اپنے آقا کے لئے خاک آلودہ کرتا ہوں اور میرا آقا ہی اس لائق ہے کہ اس کے آگے چہرہ خاک آلود کیا جائے۔

پھر آپؐ نے سر اٹھایا تو میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپؐ یہاں تشریف فرما ہیں اور میں وہاں تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے حمیرا کیا تم نہیں جانتیں کہ یہ پندرہ شعبان کی رات ہے اس

رات میں اللہ تعالیٰ بنو کلب کے ریوڑوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے مگر چھ آدمی اس رات میں بھی محروم رہ جاتے ہیں مشرک، شراب خور، والدین کا نافرمان، عادی زانی، قاطع رحم اور چغلخور۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہؓ کا بیان اس طرح ہے کہ اس رات میری باری تھی کہ اچانک حضور اکرم ﷺ میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی تو میں نے دیکھا کہ آپؐ جنت البقیع یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں اس حالت میں ہیں کہ آپؐ بارگاہِ الٰہی میں تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار فرمارہے ہیں نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے عائشہ تو جانتی ہے کہ آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ شعبان کی درمیانی رات ہے تمام اہل دنیا کے اعمال اس رات بارگاہِ الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں اللہ کی عبادت کررہا ہوں۔

حاضرین محترم......! اب آپ ہی غور فرمائیں اور خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ دین کا رہبر کامل، تمام نبیوں کا سردار و پیشوا، اللہ کی رضا کو سب سے زیادہ سمجھنے والا آج کی رات کس طرح گذارتا ہے، اور ہم ان کا اتباع کرنے والے کیا کرتے ہیں ہمارے ان کے خیالات اور اعمال میں کتنا تفاوت ہے کیسی بیگانگی ہے ایسا لگتا ہے کہ شاید ہمارا نبی کوئی اور ہے جس کی روش ہم نے اختیار کی ہے اللہ ہم پر رحم فرمائے یوں تو دین ہماری زندگیوں میں ہے ہی نہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ ہم ذہنی اعتبار سے بھی اس سے متفق نہیں ہیں

Scanned by CamScanner

دوستو......! ایک بار پھر اپنے اعمال پر نظرِ ثانی کرلو اور جتنی باتیں حضور اکرم ﷺ کے مبارک طریقہ سے ثابت ہیں انھیں مضبوطی سے پکڑ لو اور مرتے دم تک عمل پیرا رہو، ورنہ آج کی رات جہاں بندوں کو معاف کرنے کا خصوصی طور پر اہتمام ہوتا ہے وہیں نافرمانوں اور ظالموں کی آخرت تباہ کرنے کا فیصلہ بھی کیا جاتا ہے چند باتیں جو خلاصہ کے طور پر احادیث مبارکہ سے سامنے آئیں وہ یہ ہیں۔

شب برأت کے مخصوص اعمال: اللہ کے حبیب محمد مصطفی ﷺ نے اس رات کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ رات بھر اللہ کی عبادت کی جائے یوں تو سبھی طرح کی عبادات مسنون ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ نماز پڑھی جائے غنیۃ الطالبین میں شیخ المشائخ محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانیؒ نے لکھا ہے کہ:

☆شبِ برأت میں سو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ہے جس میں ایک ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھا جائے یعنی ہر رکعت میں دس دس مرتبہ۔ اس نماز کو 'نمازِ خیر' بھی کہتے ہیں اس کی برکت وسیع ہے اس نماز کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ☆نماز میں سجدہ طویل ہونا چاہئے اور اس میں اللہ کے قہر سے پناہ مانگی جائے اور رحمت طلب کی جائے۔

☆قبرستان میں جاکر مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا و استغفار کیا جائے۔

☆دن کا روزہ رکھنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔

چھ آدمیوں کی مغفرت نہیں ہوتی: ایک بہت اہم بات جو حدیث پاک سے ثابت ہے وہ ان اعمال سے کہیں زیادہ توجہ کی مستحق ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا چھ آدمی ایسے ہیں جن کو اس رحمت و مغفرت والی رات میں بھی محروم کردیا جاتا ہے اللہ کی طرف سے ایسے لوگوں پر لعنت ہوتی ہے انھیں اپنے نفس پر رحم کھانا چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ آخر انھوں نے آخرت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ جس کے بل بوتے پر وہ نشہ عیش و عشرت یا لذتِ جاہ و حشم میں مبتلا ہیں۔

پہلا آدمی: سب سے پہلا آدمی مشرک ہے جو اس رات میں مغفرت و بخشش سے محروم رہتا ہے شرک دنیا کا سب سے بدترین گناہ ہے کہ انسان اللہ کی ذات و صفات میں کسی اور کو شریک ٹھہرائے یہ سراسر ظلم ہے اور اللہ کی ذات پر ایک بہتان ہے قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے - اِنَّ الْرّكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کہ شرک ظلم عظیم ہے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ.

﴿ یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کا گناہ معاف نہیں فرماتے اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس طرح چاہے معاف فرمادیتے ہیں﴾

خدا کی خدائی میں سب سے گندہ اور نجس وجود مشرکین کا ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ عز اسمہ فرماتے ہیں اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرکین تو ناپاک ہیں: شرک کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے ملک کے

Scanned by CamScanner

خلاف بغاوت کرے اس کے قوانین و اصول کو ماننے سے اعراض کرے تو اس ملک کی حکومت اس کے وجود کو ایک بوجھ سمجھتی ہے اور بہت جلد سولی پر چڑھادیتی ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کی توہین و تذلیل کی جاتی ہے اسی طرح اللہ کی اس زمین پر وہ شخص ایک بوجھ ہوتا ہے جسے بخشا نہیں چاہئے۔

دوسرا شخص: دوسرا شخص شرابی ہے شراب کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْأَنْصَابُ وَ الْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ یعنی شراب اور جوا سب حرام ہیں اور یہ شیطانی کام ہیں دراصل شراب اتنی گندی عادت اور غلط حرکت ہے اگر جائزہ لیا جائے تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ اس سے زیادہ تباہ کن اور نقصان دہ فعل کوئی نہیں ہے۔

میرے بھائیو......! آج ہماری نوجوان نسل وقتی لذت کی خاطر اسے اپنا لیتی ہے اور اس کے خوفناک انجام سے بے خبر رہتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ شرک کے بعد دنیا کا سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے جو انسان کو ہر اعتبار سے تباہ و برباد کر دیتی ہے مثلاً زنا انسانی معاشرے کی حد بندیوں کو ختم کر دیتا ہے، چوری انسان کو کمینہ اور خسیس بنادیتی ہے، قتل انسان کے ضمیر کو مردہ بنادیتا ہے لیکن شراب میں یہ تمام برائیاں بیک وقت موجود ہیں شراب انسان کے ظاہر و باطن، عقل و علم، دولت و ثروت، جاہ و حشم، شجاعت و بسالت حتیٰ کہ خاندان و معاشرہ اور ملک کے ملک تباہ کر ڈالتی ہے

شراب کی جسمانی مضرت: ایک جرمن ڈاکٹر نے لکھا ہے "جو شخص

شراب کا عادی ہو چالیس سال کی عمر میں اس کے جسم کی ساخت و بناوٹ ایسی ہو جاتی ہے جیسے ساٹھ سالہ بوڑھے کی"

یعنی شرابی ظاہری طور پر جسمانی اعتبار سے سٹھیائے ہوئے بوڑھے کی طرح ہو جاتا ہے یورپ میں اکثر و بیشتر لوگ سِل کے مریض ہوتے ہیں ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ "یہ بیماری شراب کی وجہ سے لگتی ہے اور یورپ میں آدھے لوگ اسی بیماری سے مر جاتے ہیں" اسی شراب کی گندی عادت کی وجہ سے انسان کا جگر اور گردے خراب ہو جاتے ہیں۔

عقل پر شراب کے اثرات: میرے بزرگو اور عزیز دوستو......! یہ شراب کے جسمانی اور بدنی نقصانات ہیں اب ذرا اور آگے بڑھ کر غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ عقل پر شراب کے کتنے زبردست اور خراب اثرات مرتب ہوتے ہیں اس بات سے ہر چھوٹا بڑا آدمی خوب واقف ہے کہ شراب پی کر جب تک نشہ رہتا ہے اس وقت تک عقل کام نہیں کرتی لیکن تجربہ کار لوگوں اور ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ نشہ کی عادت خود قوت عاقلہ کو بھی کمزور کر دیتی ہے جس کا اثر ہوش میں آنے کے بعد بھی رہتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی آدمی پاگل ہو جاتا ہے کبھی خبطی ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی ہارٹ اٹیک (Heart.Attack) کی نوبت آجاتی ہے کبھی آواز پھٹ جاتی ہے اور کھانسی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے۔

دوستو......! کیسی بری لعنت ہے یہ شراب...... اللہ ہمارے حال پر رحم

Scanned by CamScanner

فرمائے اور یہی نہیں بلکہ شراب کا اثر نسل پر بھی پڑتا ہے یعنی شرابی کی اولاد کمزور ہوتی ہے اور بعض مرتبہ تو وہ اس قابل ہی نہیں رہتا کہ بچے پیدا ہو سکیں، اللھم حفظنا منہ۔

میرے بھائیو......! آج میں اس مجمع میں اس موضوع پر خصوصاً اپنے نوجوان ساتھیوں سے مخاطب ہوں اس لئے آپ اس گناہ عظیم کے تباہ کن اثرات کا بغور جائزہ لیتے رہیں۔ مفسرین قرآن نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے وہ لکھتے ہیں کہ شراب پینے والے شروع شروع میں اپنے جسم میں حیرت انگیز چستی و چالاکی محسوس کرتے ہیں اس لئے بعضے لوگ قرآنی احکامات کے انکار کرنے کے ساتھ ساتھ طبی اور میڈیکل تحقیق کا بھی انکار کرتے ہیں اور اپنی جوانی کی ترنگ میں یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوتا مگر آہستہ آہستہ تمام برائیاں سامنے آنے لگتی ہیں اور پھر بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

شراب جنگ وجدل کا سبب بنتی ہے: شراب کا سب سے بڑا فساد یہ ہے کہ وہ اکثر لڑائی جھگڑے کا سبب بنتی ہے اور اسی وجہ سے دلوں میں وہ دراڑ پڑ جاتی ہے جو زندگی بھر پر نہیں ہوتی قرآن کریم نے سورۂ مائدہ میں خصوصیت کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ یعنی شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جھوٹ کے ذریعے تم میں آپس میں بغض وعداوت پیدا کردے۔

شراب کی قومی مضرت: دوستو......! شراب کی ایک دوسری بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ شرابی مدہوشی کے عالم میں بعض اوقات اپنا پوشیدہ راز بھی عیاں کر

دیتا ہے جس کی مضرت اور نقصان بڑا تباہ کن ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ کسی حکومت کا ذمے دار ہو اور راز بھی حکومت کا راز ہو، جس کے ظاہر کر دینے سے تباہیوں کے دہانے کھل جاتے ہوں. ملکی سیاست اور جنگی مصالح سب برباد ہو جاتی ہوں۔ ہوشیار جاسوس غیر ملکی خبر رساں ایجنسیاں خاص طور پر ایسے مواقع کی منتظر رہتی ہیں۔

شراب ام الخبائث ہے: اور شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو ایک کھلونا بنا دیتی ہے جس کو دیکھ کر بچے بھی ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ کیونکہ اس کی باتیں اور اس کی حرکتیں پاگلوں کے جیسی ہوتی ہیں، جو انسان کو تمام برے سے برے کاموں پر آمادہ کر دیتی ہے زنا اور قتل وخوں ریزی اکثر شراب کے نشہ ہی میں ہو جاتی ہیں اور یہی وجہ بھی ہے کہ عام شراب خانے زنا اور قتل کے اڈے ہوتے ہیں۔

شراب کے مالی نقصانات: دوستوں یہ نقصانات جو ابھی میں نے گنوائے ہیں۔ یہ سب جسمانی معاشرتی اور ملکی نقصانات ہیں۔ لیکن اگر مالی نقصانات پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلے گا۔ کہ کسی بستی میں اگر ایک شراب خانہ کھل جائے تو وہ پوری بستی کی دولت کو سمیٹ لیتا ہے۔ گھر کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں کروڑپتی بھکاری ہو جاتے ہیں۔ شرابیوں کی اولاد روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے بھوکوں مرتی ہے بعض اوقات خرچ کی تنگی بیوی کو طلاق دینے یا لینے پر مجبور کر دیتی ہے بچے کس مپرسی کے عالم میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اور قربان جاؤں محسن انسانیت کے ارشاد عالی پر کہ آپ ﷺ نے صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا۔ کہ شراب ام الخبائث ہے یا ام الفواحش ہے یعنی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

Scanned by CamScanner

شراب کے روحانی نقصانات: اور روحانی نقصان تو ظاہر ہے کہ شرابی نہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ قرآن کریم کی تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ اللہ کا ذکر سکتا ہے نہ اور کوئی عبادت کر سکتا ہے۔ نہ مسجد میں جاسکتا ہے۔ اگر ماں باپ، بیوی یا اولاد کا اچانک انتقال ہو جائے تو وہ ان کی نماز جنازہ سے بھی محروم ہو جائے گا۔

آجکل نہ صرف ہماری نوجوان نسل بلکہ مغرب زدہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کی باتوں سے زیادہ ڈاکٹروں پر ایمان ہے نعوذ باللہ! میں اسی وجہ سے تھوڑی سی روشنی ڈاکٹروں کے مشوروں اور ان کی آراء پر ڈالدوں ممکن ہے ہم کو اور زیادہ فائدہ ہو جائے۔

ڈاکٹروں کی تحقیق اور مشورے: ایک جرمنی ڈاکٹر کا یہ مقولہ تو زبان زد خاص و عام ہے اس نے کہا تھا کہ:

"اگر آدھے شراب خانے بند کر دیئے جائیں تو میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ آدھے ہسپتال اور جیل خانے بے ضرورت ہو کر خود بخود بند ہو جائیں" (تفسیر المنار لمفتی عبدہ ص۲۳۶ ج۲)

ایک فرانسیسی محقق ھنری اپنی کتاب خواطر وسوانح فی الاسلام میں لکھتا ہے کہ بہت زیادہ مہلک ہتھیار جس سے اہل مشرق کی بیخ کنی کی گئی اور وہ دودھاری تلوار جس سے مسلمانوں کو قتل کیا گیا شراب تھی۔ ہم نے الجزائر کے لوگوں کے خلاف یہ ہتھیار آزمایا۔ لیکن ان کی اسلامی شریعت ہمارے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہو گئی۔ اور وہ ہمارے اس ہتھیار سے متأثر نہیں ہوئے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی نسل بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہ لوگ اگر ہمارے اس تحفہ کو قبول کر لیتے۔ جس طرح کے ان کے ایک منافق قبیلے نے اس کو قبول کر لیا ہے تو یہ بھی ہمارے سامنے ذلیل و خوار ہو جاتے۔ آج جن لوگوں کے گھروں میں ہماری شرابوں کے دور چل رہے ہیں وہ ہمارے سامنے اتنے حقیر و ذلیل ہو گئے ہیں کہ سر نہیں اٹھا سکتے۔ (علامہ طنطاوی کتاب الجواہر)

ایک انگریز قانون داں بنتام لکھتا ہے کہ اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں شراب حرام ہے ہم نے دیکھا کہ جب افریقہ کے لوگوں نے اسے استعمال کیا تو ان کی نسلوں میں پاگل پن سرایت کرنے لگا۔ اور یورپ کے جن لوگوں کو اس کا چسکہ لگ گیا ان کی بھی عقلوں میں تغیر آنے لگا۔ لہذا افریقہ کے لوگوں کے لئے بھی اسکی ممانعت ہونی چاہئے اور یورپین لوگوں کو بھی اس پر شدید سزائیں دی جانی چاہیئں۔

تنبیہ: دوستوں یہ ہیں ڈاکٹروں کی آراء اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ شراب کا فساد کتنا زیادہ ہے میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے نہیں محسوس ہوتا کہ شاید شرک کے بعد شراب سے بڑا کوئی اور مفسدہ ہو۔

آج اس مجمع میں نہ صرف ہمارے نوجوان موجود ہیں بلکہ ہمارے بزرگ و سرپرست اور بچے بھی ہیں۔ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں بھی اس بیان سے مستفید ہو رہی ہیں میں آج آپ تمام سے مخاطب ہوں کہ قرآن واحادیث اور ڈاکٹروں کی آراء کی روشنی میں غور فرمائیں آخر ہمارا کیا ہوگا ہم مسلمان سب سے زیادہ اس مرض مہلک کا شکار ہیں۔ میری آپ تمام حضرات سے درخوست ہے کہ اپنی راہ سے بھٹکی ہوئی اولاد کو سمجھائیں وہ نہ مانیں تو ان کے تئیں رویہ سخت

کیاجائے. انہیں لعن طعن کی جائے. اور اس معاملہ میں ہماری عور تیں بہترین کردار ادا کر سکتی ہیں۔ وہ مردوں کو سمجھائیں اور یہ موضوع تو ہے ہی ایسا کہ مسلمان ہی کی کوئی خصوصیت نہیں جس عقلمند و ہوشیار آدمی نے بھی اس پہلو پر غور کیا۔ وہ بے اختیار پکار اٹھا ہے کہ واقعی یہ نجس ہے، شیطانی عمل ہے، زہر ہے، تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہے ام الخبائث اور ام الفواحش ہے اس سے باز آجاؤ فھل انتم منتھون۔

دوستو......! یہ تذکرہ اس دوسرے شخص شرابی کا ہوا جس کو آج کی رحمت و مغفرت والی رات میں بھی محروم کردیا جاتا ہے اور بخشا نہیں جاتا یا استثنیٰ۔

تیسرا آدمی: تیسرا شقی محروم الدنیا والآخرۃ والدین کا نافرمان ہے. اصل خالق و مالک اور پیدا کرنے والا تو اللہ ہے لیکن انسان کے دنیا میں آنے کا ذریعہ اور سبب ماں باپ بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح انسان کیلئے اپنے مالک حقیقی کو ایک ماننا اور اسکی عبادت کرنا فرض ہے اسی طرح ماں باپ سے محبت کرنا ان کی فرمانبرداری کرنا بھی انسان پر فرض ہے۔ جس طرح خدا کی عبادت کرنے سے بے انتہاء اجر و ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح ماں باپ پر محبت بھری ایک نگاہ ڈالنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے جس طرح انسان خدا کی عبادت کر کے اس کی رضاء و خوشنودی کو حاصل کر لیتا ہے اسی طرح ماں باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل کر لیتا ہے۔ جس طرح خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اسکی عبادت سے انکار کرنا جرم عظیم ہے اور ایسا شخص بخشش کے لائق نہیں۔ اسی طرح ماں باپ سے محبت نہ کرنا اور انکی نافرمانی کرنا جرم عظیم ہے اور ایسا شخص ہرگز بخشش کے لائق نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے جہاں اپنی اور صرف اپنی

عبادت کا حکم دیا ہے۔ وہیں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک محبت و مؤدت اور خدمت کا بھی حکم دیا ہے۔ حتی کہ ان کے ادب و احترام کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ ماں باپ کے سامنے اف بھی نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وقضی ربک الاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۰ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۰ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۰

اور تیرا پروردگار حکم کر چکا ہے کہ نہ عبادت کرو لیکن صرف اسی کی اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو تو ان کو ہوں یا ہاں بھی نہ کہہ اور نہ ان کو کبھی جھڑک بلکہ ان سے انتہائی نرمی سے بات کر اور اپنے کندھوں کو ان کے سامنے نرمی و نیاز مندی سے جھکا دے اور رب سے ان کے لئے دعا کیا کر کہ اے پروردگار ان پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے رحم کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا پوسا ہے۔

میرے بزرگو اور عزیز دوستو......! قرآن حکیم کی اس آیت میں باری تعالیٰ عز اسمہ نے والدین کے تمام حقوق و آداب کو جمع فرمادیا ہے۔ اب یہ تمام فرائض ہر اس شخص پر عائد ہوتے ہیں۔ جو بھی کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھکر اسلام کے دائرۂ اخلاق میں آگیا۔

اس لئے اس آیت میں مزید غور کیا جائے کہ والدین کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ جن کا نافرمان اس رحمت و مغفرت والی رات (شب برأت) میں بخشا نہیں جاتا۔

ماں باپ کے احسانات: دراصل اولاد پر ماں باپ کے احسانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جن کو بھلا دینا انتہائی ناشکری اور ناسپاسی ہوتی ہے۔ بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے ماں مسلسل نو ماہ تک حمل اٹھائے اٹھائے پھرتی ہے اس وقت وہ جس تکلیف سے دوچار ہوتی ہے نہ اسے زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے نہ کسی کے قلم میں اتنی قوت ہے کہ جو اس کیفیت کا پوری طرح اظہار کر دے۔

ماں کے جسم وجان اور دل ودماغ حتیٰ کے کھانے، پینے تک کا نظام ایسا درہم برھم ہوتا ہے کہ برسوں ہوش نہیں آتا۔ نہ وہ دوڑ سکتی ہے، نہ کود سکتی ہے، نہ من چاہا کھا سکتی ہے نہ منشاء کے مطابق میٹھی نیند سو سکتی ہے، حتیٰ کہ مرضی کے مطابق پوشاک بھی نہیں پہن سکتی۔

اور باپ جس نے ابھی تک بچہ کی صورت بھی نہیں دیکھی، خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا۔ سوتے سوتے اسکی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ سپنوں کی دنیا میں کھو جاتا ہے۔

ابھی بچہ پیدا ابھی نہیں ہوا۔ لیکن باپ اس کی زندگی کے اسباب جٹانے میں لگ جاتا ہے اس کے کھانے، پہننے، اور اوڑھنے بچھونے کا سامان مہیا کرتا ہے۔

ابھی باپ نے بچہ کی بیماری بھی نہیں دیکھی لیکن وہ پہلے ہی ڈاکٹروں، نرسوں اور ہسپتالوں سے برابر رابطہ قائم کئے رہتا ہے۔ اور شب وروز اللہ کے سامنے خلوص نیت سے دعاء مانگتا رہتا ہے اے اللہ میرے بچہ کو پیدائش کے وقت تکلیف کا سامنا نہ ہو اے اللہ اس میں آسانی پیدا کرنا تیرے اور صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اے اللہ اسے نیک اور صالح بنا۔ اے اللہ اسے لمبی عمر عطا فرما۔

والدین کا انمول مجاہدہ: پھر جب بچہ کی پیدائش ہوتی ہے تو دردِ زہ ماں کو کتنا تڑپاتا ہے بھلا اس کا اندازہ سوائے ماں کے اور کون لگا سکتا ہے۔ کہ اس پر کیا بیت رہی ہے۔ کتنی ہی مائیں اس درد کو برداشت نہیں کر پاتیں اور اولاد کی خاطر جان دیدیتی ہیں۔ اور یہ ہی نہیں بلکہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسکو پابندی کے ساتھ دودھ پلانا، کبھی خود سے جدا نہ کرنا، بار بار پاخانہ پیشاب کرانا، گندے اور سڑے ہوئے کپڑوں کو بدلنا اگر طبیعت خراب ہو جائے تو رات بھر بیٹھ کر کاٹنا گویا کہ اس طرح والدین کا اولاد کو غیر شعوری دور سے بتدریج بہت سی مشقتیں اٹھا کر اور تکلیفیں جھیل کر عالم شعور تک لانا ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ جس کی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان مصائب کے سامنے اولاد کی زندگی کے ایک ایک سانس پر ماں باپ کا احسان ہے۔ قرآن حکیم نے اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَ حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (سورۃ الاحقاف)

"اور ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا۔ کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ کیونکہ اسکی ماں نے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا حالانکہ تکلیف ہوتی تھی اور پھر جنا، تب بھی بے انتہا تکلیف ہوئی پھر اس نے عرصہ دراز تک دودھ پلانے کی تکلیف برداشت کی یہاں تک کہ وہ بچہ سے بڑھ کر جوان ہو گیا۔ اور جب چالیس برس کا ہوا تو اس نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ تیرے اس

احسان کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے۔ اور مجھے اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں وہ کام کروں جس کو تو پسند کرے اور میری اولاد کو بھی نیک کر میں تیرے پاس آگیا اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔"﴾

اب دیکھئے دنیا کا کوئی بھی آدمی اتنی بے لوث خدمت نہیں کر سکتا جتنا کہ ماں باپ اولاد کیلئے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم کی تاکید کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ نرمی و نیاز مندی کا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ تم ہر حال میں ماں باپ کی اطاعت کرو اور ان کے حکم سے منہ نہ موڑو۔

والدین کا مقام و مرتبہ: ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! حق سبحانہ وتقدس کے نزدیک سب سے محبوب عمل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا نماز اپنے مستحب وقت میں۔ اسی شخص نے پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل زیادہ پسندیدہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ایک روایت میں ہے کہ باپ جنت کا دروازہ ہے اب تمہیں اختیار ہے چاہے اس کی حفاظت کر لو یا اس کو ضائع کر دو۔

ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہؓ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ماں باپ کا حق اولاد پر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں ہی تیری جنت یا دوزخ ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت و خدمت میں جنت لے جاتی ہے اور ان کی بے ادبی و ناراضگی دوزخ میں لے جانیوالی ہے۔ اس سے بڑھکر ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا اللہ کے نبی کیا دوزخ اور جہنم کی وعید اس صورت میں بھی ہے کہ ماں باپ

نے اولاد پر ظلم کیا ہو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وان ظلما، وان ظلما، وان ظلما۔ ہاں انہوں نے ہی ظلم کیوں نہ کیا ہو۔

دوستو اور بزرگو......! یہ ہے والدین کا مقام و مرتبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں! جس کو ہم حقیر سمجھتے ہیں۔ اور غیر اہم سمجھ کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری سے لاپرواہی برتتے ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ ان کیساتھ بدتمیزی کرتے ہیں ان کو ستاتے ہیں ان کو طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد والدین ہی کا درجہ ہے اور انہی کی خدمات جنت میں لے جانے والی ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر معاملہ میں ان کو شریک رکھنا اور ان کی دلجوئی کرنا چاہئے۔

والدین کی خدمت و اطاعت: یعنی جہاں ہم اپنے اہل و عیال کے لئے اچھی خوراک اور اچھی پوشاک کا انتظام کرتے ہیں وہیں ماں باپ کے لئے بھی پورا پورا اہتمام کرنا چاہئے سفر اور حضر میں جو باتیں اور چیزیں اپنے لئے پسند کی جائیں وہی ماں باپ کے لئے بھی پسند کی جانی چاہئیں۔ غرض یہ کہ کھانے پینے، علاج معالجے اور تہذیب و تمدن میں کوئی پہلو ایسا نہ ہو جو ان کے لئے تکلیف دہ ہو بلکہ ان کی پسند و ناپسند میں ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور انھیں ہر طرح خوش رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔

اسی طرح جب ماں باپ پر بڑھاپا آجائے تو ان کی کسی بات سے ملول یا دل برداشتہ ہو کر اف بھی نہ کہو کیونکہ اللہ کو یہ بھی گوارا نہیں اس لئے کہ بڑھاپا

Scanned by CamScanner

انسان کا کمزور ترین دور ہوتا ہے اس وقت جوان بیٹا اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے تمام خاندان اس کے سامنے ہیچ ہوتا ہے اس کی اکڑی ہوئی گردن کسی کو خاطر میں نہیں لاتی وہ اپنے ہر فیصلے کو درست اور جائز سمجھتا ہے وہ حکم کرنا پسند کرتا ہے، سننا نہیں چاہتا ایسے وقت کے لئے قرآن واحادیث نے آگاہ کیا ہے کہ اے انسان یاد رکھ، جوانی ایک دن تجھ سے بھی بے وفائی کر جائے گی تیری کمر جھک جائے، دمہ تیری جان کا جنجال بن جائے گا ادھر ادھر بھٹکتا اور لاٹھی ٹیکتا ہوا چلے گا، اس وقت تو سہارے کا محتاج ہوگا ذرا سوچ تجھ سے پہلے تیرے والدین اس حال میں ہیں اپنے بڑھاپے کا تصور کر اور ان کے بڑھاپے کا سہارا بن اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اس وقت تیری اولاد تجھ سے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے تو تجھے بھی چاہئے کہ اپنے والدین سے اف تک نہ کرے کیونکہ وہ بوڑھے ہیں اور بوڑھوں میں قوت برداشت نہیں ہوتی اور پھر ماں باپ جب کچھ کہتے ہیں تو یہ سمجھ کر ہماری ہی تربیت و پرورش اور تعلیم سے اس نوجوان بیٹے کو پر زور جوانی عزت و دولت، جاہ و حشم نصیب ہوا ہے اس لئے اگر سخت سست کہہ بھی لیا تو کیا ہوا آخر انھوں نے تم پر اپنی جوانی کی بہاریں لٹائی ہیں اپنی تمناؤں کا گلا گھونٹا اور اپنے جذبات کا خون کیا ہے تمہاری ساری حسرتیں نکالیں اور اپنی ہر آرزو کو دفن کر دیا ہے تمہارے چہرے کی رنگ و رونق اور بھرپور جوانی کا انتظار بے چینی سے کرتے رہے ہیں آج جب تم پر پورا شباب آیا ہے اور وہ بڑھاپے کی آگ میں جل رہے ہیں تم پر یہ فرض ہے کہ ان کی کسی بات سے رنجیدہ نہ ہو اور ان سے اکتا کر اف تک بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو، چاہے وہ تم پر ظلم ہی کیوں نہ کر رہے ہوں کیونکہ تمہاری تیز گفتگو اور تلخ رویہ ان کے قلب و جگر کو جلا دیتا ہے پھر وہ بوڑھے ماں باپ اس طرح

بے کسی کی تصویر بن جاتے ہیں کہ ان کا وجود سراپا التجا اور جسم بے روح نظر آتا ہے ٹوٹے ہوئے دلوں سے دھواں نکلتا ہے کہ اے اللہ اس رسوائی کی زندگی سے بہتر ہے کہ ہمیں موت دیدے۔

والدین کے ساتھ بدسلوکی سے پرہیز کرو: میرے بھائیو......! ماں باپ کی یہ بے بسی کا منظر بہت المناک ہوتا ہے اے جوانی کی ترنگ میں ڈوبے ہوئے میرے بھائیو، اپنی زبان بند کرلو اور اپنے کندھوں کو نرمی سے ان کے آگے جھکا دو ان کو جھڑکو مت، کہیں انکا دل ٹوٹ کر عرشِ اعظم ہی کو ہلا کر نہ رکھ دے اور تمہارا یہ غرور مٹی میں ملا دیا جائے اور پھر تم دربدر بھٹکتے پھرو، دانے دانے کو محتاج ہو جاؤ، بیماریاں تمہیں چمٹ جائیں ہر کس و ناکس تمہارا دشمن ہو جائے فرشتے تم پر لعنت و ملامت کریں، اللہ تم سے چہرہ موڑ لے، موت تمہارا گھر دیکھ لے اور دوزخ تمہارا ٹھکانہ بن جائے۔

یاد رکھو......! جس نے ماں باپ کو ستایا وہ کبھی سکھی نہیں رہا نہ اس نے دنیا میں چین کی سانس لی نہ آخرت میں نجات ملے گی انسان کے تمام اعمال کا اجر آخرت پر منحصر ہے لیکن ماں باپ کی فرمانبرداری اور نافرمانی کی جزا و سزا دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے مسند احمد میں ہے کہ جو شخص درازئ عمر اور فراخئ رزق کی تمنا رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے، بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر علم چاہئے تو استاد کی خدمت کرو اور اگر دولت چاہئے تو ماں باپ کی خدمت کرو۔

ماں کا احترام اللہ کے نبی ﷺ کی نظر میں: ایک مرتبہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ

عنہا حضور پر نور محمد عربی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ یک لخت کھڑے ہوگئے اور اپنی چادر اتار کر حضرت حلیمہؓ کے قدموں تلے بچھادی صحابہ کرامؓ حیران تھے کہ یہ کون خوش نصیب عورت ہے کہ جس کے پاؤں تلے نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنی چادر بچھادی ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ حلیمہ سعدیہؓ ہیں............ جنھوں نے حضور اقدس ﷺ کہ دودھ پلایا تھا، جس نے پرورش کی تھی۔ دوستو......! یہ تھا رضاعی ماں کا اعزاز واحترام جو حضور ﷺ نے خود فرمایا تھا اس واقعہ سے ماں کی عظمتوں اور رفعتوں پر روشنی پڑتی ہے۔

اسی طرح حضرت اویس قرنیؒ کا وہ واقعہ بھی قابل عبرت ہے کہ جب انھیں حضور ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو آپ حضور ﷺ کی خدمت میں ہر چند حاضر ہونا چاہتے ہیں لیکن ماں کی بیماری اور خدمت کی وجہ سے حاضر نہیں ہوپاتے، حضور اکرم ﷺ کو آپ کی یہ عادت اور آپ کا یہ طریقہ اتنا پسند آتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت اویس قرنیؒ کی ماں کی خدمت کی وجہ سے صحابہ کرام کے سامنے تعریف فرماتے ہیں اور صحابہ کرام کو حکم دیتے ہیں کہ اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو تو اپنے لئے استغفار کرالنا، اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی نظر میں ماں کا عزت واحترام حد درجہ بڑھا ہوا تھا۔

بیوی کو ماں پر ترجیح نہ دو: محترم بزرگو اور دوستو......! ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ کے قبرستان میں تمام صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرکے

سخت لہجے میں ارشاد فرمایا:

”اے مہاجرین وانصار کی جماعت تم میں سے جو شخص اپنی بیوی کو ماں پر فوقیت اور ترجیح دے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اس کے فرائض ونوافل قبول نہیں“

اس بیان کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ابھی ابھی حضرت علقمہؓ جیسے جلیل القدر صحابئ رسولؐ کو دفن کیا تھا حضرت علقمہؓ کا حال کچھ ایسا ہی تھا کہ وہ بیوی کی باتوں میں آجاتے تھے اس لئے اپنی بیوی کو ماں پر فوقیت دے دیتے تھے اس وجہ سے ان کی ماں ناراض تھی حضرت علقمہؓ پر نزع کا عالم طاری تھا صحابہ کرامؓ تلقین کر رہے تھے اور کوشش کے باوجود کلمہ ان کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا حضور اکرم ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی والدہ کو بلایا اور دریافت کیا کہ علقمہ آپ کی نظر میں کیسا ہے؟ کہنے لگی بہت کثرت سے روزے رکھتا ہے، خوب نماز پڑھتا ہے خیر خیرات کا تو کوئی حد و حساب ہی نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا میں پوچھتا ہوں تمہارے اور اس کے تعلقات کیسے ہیں؟ کہنے لگی میں اس سے ناراض ہوں۔ پوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ وہ میرے مقابلے میں اپنی بیوی کو ترجیح دیتا ہے مجھ سے زیادہ اس کی بات سنتا اور مانتا ہے بس یہی وجہ تھی کہ ماں کی ناراضگی نے علقمہؓ کو کلمہ پڑھنے سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسے معاف کردو اس وقت وہ تنگی کے عالم میں ہے۔ بوڑھی ماں نے کہا میں اسے ہرگز معاف نہیں کروں گی کیونکہ اس نے میرا بہت دل دکھایا ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اے بلال تم لکڑیاں جمع کرکے لاؤ تاکہ میں علقمہ کو اس میں جلادوں۔ یہ سن کر بوڑھی ماں گھبرا اٹھی اور عرض کرنے لگی کیا آپ میرے بیٹے

کو میرے سامنے جلائیں گے ؟ میں یہ کس طرح برداشت کروں گی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت اور دائمی ہے اگر تم یہ چاہتی ہو کہ اللہ تمہارے بیٹے کو معاف کر دے اور اس سے راضی ہو جائے تو پہلے تم اسے معاف کر کے راضی ہو جاؤ، خدا کی قسم تمہاری رضا کے بغیر اس کے فرائض و نوافل بالکل کام نہ آئیں گے۔ اس کے بعد بوڑھی ماں نے علقمہؓ کو معاف کر دیا اور ان کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔

دوستو......! یہ غور کا مقام ہے کہ قرآن و احادیث سے والدین کے مقام و مرتبہ اور ان کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد والدین ہی کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے اس لئے اللہ پاک نے اپنی رضا کا انحصار ان کی رضا پر رکھا ہے اولاد کے فرائض و نوافل اور دیگر عبادات اس وقت تک معلق رہتی ہیں جب تک ماں باپ راضی نہ ہو جائیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ماں باپ کا نافرمان اور ان کو ستانے والا آج کی مغفرت و رحمت والی رات میں معاف کر دیا جائے جبکہ معافی کا دارومدار تو ماں باپ کی خوشنودی پر ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی زبردست ادبار پڑتا ہے خواہ وہ کتنا بھی نیک عمل کیوں نہ کر رہے ہوں اللہ کو اس کی پرواہ نہیں۔

ماں کی حکم عدولی کا خمیازہ: ایک شخص کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کیا کرتا تھا کہ اچانک اس کے دل میں حج کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو اس نے والدہ سے عرض کیا کہ میں سفر حج پر جانا چاہتا ہوں والدہ نے انکار کر دیا کہ تمہارے بعد میری خدمت کون کرے گا دو تین سالوں تک برابر یہی

سلسلہ چلتا رہا ایک سال بیٹے نے کہا کہ میں اس بار حج کو ضرور جاؤں گا تم ہر سال منع کر دیتی ہو۔ چنانچہ وہ زبردستی سفر حج پر روانہ ہو گیا راستے میں ایک جگہ مسجد میں قیام کیا، سوئے اتفاق کہ اس رات گاؤں میں چوری ہو گئی لوگ چور کو تلاش کرتے ہوئے مسجد کی طرف آ نکلے یہ شخص مسجد میں نماز میں مشغول تھا لوگوں نے چور سمجھ کر اس کو گرفتار کر لیا اور خوب مار ڈالی سب کے سامنے ذلیل کیا، گالیاں دیں، کسی نے لات اور کسی نے گھونسے مارے، لعنت ملامت کرتے ہوئے قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے چوری کے متعلق پوچھا مگر اس شخص نے چوری کے بارے میں کچھ جواب نہ دیا اور اپنے کو بے قصور ثابت کرتا رہا قاضی نے عوام کو اکٹھا کر لیا اور بانگی سے کہا اعلان کر دو کہ چوری کرنے والے کا یہ انجام ہوتا ہے اور پھر اس کو عوام کے سامنے خوب ذلیل کیا جائے۔

یہ شخص سمجھ چکا تھا کہ ماں کی نافرمانی کی پاداش میں یہ ذلت و رسوائی مل رہی ہے چنانچہ اس نے قاضی کے سامنے درخواست کی کہ میرے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ میں چور ہوں اور چور کی سزا یہ ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ میں اپنی ماں کا نافرمان ہوں اور ماں کی نافرمانی کرنے والے کا انجام یہ ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

دوستو......! آج شبِ برأت ہے اس مغفرت والی رات میں ایسے شخص کی مغفرت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں حالانکہ باری تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کی خدمت کا حکم دیا ہے

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی رضاعی ماں کے لئے خود اپنی چادر بچھائی حالانکہ وہاں صحابہ کرامؓ کا ایک بڑا مجمع تھا اور انبیاء کے سردار نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دکھایا کہ والدین کی خدمت واطاعت اوّلین فریضہ ہے نافرمانی پر جتنی لعنت کی جائے کم ہے اور یہ بھی نافرمانی کی سزاؤں میں سے ایک سزا ہے کہ آج کی رات بھی اس کو مغفرت سے محروم کیا جا رہا ہے ذلت ورسوائی کو اس کا مقدر بنایا جا رہا ہے افسوس صد افسوس ایسے ذلیل انسان پر۔

چوتھا آدمی: چوتھا نامراد شخص قاطع رحم ہے، یعنی رشتوں کو توڑنے والا، رشتے داروں سے برا سلوک کرنے والا، رشتوں کا خیال نہ رکھنے والا۔ جو شخص رشتوں کو توڑتا ہے اور رشتے داروں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو اللہ بھی ان سے تعلق توڑلیتا ہے اور ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرنے سے گریز کرتا ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پروردگار مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہو گیا تو قرابت اور رشتے نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ میں تجھ سے قطع رحمی کی پناہ چاہتا ہوں پروردگار نے فرمایا تو اس بات سے راضی ہے کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے میں بھی اس سے تعلق جوڑ لوں اور جو تجھ سے تعلق توڑے، میں بھی اس سے تعلق توڑ لوں۔

اب بتایئے کہ رشتوں کو توڑنے والا اللہ کے تعلقات سے محروم ہونے والا شخص ہے اور جو شخص اللہ کی عطا وکرم سے محروم ہو گیا تو اس کی مغفرت پھر آج کی رات میں کہاں ہو سکتی ہے بلکہ ایسا شخص اللہ کی رحمت سے ہمیشہ دور رہتا ہے۔

حضرت عبد الرحمان ابن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ

سے سنا آپؐ فرما رہے تھے "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم (رشتہ) کو پیدا کیا اور اس کو اپنے نام سے نسبت دی (یاد رکھو) جس نے صلہ رحمی کی میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جس نے قطع رحمی کی میں اسے اپنی رحمت سے دور کر دوں گا"

یعنی جس نے رشتے داروں کا لحاظ رکھا اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کیا میں اسے اپنی رحمت کے سائے میں رکھوں گا اور جس نے ایسا نہ کیا پھر وہ محروم ہو گیا۔

میرے بھائیو......! قطع رحمی کرنے والا اور رشتوں کو توڑنے والا شخص انتہائی مردہ دل ہے جس پر ہر وقت اللہ کی لعنت برستی ہے اور اس شخص کی بدبختی اور نحوست دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

قطع رحمی کرنے والا ہماری مجلس میں نہ بیٹھے: چنانچہ اصبہانی سے مروی ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے آپؐ نے فرمایا رشتوں کو توڑنے والا شخص ہماری مجلس میں نہ بیٹھے مجلس میں سے ایک شخص اٹھا اور اپنی خالہ کے یہاں گیا ان کے درمیان کوئی جھگڑا تھا جس کی اس نے معافی مانگی دونوں نے ایک دوسرے کو معاف کر دیا اب وہ شخص آکر دوبارہ حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ گیا آپؐ نے فرمایا اس قوم پر رحمت خداوندی کا نزول نہیں ہوتا جس میں رشتوں کو توڑنے والا شخص موجود ہو۔

طبرانی میں اعمش کی روایت یہ ہے کہ حضرت بن مسعودؓ ایک مرتبہ صبح

Scanned by CamScanner

کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا کہ میں قاطع رحم (رشتوں کو توڑنے والا) کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہماری مجلس سے اٹھ کر چلا جائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کر سکیں کیونکہ قاطع رحم پر آسمان کے دروازے بند رہتے ہیں اگر وہ ہماری مجلس میں موجود رہے گا تو ہماری دعا قبول نہیں ہو گی۔

محترم سامعین......! صلہ رحمی ایسا نیک عمل ہے جس کا دنیا و آخرت دونوں میں فائدہ ملتا ہے اور قطع رحمی ایسا برا فعل ہے کہ یہ دونوں جہان میں نقصان اور خسارے میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص رزق اور لمبی عمر چاہتا ہو وہ صلہ رحمی کرے یعنی رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے مزید فرمایا اپنا نسب یاد رکھو، تاکہ رشتے داروں کو پہچان سکو اس لئے کہ رشتے داروں سے میل ملاپ سے خاندان میں محبت بڑھتی ہے مال و دولت میں زیادتی ہوتی ہے اور عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ رحم یعنی قرابت و رشتے داری اللہ کی مخلوق ہے اس رشتے داری نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے پروردگار مجھ پر ظلم ہوا، مجھے برا بھلا کہا گیا، مجھے توڑا گیا۔ اللہ پاک نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے اپنی رحمت سے کاٹ دوں گا۔

دوستو......! یہ ہیں وہ باتیں کہ محض دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی اور تباہی و بربادی صلہ رحمی اور قطع رحمی پر منحصر ہے یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے جس کو صاف کئے بغیر جنت میں جانا بھی مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رشتوں کو بنایا ہے اور انسان رشتوں کو توڑنے کی شکل اختیار کرے یہ اس کے حق میں تباہی کی علامت ہے، رشتے بنتے ہیں تو اس سے خاندان کی تشکیل ہوتی ہے معاشرہ تیار ہوتا ہے، خوشی و غم کا احساس ہوتا ہے اگر رشتوں کا احترام نہ کیا جائے تو خاندانوں کے نام بدل جائیں گے ایک دوسرے کے لئے محبت و عداوت کے جذبات سرد پڑ جائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں نظام زکوۃ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے وہیں مستحقین زکوۃ کی ترتیب میں اوّل درجہ رشتے داری کا رکھا گیا اگر اہل قرابت بھوکے ننگے ہوں اور اپنی زکوۃ غیروں کو دے دی جائے تو یہ بات ہرگز پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ معطی نے رشتے دار کا حق مار لیا ہے قیامت کے دن اس کے بارے میں بازپرس ہو گی اس لئے عطا و کرم کے معاملے میں سب سے پہلے رشتے داروں پر نگاہ ڈالنی چاہیے۔

صحیحین کی روایت ہے کہ امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کئے بغیر اپنی باندی آزاد کر دی جب اللہ کے نبیؐ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہ فخر سے کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ کو معلوم بھی ہے کہ میں نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، واقعی؟ عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم وہ باندی اپنے خالہ زاد بھائی کو دے دیتیں تو تمہیں بہت ثواب ملتا۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی نے جب عنان حکومت سنبھالی تو فرمایا کہ میں رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کو پسند کرتا ہوں چنانچہ آپ نے ان کے مقررہ وظیفوں کے علاوہ اپنی جیب خاص سے دینے کا اہتمام فرمایا جس سے کچھ

Scanned by CamScanner

نادانوں کو غلط فہمی بھی ہو گئی کہ شاید آپ دیانت دار نہ تھے نعوذ باللہ۔

اسی لئے آج کی اس رحمت و مغفرت والی رات میں قطع رحمی کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا اور اگر ایسا شخص جو رشتوں کو توڑتا ہو اور رشتے دار بھی شرعی عذر کی بنا پر اس سے ناراض ہوں اور وہ ایسی مبارک مجلس میں موجود ہو تو پھر خطرہ ہے کہ اس کی نحوست کی وجہ سے کہیں دوسروں کی دعا بھی قبول نہ ہو ایسے شخص کے سائے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ آج اس کو بھی مغفرت سے محروم رکھا جائے گا۔

پانچواں آدمی: پانچواں ملعون شخص چغل خور ہے جو ایک بھائی کی برائی دوسرے بھائی کے سامنے کرتا ہے۔ محترم حاضرین! یہ ایک ایسی مکروہ حرکت ہے کہ جس کو کرنے والا دنیا و آخرت میں ذلیل ہوتا ہے دراصل چغل خور اللہ اور اس کے نبی کی نظر میں بلکہ معاشرہ اور سماج کی نظر میں بھی سب سے گندہ اور گرا ہوا آدمی ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ ایک شخص خواہ کتنا ہی مدبّر، عقلمند، سمجھدار، دیانت دار اور ایماندار ہو لیکن جس کو چغل خوری کا مرض ہوتا ہے وہ سادہ لوح لوگوں کو بہکا کر اور مختلف طریقوں سے اس کے طرزِ زندگی کو پیش کر کے خاموشی سے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے حالانکہ اس کے بیان کئے گئے عیوب اس میں ہوتے ہیں اور اگر وہ عیوب اس میں نہ ہوں تو یہ سراسر بہتانِ عظیم ہوتا ہے جس کی سزا بہت سخت ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ غیبت کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا،

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ اگر وہ برائی اس میں موجود ہو، فرمایا، تب ہی تو غیبت ہے ورنہ ایسی بات کہنا جو اس میں نہیں ہے تو یہ بہتان ہے اللّٰھم حفظنا منہ ۔

قرآن کریم میں باری تعالیٰ نے غیبت کرنے والے کو اپنے بھائی کا مردار گوشت کھانے والا بتایا ہے وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً اَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ "اے لوگو! ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے"۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اے لوگو اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ زنا کرنے والا گناہ کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہی شخص معاف نہیں کر دے، جس کی غیبت کی گئی ہے۔

ایسے لوگوں کو سوچنا سمجھنا اور غور کرنا چاہئے کہ ان کی ذرا سی زبان ہلتی ہے اور دوسروں کا پورا کیریکٹر اور چال چلن تباہ ہو جاتا ہے لوگ بلا وجہ اسے کوستے ہیں، اس کے خلاف سازشیں کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اچھا خاصہ نیک آدمی ہے لیکن کسی نے اس کی چغلی کچھ فتنہ پرور لوگوں کے سامنے کر دی تو وہ اس کے خلاف محاذ تیار کر لیتے ہیں ایسا آدمی دو چہرے رکھتا ہے جس کے سامنے برائی کی ان سے بھی بھلا رہنا چاہتا ہے اور جس کی برائی کی اس سے بھی برا نہیں بننا چاہتا۔

دو چہروں والا بدترین آدمی ہے: حدیث پاک میں ایسے شخص کے بارے میں آتا ہے "قیامت کے دن بدترین آدمی دو چہروں والا شخص ہو گا جو آپ کے پاس اور

چہرہ لے کر آتا ہے اور دوسروں کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے" اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص چغل خوری کرتا ہے قیامت کے دن اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں نظر آئیں گی اور ایسا شخص جنت میں نہیں جاسکتا۔

خواص کی ملمع سازی: اس موذی مرض میں صرف ہمارے عوام ہی نہیں خواص بھی مبتلا ہیں اس میں صرف جاہل ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے تو اس کام کو اور بھی بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں برائی کرتے وقت یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ یہ تو موضوع ہی ایسا آگیا اس لئے میں نے کہہ دیا ورنہ نہ کہتا یا پھر اس طرح کی ملمع سازی کرتے ہیں کہ یہ تو ایک بات تھی کہہ دی ورنہ میرا مقصد برائی کرنا نہیں تھا۔

دوستو......! پیٹھ پیچھے برائی ہوئی اب چاہے ارادہ تھا یا نہیں اس سے سروکار نہیں آپ کے دل میں مومن بھائی کے لئے جو جذبہ تھا وہ ظاہر کر دیا میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں بس جرم ثابت کرنے کے لئے یہی کافی ہے ورنہ جو شخص چغلی کرتا ہے وہ کبھی یہ نہیں کہتا کہ وہ چغل خوری کر رہا ہے بلکہ اپنی بات حقیقت پر مبنی کر دکھانے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے جس پر اللہ کی طرف سے یہ وعیدیں ہیں۔

چغل خوری کی نحوست: کہ چغل خور کی عمر گھٹادی جاتی ہے اور رزق میں کمی کر دی جاتی ہے اور جو شخص چغل خوری کو اپنی عادت بنالیتا ہے پھر اللہ پاک اس کے عیوب کی بھی پردہ پوشی نہیں فرماتے بلکہ ایسے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں کہ

جس سے وہ انسان ذلیل ہو کر مرتا ہے اور اس کے اتنے عیوب لوگوں کے سامنے کھول دیئے جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی لوگوں کو اس کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ نظر آتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس پر الٹے سیدھے فقرے کسے جاتے ہیں جب کسی مردہ کو دفن کرنے کے لئے لوگ قبرستان میں جاتے ہیں تو اس کی قبر کی طرف انگلیوں سے اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ فلاں فلاں شخص ہے۔ اللّٰھم حفظنا منھم۔

عبرت ناک واقعہ: قبر میں اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے حضرت عمر ابن دینارؒ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ کے قریب ہی رہتی تھی وہ بیمار ہو گئی تو یہ شخص اس کی تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مر گئی جب اسے دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی ایک تھیلی قبر میں بھول آیا ہے اس نے اپنے ایک دوست سے مدد طلب کی دونوں نے جاکر اس کی قبر کھولی اور تھیلی نکال لی بھائی نے کہا دوست ذرا پیچھے ہٹ جائیں دیکھوں تو سہی کہ میری بہن کس حال میں ہے؟ اس نے لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہ آگ سے بھڑک رہی تھی وہ چپ چاپ واپس چلا آیا اور ماں سے پوچھا کہ میری بہن میں کیا کوئی خراب عادت تھی؟ ماں نے جواب دیا ہاں تیری بہن کی عادت یہ تھی کہ وہ پڑوسیوں کے دروازے سے کان لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی اور چغل خوری کیا کرتی تھی۔

دوستو......! ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ چغل خور کا انجام انتہائی دردناک ہے چغل خور کا یہ عیب کھل جاتا ہے تو تاحیات لوگ اس کی باتوں

Scanned by CamScanner

کو بناوٹی اور تصنع پر مبنی تصور کرتے ہیں اور جلدی سے اسکی کسی بات کا یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو آج کی عام بخشش والی رات میں جہاں محروم عن المغفرت قرار دیتے ہیں وہیں اس کے گناہ کے سبب اس کو بہت سی نعمتوں سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ جسے وہ سمجھ بھی نہیں پاتا۔

مکاشفۃ القلوب نامی ایک کتاب علماء و صلحاء کے حلقہ میں بہت مقبول ہے، اس میں عجیب حکمت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کے منہ میں میں زبان پیدا کی ہے مگر مچھلی کو زبان نہیں دی گئی؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حکم خداوندی سے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس ملعون کو مسخ شدہ صورت میں زمین پر پھینک دیا گیا، تو وہ سمندروں کی طرف گیا اور اسے سب سے پہلے مچھلی نظر آئی جسے اس نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ جنگل اور سمندروں کے جانوروں کا شکار کریگا، تو مچھلی نے فوراً تمام دریائی جانوروں تک حضرت آدمؑ کی کہانی کہہ سنائی: اس وجہ سے اللہ نے مچھلی کو زبان کے شرف سے محروم کر دیا۔ واللہ اعلم.

بہر حال اس میں کیا شک ہے کہ چغل خور اپنے مردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے، لوگوں کے عیوب کھولتا ہے، دوسروں کو ذلیل کرتا ہے جس سے معاشرہ کی تعمیر کو بڑا نقصان پہنچتا ہے اور آخرت میں تو سب سے زیادہ یہ شخص خسارے میں رہے گا، اسے اپنے حال پر رحم کھانا چاہئیے اور آج اپنیکئے دھرے پر رونا چاہئیے کیونکہ آج اس کی مغفرت نہیں ہے، وہ شخص تو گویا کہ راندۂ درگاہ ہے

<u>چھٹا آدمی:</u> چھٹا بد نصیب عادی زانی ہے یعنی جس نے زنا کرنے کی عادت بنالی

ہو، جو ہر وقت ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا ہو، زنا کرنے والا مرد اور زنا کرنے والی عورت اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں؛ بلکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شیطان کو ہزار بدکار مردوں سے بڑھ کر ایک بدکار عورت پسند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اگر دوررس نتائج پر غور کیا جائے تو ہزار مردوں سے بڑھ ایک بدکار عورت سے پیدا ہونے والے نقصانات اور خطرات معاشرہ کو زیادہ ہیں، چنانچہ آج کل جو ایڈز کا مرض چل رہا ہے، وہ اس بات کی مکمل تشریح ہے

دوستو......زنا اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا فعل ہے کہ جو بھی اس میں ملوث ہوا اسے ہر وقت اللہ کی پکڑ سے ڈرتے رہنا چاہیئے، ممکن ہے کسی وقت اس پر اللہ کا قہر ٹوٹ پڑے اور برباد کر دیا جائے کہیں زمین پھٹ پڑے اور وہ اس میں دھنسا دیا جائے۔ جس زمین پر یہ گناہ کیا جاتا ہے، وہ لرزنے لگتی ہے، وہاں کے رہنے والے بے زبان اور بے جان چیزیں تک بھی اللہ کے غضب سے ڈرنے لگتی ہیں، ممکن ہے کہیں زلزلہ آجائے اور انہیں درھم برھم کر دیا جائے۔

بعض صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ زنا سے بچو! اس لئے کہ اس میں چھ مصیبتیں ہیں۔ جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا آخرت سے (۱) دنیا میں رزق کم ہو جاتا ہے (۲) زندگی مختصر ہو جاتی ہے (۳) اور چہرہ مسخ ہو جاتا ہے (۴) آخرت میں خدا کی ناراضگی ہو گی (۵) سخت پوچھ تاچھ ہو گی (۶) اور جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے!

ایک حدیث میں آتا ہے جب بندہ زنا کرتا ہے، تو اس کا ایمان اس کے اندر سے نکل جاتا ہے، یعنی وہ اس حالت میں مسلمان ہی نہیں رہتا۔

Scanned by CamScanner

حاضرین محترم......!غور فرمائیں اگر خدانخواستہ اس وقت اس زنا کرنے والے یا زنا کرنے والی کا انتقال ہو جائے، تو کفر کی حالت میں مریں گے اور ظاہر بات ہے جہنم ان کا ٹھکانہ ہو گا بھلا بتائیے کہ پھر ایسے آدمی کی مغفرت کیسے ہو سکتی ہے جس پر ہر وقت ہی اللہ کا غضب نازل ہونے کا خطرہ لگا رہتا ہو۔ آج کی رحمت و مغفرت والی رات میں بھی اس کو محروم کر دیا جانا یقینی ہے کیونکہ گناہ ہی اتنا بڑا ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو......!جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ باری تعالیٰ آج کی رات آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے معاف کر دوں۔ یہ ندا تمام رات آتی رہتی ہے۔ حدیث سے بھی ثابت ہو گیا کہ آج کی رات بارانِ رحمت برستی ہے اور ہر کس وناکس کو بخشش دیتی ہے، یعنی آج کی رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو معاف فرما دیتے ہیں لیکن کچھ محروم القسمت لوگ ایسے بھی ہیں جو آج بھی اللہ کی رحمت خاصہ سے بیگانے رہتے ہیں۔ اگر یہ چھ قسم کے لوگ اپنے کئے دھرے پر نادم ہوں اور آج کی مبارک رات کے فضائل سن کر ان کو اپنے اعمال پر پچھتاوا ہو رہا ہو، تو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس کی بھی تدبیر بتائی ہے؛ لیکن یہ تدبیر قدر کرنے والے کیلئے ہیں۔

<u>ہر گناہ کا علاج توبہ</u> : اور وہ تدبیر یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر سچے دل سے توبہ کر لے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کر لے یقیناً باری تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے۔

اس دل پہ خدا کی رحمت ہوتی ہے

جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
ایک بار خطا ہو جاتی ہے
سو بار ندامت ہوتی ہے

قرآن میں باری تعالیٰ نے یہ مژدۂ جانفزا اس طرح سنایا ہے:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے اور پھر اللہ سے استغفار کرے یقیناً وہ اللہ کو ہر حال میں معاف کرنے والا ہی پائیگا،

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب باری تعالیٰ نے پوری دنیا کی اچھی بری تقدیر بنائی، جنت اور دوزخ بنائی اور تمام کاموں سے فارغ ہو گیا، تو ایک رقعہ اصول اور ضابطہ کا اپنے لئے بھی بنا کر رکھا اور اس میں یہ لکھا کہ اگر کوئی بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر میری بارگاہ میں معافی کے لئے فریاد کرے گا، تو میرے لئے ضروری ہو گا کہ میں اسے معاف کر دوں۔

(حکایتوں کا گلدستہ مرتبہ مفتی سعید احمد صاحبؒ)

اسی لئے حدیث میں آتا ہے التائب من الذنب کم لا ذنب له. گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں، یہ بہترین موقع ہے، معلوم نہیں یہ گھڑی یا ساعت دوبارہ نصیب ہو کہ نہ ہو لہٰذا آج کی رات خود کو معاف کرائے بغیر اس مجمع میں سے کوئی واپس نہ ہو۔

اسی طرح آج کی رات جو مسنون اعمال ہیں ان کا بھرپور اہتمام کیا جائے مثلاً فرداً فرداً عبادت کی جائے خواہ نماز پڑھی جائے، تلاوت کی جائے یا پھر

Scanned by CamScanner

ذکر واذکار کیا جائے۔ قبرستان جانا بھی سنت ہے اسی طرح دن میں روزہ رکھا جائے۔ بس اس مبارک موقع پر یہ تین اعمال ہی مسنون ہیں، اس کے علاوہ جو باتیں لوگوں میں مشہور ہیں یا جو کچھ خرافات کی جاتی ہیں وہ غلط ہی نہیں بلکہ قابل طعن ہیں، وہ بدعتیں ہیں اور ہر بدعت جہنم میں لے جانے والی ہے، چاہے وہ حلوہ کی رسم ہو یا آتش بازی کی، چراغ جلانے کی رسم ہو یا گانے بجانے کی؛ یہ اعمال ہرگز تحسین کے لائق نہیں ہیں؛ بلکہ پوری طرح اللہ کی رحمت سے محروم کردینے والے اعمال ہیں۔

آج کی رات مبارک رات ہے اور خالص عبادت کی رات ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کی پوری قدردانی کریں اور اسلامی اقدار وروایات کو پس پشت نہ ڈال کر اور ان سے چہرۂ اطاعت نہ موڑ کر، ہمہ تن مسنون اعمال کے اہتمام کی سعی کریں۔ باری تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین.

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں
﴿اقبال﴾

صیام رمضان

ایک

احسانِ خداوندی

مقالات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

ماہِ رمضان کو غفلت سے گذارنے کی وعید

کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے۔ جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا، تو فرمایا آمین اور جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا، تو پھر فرمایا آمین اور جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا، تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے، تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی، جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیلؑ میرے سامنے آئے تھے، انہوں نے کہا: ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین، پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا، تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا، تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کی کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ (ترغیب)

اس حدیث مبارکہ میں رمضان المبارک کی قدر دانی نہ کرنے والے، درود نہ بھیجنے والے اور والدین کی اطاعت کر کے جنت نہ پالینے والے کو بددعائیں دی گئی ہیں۔

غور کا مقام یہ ہے کہ بددعا دینے والے حضرت جبرئیلؑ ہیں، جو اللہ کے سب سے مقرب فرشتے ہیں، ان کا بددعا دینا ہی کافی تھا، لیکن حضور اقدس ﷺ کی آمین نے تو اس کو جتنا سخت بنا دیا ہے، وہ ظاہر ہے اب ان لوگوں کی ہلاکت میں کوئی تردد نہیں رہا ہے۔

☆رمضان المبارک کی قدر کیجئے اور اپنی مغفرت کرائیے

☆اللہ کے نبی کا نام آئے تو درود بھیجئے (ﷺ)

☆اور والدین کی اطاعت کر کے جنت کے حقدار بنئے (مرتب)

صیام رمضان
ایک
احسانِ خداوندی

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد قال الله تبارك و تعالٰی فی القرآن المجید و الفرقان الحمید اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمان الرحيم يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

محترم بزرگو اور دوستو......! تمام مہینوں میں سب سے افضل اور مقدس مہینہ رمضان المبارک آرہا ہے اور ان شاء اللہ دو چار دن بعد ہی شروع ہو جائے گا۔ یہ مہینہ بہت سی رحمتیں اور برکتیں لیکر آرہا ہے۔ یہ میری اور آپ کی سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ اس ماہ مبارک کے آنے کے وقت ہم بالکل صحت مند ہیں ہمارے ہوش و حواس درست ہیں، اور اس قابل ہیں کہ ہم رمضان کا پوری طرح جیسا کہ اس کا حق ہے استقبال کر سکیں۔

Scanned by CamScanner

ماہ رمضان کے انوار و برکات بظاہر ہمیں رمضان المبارک اور دوسرے مہینوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ جیسے دن رات اور صبح و شام دوسرے مہینوں کے ہوتے ہیں وہی ماہ رمضان کے بھی ہوتے ہیں، دراصل ہماری آنکھوں میں وہ قوت اور بینائی کہاں؟ جس سے ہم اس مبارک مہینے کے انوار و برکات اور روحانی حقیقتوں کو دیکھ سکیں، اسی لئے ہمارے احساس میں بھی کوئی خاص فرق اور اضافہ نہیں ہوتا۔

ورنہ تو حضور اقدس ﷺ جو بالغ نظر تھے اور آپ کا احساس تمام امت کے مقابلے میں حد درجہ بڑھا ہوا تھا دو مہینہ پہلے سے ہی شدت سے اس مبارک ماہ کا انتظار فرمانے لگتے تھے۔ آپ ﷺ جب رجب کا چاند دیکھتے تو بیقراری سے یہ دعا مانگتے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبِنَا وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ

﴿"اے اللہ رجب اور شعبان دونوں مہینوں کی برکات ہم کو نصیب فرما اور رمضان تک ہمیں پہونچا"﴾

اور اللہ کے نبی ﷺ کی یہ صرف دعا ہی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ عملی طور پر آپ اس کا مکمل ثبوت دیتے تھے، اور رمضان کیلئے دو مہینہ پہلے خود کو تیار کرتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ اتنے روزے رکھتے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا شاید روزے توڑیں گے ہی نہیں ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ شعبان کے تقریباً پورے ہی مہینے آپ روزے رکھتے تھے اور جب رمضان آجاتا تھا تو گویا آپ کی طبیعت

کیلئے بہار کا موسم ہی آگیا ہے۔

دوستو اس کی وجہ کیا تھی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ماہ رمضان المبارک کے اوقات اور اس کے ایام کی قدر و قیمت کو اچھی طرح پہچانتے تھے اس میں نازل ہونے والے انوار و برکات کو خوب محسوس کرتے تھے۔ ہمارے پاس وہ نظر نہیں اس لئے ہمیں احساس اس درجہ کا نہیں۔

فضائل رمضان: لیکن یہ کیا کم ہے کہ وہ نبی جس پر ہم دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں، جسے بالکل سچا اور برحق جانتے ہیں، جس کے ہر قول و فعل کو باعثِ اجر و ثواب مانتے ہیں۔ وہ نبی اس مہینہ میں ہمہ تن مصروفِ عبادت ہو جاتا تھا، اور یہی نہیں بلکہ اپنے اصحاب کو بار بار اس طرف توجہ دلاتا تھا۔

صحاح ستہ میں اس طرح کی بہت سی احادیث مذکور ہیں جن میں اللہ کے نبی نے اپنے اصحاب کو رمضان المبارک کے متعلق ہدایات دی ہیں۔ چنانچہ تفصیل سے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں صرف چند پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى آخر يوم من شعبان فقال يا ايها الناس قد اظلكم شهر عظيم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر جعل الله صيامه فريضة و قيام ليله تطوعاً من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن ادىٰ فريضةً فى ما سواهُ و من ادىٰ فريضةً فيه كان كمن ادىٰ سبعين فيما سواهُ الخ

کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو ہمیں ایک خطبہ

دیا اس میں آپ نے فرمایا:

"اے لوگو ایک عظیم اور بابرکت مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے، ایسا مہینہ جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے کو نفل عبادت بنایا ہے، اگر کوئی شخص اللہ کی خوشنودی اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا، اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔

میرے بھائیو اور بزرگو! یہ حدیث تو بہت طویل ہے مگر میں نے اس کو تقریباً آدھی تلاوت کی ہے اور آدھی کا ترجمہ بھی کیا ہے، اتنی حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سمیت پوری امت کیلئے جو خوشخبریاں بیان کی ہیں، یقیناً ان سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ماہِ رمضان المبارک کے احترام و وقار اور اس کی قدر و منزلت کو بخوبی سمجھتے تھے اسی لئے آپ کے خطبات اس کی پوری ترجمانی کرتے تھے۔

اس خطبہ میں آپ ﷺ نے سب سے پہلی خوشخبری یہ سنائی کہ یہ مہینہ بڑی عظمت اور برکت والا ہے، یعنی اس مہینے میں اللہ کی طرف سے مخصوص رحمتیں نازل ہوتی ہیں اللہ پاک اپنے گنہ گار بندوں پر کرم فرماتے ہیں، اور انہیں اپنے قریب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے اس مہینہ کی عظمت اور مہینوں کے مقابلہ بڑھ جاتی ہے۔

اس حدیث میں دوسری خوشخبری یہ ہے کہ ماہِ رمضان میں ایک رات اللہ

پاک نے ایسی رکھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، یعنی ہزار مہینے جو عبادت کی جائے اس کے ثواب کے برابر اس رات کا ثواب ہے سبحان اللہ! مؤمنین کیلئے کتنا بہترین موقع ہے، کہ وہ اس رات میں جاگ کر اللہ کی عبادت کریں اور ہزار مہینوں کا ثواب پالیں۔ قرآن و احادیث میں اس رات کو شبِ قدر کہا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس شخص نے شبِ قدر کو جاگ کر گذار دیا، اور اس میں دو رکعت نفل نماز پڑھی پھر اللہ سے بخشش طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

میرے عزیزو! تیسری خوشخبری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں، اور یہی رمضان کا ماحصل ہیں تمام عبادتیں ایک طرف اور یہ عبادت ایک طرف ہے کیونکہ روزہ کی ہی وجہ سے رمضان کا احترام ہے اسی کے صدقہ اور طفیل میں اس مہینہ کی دوسری عبادتوں کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

روزہ سب سے اہم ترین عبادت ہے اسی روزے کے بارے میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کہ روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کا بدلہ بھی میں خود ہی دونگا اور ایک روایت میں ہے کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں۔ بہر حال یہ دونوں ہی صورتیں افضلیت میں کسی طرح کم نہیں، کیونکہ اگر اللہ پاک روزہ کا بدلہ بذات خود عنایت فرمائیں تو اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کہ کیا اور کتنا مرحمت فرمادیں، اور اگر اللہ پاک خود ہی روزہ کا بدلہ ہیں تو پھر ہم جیسے گنہ گاروں کو اور چاہئے کیا۔ ہماری تمام عبادتوں کا منشاء و مقصد ہماری تمام محنتوں اور مشقتوں کا مرکز اللہ کی رضامندی ہی تو ہے اور وہ ہمیں روزہ کے صلہ میں عطا ہو رہی ہے، سبحان اللہ ایسی نعمت کے بارے میں اس سے بڑھکر اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

سب سے بہترین عبادت روزہ ہے۔

اور یہ بھی اللہ کی شان کریمی ہی ہے کہ اس نے یہ نعمتِ عظمیٰ ہمیں عطا فرمادی اور اب ہم اسے ادا کرنے کیلئے تیار ہیں، ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہماری موت اس سے پہلے واقع ہو جاتی، اور یہ بھی ممکن تھا کہ ہم بیمار ہو جاتے یا کوئی حادثہ پیش آجاتا اور ہم اس لائق ہی نہ رہتے۔

بہر حال روزہ سب سے بہترین عبادت ہے، اور جو چیز جتنی اہم ہوتی ہے اس کے مقاصد اور اس کے فوائد بھی اتنے ہی اہم ہوتے ہیں، انشاء اللہ تھوڑی ہی دیر بعد اس پر گفتگو کرونگا۔

چوتھی خوشخبری اس حدیث میں یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے کو نفل عبادت قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی رمضان المبارک کی مخصوص عبادت ہے جسے ہم لوگ تراویح کے نام سے جانتے ہیں، تراویح کے اس عمل کے بیشمار فوائد ہیں، تراویح کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو قرآن حکیم سننے سنانے کا موقع ملتا ہے حفاظ کرام کو قرآن حکیم یاد کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور اس حدیث کی پانچویں خوشخبری یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس مہینہ میں اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے غیر فرض عبادت ادا کرتا ہے یعنی سنت یا نفل وغیر پڑھتا ہے تو باری تعالیٰ اس کا ثواب فرضوں کے برابر عطا فرماتے ہیں، اور فرض ادا کرنے کا ثواب ستر فرضوں کے برابر عطا فرماتے ہیں۔

یقیناً اس سے بہتر موقع نیکیاں کمانے کا کسی مسلمان کیلئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب ستر فرضوں کے

برابر مل رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اعمال کا اس سے بہترین سیزن کبھی نہیں آسکتا۔

یہ بات تو بالکل بدیہی ہے کہ اگر کوئی شخص فصل پر بھی محنت نہ کرے اور سیزن بھی محنت سے نہ کمائے تو وہ بھوکا مر جائے گا اہل و عیال فقر و فاقہ کا شکار ہو جائیں گے، جس طرح دنیاوی کاروبار کا سیزن اور موسم ہوتا ہے اسی طرح یہ اعمال کا سیزن ہے جس میں ہر عمل کی قیمت اور دنوں کے مقابلہ ستر گنا بڑھی ہوئی ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں اتنی خوشخبریاں اللہ کے نبی نے دی ہیں، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن میں اللہ کے نبی ﷺ نے رمضان سے قبل صحابہ کرام سے خطاب فرمایا، اور رمضان المبارک کی اہمیت و افضلیت کو بیان فرمایا، اور اس مہینہ کا پورا احترام کرنے کی تاکید فرمائی، بہت سی خوشخبریاں بھی سنائیں جن کو سنکر عمل کرنے کا جذبہ دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث امام منذری نے ترغیب و ترہیب میں طبرانی کے حوالہ سے نقل کی ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اتاكم رمضان شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة و يحط الخطايا و يستجيب فيه الدعاء ينظر الله تعالىٰ الىٰ تنافسكم و يباهى بكم ملٰئكتهٗ فارو الله من انفسكم خيراً فان الشقى من حرم فيه رحمة الله عزوجل،

”اللہ کا محترم مہینہ رمضان تمہارے پاس آگیا ہے، یہ بڑی برکت

والا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہیں اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتا ہے، اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے، خطائیں معاف فرماتا ہے اور دعائیں قبول کرتا ہے، اور اس مہینہ میں تمہاری طاعات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتا ہے اور مسرت و فخر کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھاتا ہے۔

پس اے لوگو اس مہینہ میں اپنی طرف سے اللہ کو خیر ہی دکھاؤ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو رحمتوں کے اس موسم میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے"

اس حدیث میں اللہ کے نبی رمضان کی سب سے بڑی برکت یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ میں عمل کرنے والوں کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتا ہے، یعنی اس سے اللہ کی مخصوص نوازش و کرم اور مہربانیوں کا اندازہ ہوتا ہے، اور پھر گناہوں کو معاف کرتا ہے دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ تمام عالموں کا بے نیاز پالنہار بطور فخر فرشتوں کے سامنے ان پاکباز بندوں کا تذکرہ فرماتا ہے کہ دیکھو یہ ہیں میرے بندے کہ نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہے، نہ جنت کو دیکھا ہے، نہ دوزخ کو دیکھا ہے، نہ ابھی قبر و حشر کا حال ان پر گذرا ہے پھر بھی صرف میری محبت میں اپنی تمام خواہشات پر پابندی لگادی ہے، یہ لوگ مجھے راضی کرنا چاہتے ہیں، صرف میری وجہ سے ہر مشقت اٹھا رہے ہیں، یقیناً میں ان لوگوں کو ضرور معاف کرونگا اور اپنے پاس سے اجر خاص عطا کرونگا۔

کچھ پالینے یا کھودینے کا موقع: مشکوٰۃ شریف میں مسند احمد اور نسائی کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ آیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خطاب فرمایا

اتاكم رمضان شهر مبارك فرض الله عليكم صيامهٗ تفتح فيه ابواب السماء و تغلق فيه ابواب الجحيم و تغلّ فيه مَرَدَةُ الشياطين لله فيه ليلة خيرٌ من الف شهر من حُرِمَ خيرَها فقدْ حُرِمْ

"تمہارے پاس ماہ رمضان آگیا۔ یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے اللہ نے اس کے روزے تم فرض کئے ہیں، اس میں (جنت) کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں، اس میں اللہ کی ایک خاص رات ہے جو اپنی برکات کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے جو کوئی اس کی خیر سے محروم رہا وہ بڑا محروم رہا"

اس حدیث مبارکہ میں جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں جنت کے دروازے مؤمنین صالحین اور عمل کرنے والیں لوگوں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور بد بختوں کے لئے دوزخ کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ جو اتنے مبارک مہینہ میں بھی غفلت و کوتاہی برتتے ہیں اور باوجود قوت ہونے کے اس کے احترام سے محروم رہتے ہیں اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہمیشہ کیلئے محروم کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہ کر بھی نیک عمل نہیں کرپاتے ہیں بلکہ جب کوشش کرتے ہیں تو کوئی نہ کوئی

Scanned by CamScanner

مشکل در پیش ہو جاتی ہے، اور وہ نیک عمل نہیں کرپاتے۔

آپ حضرات نے بارہا تجربہ کیا ہوگا کہ بہت سے لوگ نماز ادا کرنے کیلئے مسجد میں آتے ہیں لیکن اچانک کوئی کام یاد آجاتا ہے یا کوئی طبعی ضرورت سامنے آجاتی ہے اور وہ واپس ہو جاتا ہے اللہ جب کسی کو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہتے ہیں تو اس کے سامنے ایسے ہی مسائل کھڑے کر دیتے ہیں اور جب کسی کو نوازنا چاہتے ہیں تو نہ چاہتے ہوئے بھی انسان عمل کر بیٹھتا ہے۔ بہر حال ایسے ہی مبارک مواقع میں یہ توفیق اور محرومیت تقسیم ہوا کرتی۔

اکابر کا رمضان: محترم بزرگو اور دوستو! اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن میں اللہ کے پاک نبی صلی اللہ نے اپنے اصحاب کو رمضان سے متعلق ہدایات دی ہیں اور ماہِ رمضان المبارک کے انوار و برکات اور اس کی روحانی کیفیتوں کو محسوس کرتے ہوئے امت کو تاکید کی ہے، اگر حقیقت میں ہمارے پاس بھی وہ نظر ہوتی اور ہم رمضان المبارک کو اپنی بصیرت سے پہچان سکتے تو ہمارا بھی وہی حال ہوتا جو اللہ کے نبی ﷺ کا ہوتا تھا روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ رمضان کے احترام کی وجہ سے اور اس میں وقت ضائع نہ کرنیکی وجہ سے رمضان سے قبل ہی تمام کاموں سے فارغ ہو جاتے تھے، حتیٰ کہ زکوٰۃ و صدقات بھی پہلے ہی ادا فرمادیا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا شاید اعتکاف میں بیٹھ رہے ہیں۔ اور بزرگانِ دین کے واقعات تو شب و روز ہم سنتے ہی رہتے ہیں کہ وہ رمضان کی قدردانی کس طرح کیا کرتے تھے۔ بعض مرتبہ تو ان واقعات کو سن کر ہم جیسے گنہ گاروں کو یقین بھی مشکل سے آتا ہے لیکن جب آپنی آنکھوں سے ایسے واقعات کو دیکھا ہو

تو یقین کے ساتھ ساتھ رشک بھی ہوتا ہے۔ بعضے بزرگوں کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ رمضان المبارک میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں وہ صرف اتنا ہی آرام کرتے تھے جتنا کہ زندگی کیلئے بالکل ناگزیر ہے، ورنہ سارا وقت ذکر و تلاوت اور دعا و عبادات میں مشغول رہتے تھے۔ اور انہی بزرگوں کے گھروں کی عورتوں کے واقعات جو سننے کو ملے وہ اور بھی تعجب خیز ہیں۔ معلوم ہوتا کہ گھر کا سارا کام کاج کرنے کے بعد بھی ایک ایک قرآنِ کریم روزانہ تلاوت کرلیا کرتی تھیں۔

چنانچہ اگر آپ کو فضائل اعمال سننے یا پڑھنے کا موقع ملا ہو جس کو قطب عالم استاذ محترم حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور نے تحریر فرمایا ہے، اس میں اس قسم کے واقعات بکثرت مل جائیں گے۔

حضرت مدنیؒ کا رمضان: ایک جگہ حضرت مولانا عبدالحق مدنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سوچا کہ استاذ محترم حضرت مولانا سید حسن احمد صاحب مدنیؒ کے ساتھ افطار و سحر کا پروگرام رکھا جائے۔ چنانچہ کھانا پکوا کر حرم شریف میں لے آیا اور انتظار کرتا رہا جب افطار کا وقت آیا تو میں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ تشریف لائیں جواب میں حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کھانا کھائیں میں روزہ کھجور سے افطار کرونگا میں نے عرض کیا حضرت میں تو اس شوق میں حاضر ہوا ہوں کہ کھانا حضور کے ساتھ کھاؤں۔ آپ روزہ کھجور سے افطار کر لیجئے اور میں بھی کھجور ہی سے روزہ افطار کرونگا مگر کھانے میں میرے ساتھ شرکت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت والا نے میری

ضد پوری فرمائی، اور کچھ تھوڑا سا کھا کر نماز میں شریک ہو گئے اس نماز کے سلسلہ کو حضرت نے عشاء تک جاری رکھا تراویح شروع ہو گئی ختم تراویح کے بعد پھر اصرار کیا تو انتہائی لاپرواہی سے فرمایا کہ سحر میں دیکھا جائیگا۔ حضرت والا سحر تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے، میں سو گیا اور حضرت نے مجھے وقت پر جگا کر انتہائی استغناء کے ساتھ فرمایا کہ تم کھانا کھالو!

حضرات! یہ حال ہے ہمارے بزرگوں کا کہ دن بھر روزہ رکھا شام کو ہلکا پھلکا کھایا اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ ہی رمضان المبارک کے انوار و برکات اور روحانی کیفیات کو اچھی طرح محسوس کرتے تھے اور اسی لئے وہ اسکی کماحقہٗ قدر دانی بھی کرتے تھے

بہر حال ہمارے پاس اگر وہ نظر نہیں تو یہ کیا کم ہے کہ اللہ کے نبی کا اسوہ اور صحابہ کرام کی حالات اور بزرگوں کے واقعات اس قدر موجود ہیں کہ وہ آنکھوں دیکھے حال سے کسی طرح کم نہیں۔

اسی لئے میں نے تقریر کے آغاز میں عرض کیا تھا کہ ماہ رمضان تمام مہینوں میں سب سے افضل اور مقدس مہینہ ہے جو ہم پر سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اور یہ مہینہ بڑی برکتیں اور رحمتیں لیکر نازل ہو رہا ہے۔ اور یہ میری اور آپ کی سعادت ہے کہ اس مبارک مہینے کی آمد کے وقت ہم بالکل تندرست و توانا ہیں اور اس قابل ہیں کہ ہم رمضان کا پوری طرح جیسا کہ اس کا حق استقبال کر سکیں۔ اللہ ہمیں قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے!۔

دوستو میں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن حکیم کی ایک آیت تلاوت کی تھی جس میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

”اے ایمان والو تم پر روزوں کو فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا (اور روزہ کا مقصد یہ ہے) تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ“ اور تمہاری زندگی پوری طرح عبادت بن جائے۔

محترم بزرگو اللہ کا یہ فرمان (کہ تم پر روزوں کو فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا) بڑی حکمتوں پر مبنی ہے جس کو اہل نظر ہی پہچانتے ہیں لیکن اتنا تو خود آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ روزہ رکھنا بظاہر مشقت کی چیز ہے اس لئے دلجوئی کی خاطر دوسری قوموں اور امتوں کا تذکرہ کیا کہ یہ مشقت تم سے پہلے لوگ بھی اٹھاتے تھے۔ اور یہ طبعی بات ہے کہ مشقت میں بہت لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ قرآن حکیم کے تذکرے اور تاریخ کے حوالہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر خاتم النبیین محمد عربی ﷺ تک تمام امتوں میں روزہ فرض رہا ہے۔ جب ایک شخص یہ دیکھتا ہے کہ پچھلی امتوں میں روزہ فرض رہا ہے تو اب روزہ رکھنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور جب روزہ آسان ہو جاتا ہے تو پھر تراویح پڑھنا بدرجہ اولیٰ آسان ہو جاتا ہے اور جب تراویح پڑھنا آسان ہو جاتا ہے تو پھر اعتکاف کرنا اور شب قدر میں جاگنا اس سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے، اور اس طرح لعلکم تتقون کا مقصد حل ہو جاتا ہے۔

لعلکم تتقون کا منشاء

اور لعلکم تتقون کے تحت اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مذہب اسلام کا اصل مقصد انسان کی پوری زندگی کو

سر تاپا عبادت بنا دینا ہے۔ انسان عبد یعنی بندہ پیدا ہوا ہے اور عبدیت (یعنی بندگی) اس کی عین فطرت ہے اس لئے عبادت یعنی خیال و عمل میں اللہ کی بندگی کرنے سے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو آزاد نہ ہونا چاہیئے، اسے اپنی زندگی کے ہر شعبے میں ہمیشہ اور ہر عمل میں ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کسی چیز میں اور اس کا غضب اور ناراضگی کس چیز میں؟ پھر جس طرف اللہ کی رضا ہو ادھر جانا چاہیئے۔ اور جس طرف اس کی ناراضگی ہو اس سے یوں بچنا چاہیئے جیسے آگ کے انگارے سے کوئی بچتا ہے۔ جب انسان کی ساری زندگی اس رنگ میں رنگ جائے تب سمجھو کہ اس نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا کیا ہے اور وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون کا منشا پورا ہو گیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے نام سے جو عبادتیں ہم پر فرض کی گئی ہیں ان کا اصل مقصد اسی بڑی عبادت کے لئے ہم کو تیار کرنا ہے، ان کو فرض کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اگر تم نے دن میں پانچ وقت رکوع اور سجدہ کر لیا اور رمضان میں تیس دن صبح سے شام تک بھوک پیاس برداشت کر لی اور مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ زکوٰۃ اور عمر میں ایکبار حج ادا کر لیا تو اللہ کا جو کچھ حق تم پر تھا وہ ادا ہو گیا اور اس کے بعد تم اس کی بندگی سے آزاد ہو گئے کہ جو چاہو کرتے پھرو۔

جاضرین محترم...... در اصل ان عبادتوں کو فرض کرنے کی غرض

یہی ہے کہ ان کے ذریعے سے آدمی کی تربیت کی جائے اور اس کو اس قابل بنایا جائے کہ اس کی پوری زندگی عبادت بن جائے جس کو لعلکم تتقون سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

روزہ کی امتیازی خصوصیت آیئے اب اس مقصد کو سامنے رکھ کر ہم دیکھیں کہ روزہ کس طرح آدمی کو اس بڑی عبادت کیلئے تیار کرتا ہے۔ روزے کے سوا جتنی دوسری عبادتیں ہیں وہ کسی نہ کسی ظاہری حرکت سے ادا کی جاتی ہیں۔ مثلاً نماز میں آدمی اٹھتا، بیٹھتا، رکوع اور سجدہ کرتا ہے جس کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے، حج میں ایک طویل سفر کر کے جانا پڑتا ہے اور پھر ہزاروں، لاکھوں کا جم غفیر ہوتا ہے، زکوٰۃ بھی کم از کم ایک شخص دیتا ہے اور دوسرا لیتا ہے ان سب عبادتوں کا حال چھپ نہیں سکتا۔ اگر آپ ادا کرتے ہیں تب بھی معلوم ہو جاتا ہے اگر ادا نہیں کرتے تب بھی دوسروں کو خبر ہو ہی جاتی ہے۔

اس کے برعکس روزہ ایسی عبادت ہے جس کا حال خدا اور بندے کے سوا کسی پر نہیں کھل سکتا ایک شخص سب کے سامنے سحری کھائے اور افطار کرے اور بظاہر کچھ نہ کھائے پیئے مگر چھپ کر پانی پی لے یا چوری سے کچھ کھا لے تو خدا کے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہو سکتی۔ ساری دنیا یہی سمجھتی رہے گی کہ وہ روزے سے ہے اور حقیقت میں وہ روزہ دار نہ ہو گا۔ روزے کی اسی حقیقت کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ جو شخص حقیقت میں روزہ رکھتا ہے اور وہ چوری چھپے کچھ کھاتا پیتا بھی نہیں، سخت گرمی کی حالت میں بھی جب

کہ پیاس سے حلق چٹخا جاتا ہو پانی کا ایک قطرہ بھی حلق سے نیچے نہیں اتارتا، اور سخت بھوک کی حالت میں بھی جب کہ وہ بالکل نڈھال ہو رہا ہو کوئی چیز کھانا تو درکنار چکھنے کا بھی ارادہ نہیں کرتا۔ اب دیکھئے اسے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر کتنا پختہ یقین ہے کہ اس کی حرکت خواہ ساری کائنات سے چھپ جائے مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتی کیسا خوفِ خدا اس کے دل میں ہے، کہ بڑی سے بڑی تکلیف اٹھاتا ہے مگر صرف اللہ کے خوف کی وجہ کوئی ایسا فعل نہیں کرتا جو اس کے روزے کو توڑنے والا ہو کس قدر مضبوط اعتقاد ہے آخرت کی جزاو سزا پر کہ مہینے بھر میں وہ کم از کم تین سو ساٹھ گھنٹے کے روزے رکھتا ہے اور اس اثناء میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں آخرت کے متعلق شک کا شائبہ تک نہیں آتا اگر اسے اس بات میں ذرا بھی شک ہوتا کہ آخرت ہوگی یا نہ ہوگی اور اس میں عذاب و ثواب ہوگا یا نہ ہوگا تو وہ کبھی اپنا روزہ پورا نہیں کر سکتا تھا شک ہو جانے کے بعد ہر گز یہ ممکن نہیں ہے کہ آدمی خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کے ارادے پر قائم رہ جائے۔

روزے کی ایک دوسری خصوصیت یہ بھی ہے کہ ایک لمبی مدت تک شریعت کے احکام کی لگاتار اطاعت کراتا ہے، نماز کی مدت ایک وقت میں چند منٹ سے زیادہ نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت سال بھر میں صرف ایک بار آتا ہے، حج میں البتہ کچھ وقت صرف ہوتا ہے مگر اس کا موقع عمر بھر میں ایک دفعہ آتا ہے اور وہ بھی سب کے لئے نہیں۔ ان سب کے برعکس روزہ ہر سال پورے ایک مہینے تک شب و روز شریعت محمدیؐ کے اتباع کی مشق کراتا ہے صبح سحری کے لئے اٹھو، ٹھیک

فلاں وقت پر کھانا پینا بند کر دو، دن بھر فلاں فلاں کام کر سکتے ہو اور فلاں فلاں نہیں کر سکتے۔ اسی طرح افطار اور پھر تراویح کے لئے دوڑو، اس طرح ہر سال مکمل ایک مہینہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مسلمان کو مسلسل فوجی سپاہیوں کی طرح پورے قاعدے اور ضابطے میں باندھ کر رکھا جاتا ہے اور پھر گیارہ مہینے کے لئے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ جو تربیت ایک ماہ میں اس نے حاصل کی ہے اس کے اثرات ظاہر ہوں اور جو کمی پائی جائے وہ پھر دوسرے سال کی ٹریننگ میں پوری کی جائے۔

ماہِ رمضان المبارک کی روح پرور فضا: یہ اللہ کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے تمام مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں روزہ رکھنے کا حکم دیا کہ سب مل کر ایک ساتھ روزہ رکھیں اس حکم نے انفرادی عبادت کو اجتماعی عبادت بنا دیا ہے جس طرح ایک کے عدد کو لاکھ سے ضرب دو لاکھ کا زبردست عدد بن جاتا ہے اسی طرح ایک ایک شخص کے روزہ رکھنے سے جو اخلاقی اور روحانی فائدے ہو سکتے ہیں وہ لاکھوں کروڑوں گنا بڑھ جاتے ہیں۔ رمضان کا پورا مہینہ پوری فضا کو نیکی اور پرہیز گاری کی روح سے بھر دیتا ہے، پوری قوم میں گویا تقویٰ کی کھیتی سرسبز ہو جاتی ہے، ہر شخص نہ صرف خود گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ دوسروں کی کمزوری دور کرنے میں بھی مدد دیتا ہے، ہر شخص کو روزہ رکھ کر گناہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے، اور پھر ہر ایک کے قلب میں خود بخود یہ خواہش ابھرتی ہے کہ بھلائی کے کچھ کام کرے، کسی غریب کو کھانا کھلائے، کسی حاجتمند کو کپڑا پہنائے کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے، کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے، نیکی کا حکم کرے، بدی کو روکے۔ اس طرح نیکی اور تقویٰ کا عام ماحول بیدار ہو جاتا ہے، اور بھلائیوں

کے پھلنے پھولنے کا موسم بہار آجاتا ہے جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ہر پودا اپنا موسم آنے پر خوب پھلتا پھولتا اور ہر طرف بہار ہی بہار معلوم ہوتی ہے اسی طرح محسن انسانیت محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل خدا کے یہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک پھلتی پھولتی ہے مگر باری تعالیٰ عز اسمہ کا فرمان ہے روزہ اس سے مستثنیٰ ہے وہ خاص میرے لئے ہے اور میں اس کا جتنا چاہوں بدلہ دیتا ہوں۔ یا میں خود اس کا بدلہ ہوں۔

تصویر کا دوسرا رخ: مگر خدا کی رحمت اور روزہ کی برکت اسی وقت ظاہر ہوتی جب آدمی اپنے روزے کو ان تمام آفتوں سے محفوظ رکھے جو روزہ کو خراب کردینے والی ہیں۔

روزے کی عبادت اسی لئے مقرر کی گئی ہے کہ آدمی اپنی خواہشات پر قابو پاسکے۔ یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہوسکتا ہے جب آدمی اس مقصد کو رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں میں ہر پل ملحوظ رکھے اور ان خواہشات کو حتی الامکان دبائے جن کے آگے اپنی روزمرۃ زندگی میں وہ اکثر بے بس ہوجاتا ہے اور یہ بے بسی اس کو بہت سی اخلاق اور شرعی کمزوریوں میں مبتلا کردیتی ہے، لیکن بہت سے لوگ اس مقصد کو بالکل ملحوظ نہیں رکھتے، ان کے نزدیک روزے کا مہینہ خاص کھانے پینے کا مہینہ ہوتا ہے، بعض لوگ یہ سوچتے ہیں اس ماہ مبارک میں کھانے پینے پر جتنا بھی خرچ کیا جائے خدا کے یہاں اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا، اس خیال کے لوگ اگر خوش قسمتی سے کچھ خوش حال بھی ہوتے ہیں، پھر تو فی الواقع ان کے لئے روزوں کا مہینہ لذتوں سے متمتع ہونے کا موسم بہار ہی بن جاتا ہے، وہ روزے کے سبب

پیدا ہونیوالی بھوک اور پیاس کو نفس کشی کے بجائے نفس پروری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، وہ صبح سے شام تک طرح طرح کے پکوانوں کے پروگرام بنانے اور ان کو تیار کرانے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اور افطار سے لیکر سحر تک اپنی زبان اور پیٹ کی تواضع میں وقت گذارتے ہیں، ہر شخص جانتا ہے کہ روزہ کھانے پینے کے شوق کو اکسا دیتا ہے لیکن روزہ کا مقصد اسی اکساہٹ کو دبانا ہے نہ کہ اس کی پرورش کرنا، اسی وجہ سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی قوتِ کار کو باقی رکھنے کے لئے کھائے پیئے تو ضرور لیکن ہرگز ہرگز کھانے پینے کو اپنی زندگی کا موضوع نہ بنائے۔

ضبط نفس روزہ کا مقصد محترم بزرگو اور دوستو......! انسان جب بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو اس کا غصہ بڑھ جاتا ہے جہاں کوئی بات ذرا بھی مزاج کے خلاف ہوئی فوراً اس کو غصہ آجاتا ہے۔ روزہ کے مقاصد میں سے یہ چیز بھی ہے کہ جن طبیعتوں میں غصہ زیادہ ہو وہ روزے کے ذریعے اپنی اصلاح کریں، لیکن یہ اصلاح اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب انسان روزے کو اپنی طبیعت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اگر وہ اس کو اپنے نفس کی اس خرابی کی اصلاح کا ذریعہ نہ بنائے تو پھر اس بات کا اندیشہ ہے کہ روزہ پہلے سے زیادہ اس کے لئے مفید ہونے کے بجائے الٹا مضر ہوجائے یعنی اس کی طبیعت کا اشتعال کچھ اور ترقی کرجائے۔ اب جو شخص اسے اپنی اصلاح کا ذریعہ بنانا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اشتعال کی صورت میں اس بات کو یاد رکھے انا صائم (میں روزے سے ہوں) یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اشتعال روزے کے مقاصد کے بالکل منافی ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے انسان کو غصہ پر قابو پانے کی تربیت

Scanned by CamScanner

ملتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تربیت اس کے مزاج کو بدل دیتی ہے لیکن بہت سے لوگ اسلام کے بتائے ہوئے اس اصول کے بالکل خلاف روزے کو سپر کے بجائے تلوار کے طور پر استعمال کرنے کے عادی بن جاتے ہیں یعنی ان کے لئے ضبطِ نفس کے بجائے اشتعالِ نفس کا بہانہ بن جایا کرتا ہے وہ بیوی، بچوں نوکروں اور ماتحتوں پر ذرا ذرا سی بات پر برس پڑتے ہیں اور بعض حالات میں مار پیٹ سے بھی دریغ نہیں کرتے اور پھر اپنے آپ کو اس خیال سے تسلی دے لیتے ہیں کہ کیا کریں روزے میں ایسا ہو ہی جاتا ہے

روزہ ڈھال ہے: اسی طرح بعضے مسلمان جن کی ذہنی تربیت نہیں ہوئی ہوتی ہے وہ کھانے پینے اور بعض دوسری دلچسپیوں سے علیحد گی کو ایک محرومی سمجھتے ہیں، اور اس محرومی کی وجہ سے ان کے لئے دن کاٹنے مشکل ہو جاتے ہیں اس مشکل کا حل وہ یہ پیدا کر لیا کرتے ہیں کہ بعض ایسی دلچسپیاں تلاش کر لیتے ہیں جو ان کے خیال میں روزے کے مقاصد کے منافی نہیں ہوتی مثلاً یہ کہ تاش کھیلتے ہیں ناول، ڈرامے اور افسانے پڑھتے ہیں، ریڈیو پر گانے سنتے ہیں، دوستوں میں بیٹھ کر گپیں ہانکتے ہیں، اور بعضے تو اس حد تک گر جاتے ہیں کہ وہ ایک آدھ شو سنیما کا دیکھ کر آنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے، اور چند برسوں سے تو یہ رواج بہت ترقی کر گیا ہے کہ بہت سے گھروں میں لوگوں نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے اور گھر میں وی. سی آر بھی دھڑلے سے چل رہا ہے اور اس طرح اہل خانہ بڑے شوق سے فلم بینی میں مصروف رہ کر روزہ پورا کرتے ہیں، ان سب سے زیادہ سہل الحصول دلچسپی بعض لوگ یہ پیدا کر لیتے ہیں اور خصوصاً عورتیں کہ ایک دوسرے کی غیبت

اور برائی میں لگ جاتی ہیں۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصيام جنّة ما لم يخرقها (النسائی وابن ماجۃ)

﴿ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزہ آدمی کیلئے ڈھال ہے جب تک کہ وہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے ﴾

محدثین نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ روزہ آدمی کیلئے ڈھال اس وقت تک ہے جب تک وہ اپنی زبان پر پورا پورا کنٹرول رکھے اور زبان سے کوئی فحش اور جہالت کی بات نہ کرے اور بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے حتی المقدور احتراز کرے، اور بعض علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

غیبت کا نتیجہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور روزہ میں اس شدت سے بھوک پیاس لگی کہ نا قابل برداشت بن گئی یہاں تک کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنا کا حکم دیا، دونوں نے قے کی دیکھا گیا کہ اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا ہے، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا تو آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا انہوں نے حق تعالیٰ شانہ کی دی ہوئی حلال روزی سے روزہ تو رکھا مگر حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں، قرآن حکیم میں غیبت کو مردار بھائی کے گوشت سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَ لَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضاً اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتاً فَکَرِھْتُمُوْہُ

محترم حاضرین...... احادیث میں بکثرت اس قسم کے واقعات مل جائیں گے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی ہے اس کا حقیقت میں گوشت کھایا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا "دانتوں میں خلال کرو انہوں نے عرض کیا اللہ نبی ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگا ہوا ہے" اس سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص کی غیبت کی تھی۔

بُرے افعال سے پرہیز کریں میری تمام ہی بھائیوں سے انتہائی ہمدردانہ پر خلوص درخواست ہے کہ اس مبارک مہینہ میں اس قسم کے برے افعال سے پرہیز کریں اس لئے کہ ان سے روزے کی روح مجروح ہو جاتی ہے اور روزہ دار روزہ کی برکات اور روح پرور اثرات سے محروم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ریاض الصالحین میں لکھا ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ کتنے ہی بد قسمت روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزوں سے سوائے بھوکے پیاسے رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو تراویح پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی تراویح میں سوائے جاگنے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا یعنی وہ نیک اعمال تو کر رہے ہیں لیکن ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے سارے اعمال اکارت جا رہے ہیں۔

ماہ رمضان اعمال کا سیزن ہے دوستو ! یہ مہینہ تو اعمال کا

سیزن ہے اس میں کمانا چاہئے اور کھونے سے پرہیز کرنا چاہئے اسلئے کہ باری تعالیٰ نے رمضان میں صرف روزہ یا تراویح کا ہی عمل نہیں رکھا بلکہ روزہ دار کو قدم قدم پر نیک اعمال کی ہدایات دی گئی ہیں، تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب پاسکے۔

چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ جہنم سے نجات پالیتا ہے، اور افطار کرانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جاتا ہے، اور اس کے ثواب سے کچھ بھی کمی نہیں کی جاتی۔

دیکھئے یہ کتنا مختصر اور آسان عمل ہے، نہ کوئی مشقت، نہ زیادہ خرچ نہ کوئی تکلیف ذرا سی حرکت میں اتنی برکت اللہ پاک نے پیدا فرما دی کہ افطار کرانے والا جہنم سے نجات پالیتا ہے۔ ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو خود بھی اچھی طرح اپنا روزہ افطار نہیں کرپاتے پھر بھلا وہ کیا کسی کا روزہ افطار کرا سکتے ہیں؟ اور اس طرح وہ اس عظیم عمل سے محروم رہ جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ میں ہم سے زیادہ لوگ اس طرح کے تھے جو کسی کا روزہ افطار نہیں کرا سکتے تھے انہوں نے اسی وقت اپنا حال اللہ کے نبی کے سامنے رکھتے ہوئے...... ہمارا مسئلہ بھی حل فرما دیا۔ اسی حدیث میں آگے لکھا ہے:

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کو تو روزہ افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو کیا غرباء اس ثواب سے محروم رہ جائیں گے؟ اللہ کے پیارے نبیؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو دودھ کی

Scanned by CamScanner

سی پر یا صرف پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔

مزید آقائے رحمت نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض یعنی کوثر سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اسے کبھی پیاس ہی نہ لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائیگا۔

میرے بھائیو! رمضان المبارک کا ہر عمل ایک سے بڑھکر ایک ہے، بتائیے! روزہ افطار کرانا باعث نجات جہنم ہے، اور پیٹ بھر کر کھانا کھلانا حوض کوثر سے سیراب ہونا ہے یہاں تک کہ جنت میں پہنچا دیا جائے۔

اس مہینہ میں قدم قدم پر جنت ملنے کو تیار ہے اب وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں، جو ان اعمال کا اہتمام کرتے ہیں، اور جنت کما لیتے ہیں اور ان لوگوں سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا جو اس مبارک مہینہ میں بھی غفلت و کوتاہی برتتے ہیں اور کھیل تماشوں میں اور لہو ولعب میں مشغول رہتے ہیں۔

رحمت و مغفرت کے اعتبار سے امت کے تین طبقے :

اللہ پاک نے ہم جیسے گنہ گاروں کے حالات ہی کی وجہ سے اس مبارک مہینہ کو تین جگہ تقسیم کیا ہے جس کو اللہ کے نبی ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے،

و ھو شھر اولہ رحمتہ و اوسطہ مغفرتہ و آخرہ عتق من النار

''اس مبارک مہینہ کا اول حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے''

کیونکہ ہم میں ایک طبقہ وہ ہے جو بہت نیک اور ہمیشہ تقویٰ و طہارت کی زندگی گذارتا ہے۔ اور جب کبھی اس سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے تو

فوراً توبہ و استغفار کے ذریعہ اس کی تلافی کر لیتا ہے۔

دوسرا طبقہ وہ جو بہت نیک اور متقی و پرہیزگار تو نہیں اور اتنا گیا گذرا بھی نہیں جسے اللہ کا ذرا بھی خوف نہ ہو یا رمضان المبارک کا احترام ہی نہ کرتا ہو بلکہ درمیانہ ہے۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جو بد اعمال ہے اور جس نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے اس اعتبار سے وہ دوزخ کا پورا پورا مستحق ہے۔

لہٰذا پہلے طبقہ کو پہلے ہی عشرہ میں باری تعالیٰ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں، دوسرے طبقہ پر دوسرے عشرہ میں مہربانی ہو جاتی ہے اور تیسرے طبقہ پر تیسرے عشرہ میں جبکہ اللہ کی رحمت کا سمندر جوش مارتا ہے تو دوزخ سے آزادی دے دی جاتی ہے۔

میرے بھائیو! آج ماہِ رمضان سے متعلق بہت سی باتیں ہم نے سنی ہیں جن سے یہ بات بالکل صاف ہو گئی ہے کہ اس مہینہ میں اللہ کی رحمتیں موسلا دھار برستی ہیں، اور گنہ گاروں کے گناہوں کو دھل دیتی ہیں، ہمارے اعمال ہرگز ہرگز اس لائق نہیں کہ ہم پر اتنی نوازش اور مہربانیاں کی جائیں۔ یہ تو احسان خداوندی ہے کہ اس نے یہ مبارک مہینہ عطا فرمایا ہے اب ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ جس طرح اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے اسی طرح ہم بھی اس کی قدردانی میں کسی طرح کمی نہ چھوڑیں ورنہ ہم سے زیادہ بدقسمت کوئی نہ ہوگا بس آج مضبوطی سے ارادہ کر لیں کہ ہم رمضان ایسا گذاریں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ گذارا ہو اور یہ تصور کر کے عمل کریں گے کہ معلوم نہیں اس کے بعد ہم میں سے کس کو رمضان ملے یا نہ ملے! کتنے اللہ کے

بندے ہیں جنہوں نے پہلے رمضان میں ہمارے ساتھ روزے رکھے تھے۔ تراویح پڑھی تھیں، اور سال پورا ہونے سے پہلے ہی وہ اس دنیا سے اٹھا لیے گئے، اور اب ہم میں سے کسی کو خبر نہیں کہ اگلا رمضان ہم کو زمین کے اوپر ملے یا زمین کے نیچے قبر میں!

اس لئے پوری کوشش کے ساتھ رمضان کے ہر نیک عمل کو پورا کریں اور وقت کو ہرگز اِدھر اُدھر ضائع نہ کریں بلکہ اپنا تمام وقت اللہ کے ذکر، قرآن مجید کی تلاوت دعا، توبہ اور استغفار میں گذاریں، دن میں روزہ رکھیں رات میں تراویح پڑھیں اور اگر ممکن ہو تو تہجد کی نماز کا اہتمام ضرور کریں کہ یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے،

اور یہی بہترین وقت اللہ کے سامنے رونے کا اور اپنے دل کا حال بیان کرنے کا ہے جب سب لوگ سو رہے ہوں اس وقت تم اللہ سے باتیں کرو اور اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ کل نفسی نفسی کے عالم میں جب سب پریشان ہوں گے اس وقت اللہ تم پر نظر رحمت ڈالے گا دنیا و آخرت میں تمہارے دکھ درد اور غم کا ساتھی ہوگا۔

دوستو! اس مہینہ سے بہتر کوئی مہینہ نہیں ہے، یہ مہینہ تمام مہینوں میں افضل ہے۔ باری تعالیٰ ہم سب کو قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ

اعمالِ رمضان

﴿فضائل و مسائل﴾

روزہ روزہ کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی بات چیت یا کھاتے پینے سے رک جانے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک کھانا پینا چھوڑنے عورتوں سے الگ رہنے اور بری باتوں سے بچنے کو صوم یا روزہ کہتے ہیں۔ (شرح وقایہ)

روزہ کی فضیلت روزہ رکھنے سے انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے اور جذبہ شکر بھی۔ یہ روزہ کی سب سے بڑی فضیلت ہے کیونکہ یہ نعمت ہماری مادی زندگی کیلئے مجموعہ ہدایت ہے اور روحانی زندگی کیلئے نسخہ کیمیا بھی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہر نیکی کا ثواب بندوں کے اعمال نامے میں دس گنا سے سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے لیکن روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ ہوں (بخاری)

اس کا مطلب یہ ہے جس طرح خدا کی قدرت لامتناہی ہے اسی طرح روزہ کے اجر کی بھی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے

Scanned by CamScanner

کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے "ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے" آپ ﷺ نے فرمایا "روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ایک چھال ہے" اور ایک جگہ فرمایا "جن روزہ داروں کے روزے مقبول ہو جائیں گے ان کے لئے قیامت کے دن ایک دروازہ ہوگا جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے اس دروازہ کا نام ریّان ہے یعنی سیراب کرنیوالا" آپ ﷺ نے فرمایا "جب روزہ شروع ہوتا ہے تو شیطان مقید کر دیئے جاتے ہیں، جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا" کہ روزہ قیامت کے دن سفارش کریگا، وہ کہے گا اے پروردگار اس نے میری وجہ سے کھانا پینا چھوڑا اور اپنی نفسانی خواہشات کو بالکل پس پشت ڈال دیا تھا تو اس کی مغفرت فرما۔ (مشکوٰۃ ص ۷۳)

تنبیہہ: یہ تمام فضائل روزہ کیلئے اسی وقت ہیں جب روزہ تمام آداب و شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے رکھا جائے ورنہ روزہ دار نہ صرف ثواب سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ اس کی ناقدری اور بداحترامی کے سبب بعض اوقات اس کیلئے وبال جان بھی بن جاتا ہے۔ دور حاضرہ میں مسلمانوں کی تذلیل و توہین، بے وقعتی اور تباہی کے شاید یہی اسباب ہیں۔ حفظ الله عنهم

روزہ کے آداب: روزہ میں لڑائی جھگڑے اور فساد سے پرہیز کرنے پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنے، چغل خوری کرنے اور حرام مال کمانے اور کھانے سے بچنا۔ جو لوگ ان باتوں کا خیال نہیں کرتے ان کے باری میں اللہ

کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ (بخاری)

جو شخص جھوٹ، غلط اور گناہ کی بات نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے

غلط بات اور غلط عمل میں زبان اور جسم کا ہر مکروہ فعل شامل ہے۔ آپ ﷺ نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَأُ

کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کو سوائے پیاسا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(دارمی بحوالہ مشکوٰۃ)

اسی بنا پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزے سے گناہ ضرور معاف ہوتے ہیں مگر اس کے لئے دو شرطیں ہیں ایک ایمان اور دوسرے احتساب۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه جس نے رمضان کا روزہ ایمان و احتساب کی حالت میں رکھا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ایمان تو یہ ہے کہ اس کو خدا، رسول اور آخرت وغیرہ پر پختہ یقین ہو اور احتساب یہ ہے کہ روزہ خدا ہی کیلئے رکھا گیا ہو اور تمام بُرائیوں سے بچنے کی حتی المقدور کوشش بھی کی گئی ہو۔

فرضیت روزہ: اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام جب تک مکہ مکرمہ میں رہے اس وقت تک برابر نفل روزے رکھتے رہے لیکن جب مکہ سے ہجرت

Scanned by CamScanner

فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں جانے کے ڈیڑھ سال بعد یعنی ۲ ہجری میں رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے فرض ہوئے۔

روزہ کا مکلّف: ہر عاقل بالغ مرد اور عورت پر رمضان کے پورے مہینے کا روزہ فرض ہے اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بغیر کسی عذر شرعی کے چھوڑنے والا سخت گنہ گار اور فاسق ہے۔ اگر کوئی شخص ایک وقت کی نماز جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس کو صرف ایک وقت کی نماز قضا ادا کرنی ہوگی لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر ایک روزہ توڑ دے تو اس کو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے اور پھر بھی اس کو وہ اجر و ثواب نہیں مل سکتا جو رمضان کے ایک روزہ کا تھا۔

نماز تراویح: ماہِ رمضان میں عشاء کے فرض اور سنت نماز کے بعد وتر سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو شریعت میں نماز تراویح کہتے ہیں۔ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور یہ لفظ راحت سے بنا ہے تراویح میں چونکہ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کیا جاتا ہے اس لئے اس کو آرام و راحت والی نماز کہا جاتا ہے۔

تاریخ نماز تراویح: روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک ہی مرتبہ تراویح کی نماز ادا کی ہے اس سلسلہ میں علمائے کرام و فقہائے عظام کے اقوال مختلف ہیں، بعض کہتے ہیں کہ آپ نے دو رات تراویح کی نماز ادا کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ نبی ﷺ نے تین دن نماز تراویح با جماعت ادا فرمائی، پہلے دن مختصر قیام فرمایا، دوسرے دن اس سے طویل اور تیسرے دن اتنا طویل قیام فرمایا کہ بعض صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم کو خوف ہوا کہیں سحری نہ

چھوٹ جائے، چوتھے دن آپ حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف نہیں لائے اور فرمایا کہ اس نماز کیلئے تمہارا اس قدر ذوق و شوق دیکھ کر مجھے خوف ہو رہا ہے کہیں یہ نماز فرض نہ کر دی جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رمضان کے تمام مہینے میں نماز تراویح پڑھی گئی۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے ماہِ رمضان میں مسجد میں نماز ادا کی دوسرے لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی دوسرے روز اس کثرت سے لوگ نماز کے لئے جمع ہوئے کہ مسجد کے صحن میں نہ آسکے مگر اس رات آنحضرت ﷺ نماز کے لئے نہ گئے۔ صبح کے وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا" مجھے رات کے وقت تراویح کے لئے تمہارے جمع ہونے کا علم ہو گیا تھا مگر میں اس لئے نہ آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے ادا کرنے سے عاجز نہ ہو جاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت ﷺ راتوں میں قیام کرنے کی ترغیب ضرور دیا کرتے تھے مگر اسے ہمیشہ قائم کرنے پر زور نہیں دیتے تھے آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت تک یہی کیفیت رہی یعنی نماز تراویح پڑھی جاتی رہی۔

فضائل نماز تراویح: حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک حدیث سن کر نماز تراویح پڑھنی شروع کی صحابہ کرامؓ نے پوچھا وہ کون سی حدیث ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے قریب "خطیرة

القدس" نام کی ایک جگہ ہے، جو سراپا نور ہے، اس میں لاتعداد فرشتے ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں اس میں ذرا غفلت سے کام نہیں لیتے چنانچہ وہ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اجازت مل جاتی ہے پھر وہ زمین پر اتر کر آدمیوں کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، جس آدمی سے یہ فرشتے چھو جاتے ہیں وہ ہمیشہ کیلئے نیک بخت ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ جب ایسا ہی ہے تو پھر یہ کام (نماز تراویح پڑھنا) زیادہ مناسب ہے، چنانچہ آپ نے نماز تراویح کیلئے لوگوں کو جمع کیا اور اس نماز کے پڑھنے کی ترغیب دی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ ماہِ رمضان کی پہلی رات گھر سے باہر نکلے تو لوگوں کو مسجدوں میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا عمر کی قبر کو اللہ تعالیٰ روشنی عطا کرے کہ انہوں خدا کی مسجدوں کو قرآن کریم سے روشنی دی۔ حضرت عثمان غنیؓ سے بھی ایسی ہی ایک روایت منقول ہے

نماز تراویح کی ابتداء: نماز تراویح کی ابتداء اسی دن سے ہو جاتی ہے جس دن رمضان کا چاند نظر آئے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا، جس رات رمضان کا چاند نظر آیا اسی رات تراویح شروع فرمادی کیونکہ یہ رات رمضان میں شامل ہے۔

نماز تراویح کا حکم: تمام بالغ مردوں اور عورتوں کے لئے نماز تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اگر محلہ یا گاؤں کی مسجد میں کوئی شخص بھی تراویح جماعت کے ساتھ نہ پڑھے تو محلہ اور گاؤں کے لوگ قابلِ ملامت ہوں گے۔ رمضان کے مہینے میں یوں بھی جس وقت کوئی نفل نماز پڑھے تو اس کا

ثواب دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ملتا ہے۔

مسائل تراویح: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عشا کی چار رکعت فرض اور چار سنت کے بعد وتر سے پہلے نماز تراویح پڑھنی چاہیئے اور دو دو رکعت کی نیت کرنی چاہیئے کہ یہ افضل طریقہ ہے، قرآن شریف کو بلند تلفظ کے اہتمام کے ساتھ ترتیب و ترتیل سے پڑھنا چاہیئے، جلدی نہ کی جائے۔

ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لینا بہتر ہے اس کو ترویحہ کہتے ہیں اس وقفہ میں چاہے نمازی تسبیح وغیرہ پڑھیں یا چپ چاپ بیٹھے رہیں یا نفل پڑھیں ان کو اختیار ہے اس طرح کل بیس رکعت پڑھی جائیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بیس تراویح پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور جو کوئی بیس سے کم پڑھے، یا پڑھنا بتائے وہ بڑا گمراہ اور منکر سنت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا تھا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو بیس رکعت تراویح پڑھونگا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جب اپنے دورِ خلافت میں مسجد نبوی میں بیس رکعت با جماعت تراویح پڑھنے اور پڑھانے کا اہتمام فرمایا تو عام صحابہ بھی اس میں شریک ہوئے اور کسی نے حضرت عمرؓ کی رائے سے اختلاف نہیں کیا اسی بناء پر ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور داؤد ظاہری بیس رکعت کے قائل ہوئے ہیں اور اسی کو جمہور امت نے اختیار کیا ہے بعض صحابہ سے وتر کے علاوہ ۸--۱۰ رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ ہندوستان کے اہل حدیث حضرات اسی پر عمل کرتے ہیں مگر ان حضرات کا بیس رکعت یا اس سے زائد پڑھنے والوں کے فعل کو خلاف سنت

کہنا اور اس پر جھگڑا کرنا انتہائی نامناسب بات ہے کیونکہ اس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے، حالانکہ ان کا عمل اجماع امت کے خلاف ہے آج بھی حرمین شریفین میں بیس رکعت تراویح ہوتی ہیں۔

فضائل شب قدر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی کے حضور میں ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ہزار ماہ راہِ خدا میں جہاد کیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس پر اظہار تعجب فرمایا، اور اپنی امت کے لئے ایسی نیکی کی تمنا فرمائی اور عرض کیا اے پروردگار تو نے میری امت کو سب امتوں سے کم عمر والا بنایا اور اعمال میں سب امتوں سے کم کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی، جو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس شخص کا نام شمعون تھا، اس نے کامل ہزار ماہ دشمنوں سے جہاد کیا اور کبھی بھی اس کے گھوڑے کا نمدہ پسینہ سے خشک نہ ہوا، اسے اللہ تعالیٰ نے جو زبردست حوصلہ افزا قوت اور دلیری عطا فرمائی تھی اس کے بل بوتے پر وہ دشمنوں پر غالب آگیا اور اپنے دشمنوں کے قلوب تنگ کر دیئے۔

چنانچہ کفار نے اس کے خلاف ایک زبردست سازشی تحریک کا آغاز کیا اور کمینگی کا سب سے پہلا لقمہ اس کی ملعون بیوی کو ڈالا اس عورت کو سونے کا ایک تھال پیش کرنے کی ضمانت پر لالچ دیا کہ وہ کسی طرح اپنے شوہر کو قید کر لے، تاکہ وہ اس مرد مجاہد کو اپنے تیار کردہ مکان میں قید کر دیں اور سب لوگ راحت وسکون پائیں چنانچہ جب وہ سو گیا تو عورت نے اسے کھجور کے چھال سے بٹے ہوئے مضبوط رسوں سے باندھ دیا، جب وہ بیدار ہوا تو

اس نے اپنے جسم کو حرکت دی جس سے رسیاں ٹوٹ گئیں، اس نے عورت سے پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا، عورت نے جواب دیا کہ میں تمہاری قوت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی، جب کافروں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے عورت کے پاس لوہے کی موٹی زنجیر بھیجی، عورت نے اسے پھر باندھ دیا اور اس مرد مجاہد نے پہلے کی طرح اسے بھی توڑ دیا، تب ابلیس کافروں کے پاس آیا اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ وہ عورت سے کہیں کہ وہ مرد ہی سے پوچھے کہ کونسی چیز ایسی ہے جس کو توڑنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا، چنانچہ عورت نے اس سے سوال کیا تو اس مرد مجاہد نے کہا میرے گیسو، اس کے اٹھارہ طویل گیسو تھے، جو زمین پر گھسٹتے رہتے تھے جب وہ سو گیا تو عورت نے پھر چار گیسوؤں سے اس کے پیر اور چار سے ہاتھ باندھ دیئے فوراً کافر آگئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا یہاں تک وہ اسے قربان گاہ میں لے گئے وہ چار سو ہاتھ بلند تھی، مگر اتنی بلندی اور فراخی کے باوجود اس میں صرف ایک ستون تھا، کافروں نے اس کے کان اور ہونٹ کاٹ دیئے، تب اس مرد مجاہد نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کی اور عرض کیا اے اللہ ان بندھنوں کو توڑنے کی مجھے قوت دے اور ان کافروں پر یہ ستون چھت سمیت گرا دے اور مجھے ان کے چنگل سے نجات دیدے، چنانچہ باری تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اسے بھرپور قوت دی وہ ہلا اور ستون چھت سمیت کافروں پر گر پڑا، اللہ نے اسے نجات دیدی اور وہ سب کافر ہلاک ہو گئے۔

جب صحابہ کرام نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم بھی اس جیسا ثواب پا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں، پھر

Scanned by CamScanner

آپ ﷺ نے باری تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو آپ کو لیلۃ القدر عطا کی گئی، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں جبرئیل اور بے شمار فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں، جو عبادت میں مشغول بندوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے پر رحمت بھیجتے ہیں اور بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول و مصروف ہوں

تنزّل الملائكة و الروح فيها باذن ربّهم من كل امر سلٰم هي حتى مطلع الفجر

شب قدر میں بے شمار رحمتوں کا نزول: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں بیشمار فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے نازل ہونے کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت میں قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا ہے، تب انوار چمکتے ہیں عظیم تجلی ہوتی ہے جس میں ملک عظیم منکشف ہو جاتا ہے، لوگ اس میں مختلف درجات پر فائز ہوتے ہیں، بعض ایسے ہوتے ہیں جن پر زمین و آسمان کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں، اور جب ان پر آسمانوں کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں، تو وہ آسمانوں میں فرشتوں کو ان صورتوں میں دیکھتے ہیں جن میں وہ مشغولِ عبادت ہوتے ہیں، بعض قیام میں، بعض قعود میں، بعض رکوع میں، بعض سجود میں، بعض ذکر میں، بعض شکر میں، اور ۱

بعض تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔

بعض لوگوں پر جنت کے احوال منکشف ہوتے ہیں اور وہ جنت کے محلات، گھر، حوریں، نہریں، درخت اور جنت کے پھل وغیرہ دیکھتے ہیں اور عرشِ اعظم کا نظارہ کرتے ہیں جو کہ جنت کی چھت ہے، انبیاء، اولیاء شہداء اور صدیقین کے مکانات دیکھتے ہیں، بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں، جن کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور وہ رب ذوالجلال کے جمال کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھ پاتے۔

اہمیت شب قدر: شب قدر چونکہ بہت ہی خیر و برکت کی رات ہے اور قرآن نے ہزار ماہ سے افضل بتایا ہے یقیناً یہ بڑی خوش بختی کی بات ہے ہر اس شخص کے لئے جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے، کیونکہ ایک رات کی عبادت تراسی برس چار ماہ سے زیادہ عبادت کے برابر ہے اور زیادتی کا حال سخیوں کے سخی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے اس رات کے اعمال کا خصوصی طور پر اہتمام کیا جانا چاہیئے۔

عن انسؓ قال دخل رمضانُ فقال رسول الله ﷺ ان هذا الشهر قد حضركم و فيه ليلةٌ خيرٌ من الفِ شهرٍ من حرمها فقد حرم الخير كله و لا يحرم خيرها الا محرومٌ (مشکوٰۃ و ابن ماجۃ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں

Scanned by CamScanner

رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔

ایسے شخص کی محرومی میں کیا تأمل ہے جو اس قدر بڑی نعمت کو ہاتھ سے کھو دے۔ ریلوے ملازم چند کوڑیوں کی خاطر رات بھر جاگتے ہیں۔ اگر اسی برس کی عبادت کی خاطر صرف ایک رات میں جاگ لے تو کیا مشکل ہے، مستحکم عزم ہونا چاہیئے، پھر رات بھر جاگنا تو کیا دودھ کی نہر پہاڑ سے کھودنا بھی مشکل نہیں۔

اعمال شب قدر: حضرت عمرؓ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ماہِ رمضان کی ستائیسویں شب صبح ہونے تک عبادت میں گذار دی وہ مجھے رمضان کی تمام راتوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے عرض کیا اے ابا جان! وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے؟ آپ نے فرمایا کیا وہ تکیے نہیں رکھ سکتے جن کا سہارا لیں اور اس رات میں سے کچھ لمحات بیٹھ کر گذار دیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، مگر یہ بات اپنی امت کے تمام ماہِ رمضان کو قیام میں گذارنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر بیدار ہو کر گذار دی اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا، اسے اپنی رحمت میں جگہ دی اور اس پر جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنے پر پھیرے اور جس پر جبرئیل امین اپنے پر پھیر دے وہ جنت میں داخل ہوا۔

فائدہ: شبِ قدر کی صحیح قدر یہ ہے کہ اس میں نماز تراویح کے

بعد کثرت سے نفل پڑھے جائیں انتہائی عظمت و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے کیونکہ وہ اسی رات میں نازل ہوا ہے۔ انا انزلناه فی لیلة القدر اوراد و وظائف کا اہتمام کیا جائے، سال بھر کے گناہوں کا محاسبہ کیا جائے اور خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں انتہائی تضرع اور حضور قلبی کے ساتھ اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر بخشش طلب کی جائے اور آئندہ کے لئے نیک اعمال کرنے کا عہد اور عزم مصمم کیا جائے۔

یہ رات چودہ سو سال سے برابر آتی ہے سرور کائنات محمد عربی ﷺ اور صحابہ کرام کے بابرکت عہد میں یہ رات کئی بار آئی، لیکن اس رات میں کیا ہوتا تھا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں عبادت و اطاعت کے اندر غیر معمولی جد و جہد کرتے تھے، ایسی جد و جہد کسی دوسرے عشرے میں نہیں کرتے تھے نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آخری عشرہ میں آپ عبادت کیلئے پوری طرح کمربستہ ہو جاتے، راتوں کو خود جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے تھے۔

لہٰذا آخری عشرہ کی عبادت میں پوری قوت کے ساتھ اضافہ ہو جانا چاہیئے، صرف تراویح پر قناعت کر لینا بخل ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے نوافل کی کوئی تعیین نہیں فرمائی اور نہ صحابہؓ نے کبھی اس کا حساب لگایا، ہاں پیارے نبی محمد ﷺ نے بعض نمازوں کی فضیلتوں کا ذکر فرمایا مثلاً صلوۃ التسبیح وغیرہ بہتر ہے کہ خصوصی طور پر اس رات میں یہ نماز ادا کی جائے۔

شب قدر کی دعا: اس رات کی مخصوص دعا کے متعلق امؓ المؤنین حضرت

عائشہ صدیقہؓ کی روایت ابن ماجہ اور ترمذی شریف وغیرہ میں موجود ہے کہ آپؓ نے سرور کونین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے شبِ قدر معلوم ہو جائے تو بتلایئے میں اس میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی

﴿اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے اس لئے مجھ کو بھی معاف فرما!﴾

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ بندہ خواہ کتنا ہی عبادت گذار کیوں نہ ہو جب تک اپنے صغیرہ کبیرہ گناہوں کی بخشش طلب نہیں کرتا اور دربار الٰہی میں بتضرع نہیں گڑگڑاتا، اس وقت تک وہ بندہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا

خود حضور اقدس ﷺ معصوم ہونے کے باوجود دن میں ستر مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے اور امت کو بھی ہر حال میں توبہ واستغفار کی تاکید کی ہے

شب قدر توبہ واستغفار کی رات: یہ رات محض ذکر و عبادت کی رات ہوتی ہے، توبہ واستغفار کا بہترین موقع ہوتا ہے، ایسے عظیم اور قیمتی موقع کو غنیمت جان کر ہماری مسجدوں کی طرح ہمارے ظلمت کدہ بنے گھروں کا حال تو یہ ہونا چاہیئے کہ ان میں کثرت سے عبادات کی روشن فضا قائم کی جائے۔ کوئی قرآن حکیم کی تلاوت سے محظوظ ہو رہا ہو، تو کوئی نماز کی حلاوت سے بہرہ ور، کوئی سجدہ میں گڑگڑا رہا ہو، تو کوئی دعاؤں میں آہ وفغاں کر رہا ہو، گویا اس رات میں باری تعالیٰ سے دینی تجارت کی منڈی کے بڑے بڑے سودے ہو رہے ہوں، پچھلے حساب چکائے

جا رہے ہوں مزید قرض حسنہ کی منظوریاں لی جا رہی ہوں، کیونکہ باری تعالیٰ آج کی رات اپنے تمام خزانوں کے منہ کھول کر تمام ہی کھاتوں کے ساتھ ہمارے شہروں اور گلیوں کی عبادت گاہوں میں جلوہ گر ہوتے ہیں، خوش نصیب مالک حقیقی کو اس کے انتظار میں بیٹھے ملتے ہیں اور بد نصیب کھیل تماشوں میں اپنا قیمتی اثاثہ لٹانے میں مصروف ہوتے ہیں۔

بلکہ اگر یوں کہہ دیا جائے کہ مسجدوں سے زیادہ گھروں میں عبادت کا انتظام ہونا چاہیئے، تمام مسلمان مردوں خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنے گھروں میں رہ کر بیوی، بچوں کو شفقت و محبت کے ساتھ ذکر و تلاوت اور نماز میں مشغول رکھنا چاہیئے، اس لئے کہ یہ خود بڑی عبادت ہے اور یہ رات برکتوں کو سمیٹ لینے کی رات ہے کیوں نہ پورا کنبہ مل کر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹ لے۔

اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب ذکر و تلاوت اور نوافل کا اہتمام اپنے اہل وعیال کے ساتھ کیا کرتے تھے، کیوں کہ وہاں سے معاشرہ کی تشکیل اور تعمیر نو ہوتی ہے، وہاں سادہ اذہان کی صاف تختی پر نظام کائنات کے عجیب رنگ و روغن کے حروف نقش کیئے جاتے ہیں وہاں سدرۃ المنتہی سے آگے جانے کے راز ہائے سر بستہ بتائے جاتے ہیں، وہاں معصوم اطفال کو مرتے دم تک معصوم رہنے کے طریقے ہدایت کیے جاتے ہیں۔

صدیوں سے امت نے اس عظیم طریقہ کار کو بالکل فراموش کر دیا ہے، اسی وجہ سے گھروں میں بد دینی کا گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے، ضلالت و گمراہی کی بجلیاں کوندرہی ہیں، لادینیت اور کفر کی آندھیاں چلنے کو بیقرار ہو رہی ہیں، قرآن واحادیث کو لوگ اساطیر الاولین گمان کر رہے ہیں، شریعت

کے مکمل نظام کو ایک قدیم، فرسودہ اور شکستہ حال گھر سمجھ کر توڑ رہے ہیں، کفر والحاد اور زندیقیت کو اپنا مضبوط قلعہ سمجھ کر پناہ لے رہے ہیں۔

☆کاش امت اب بھی باخبر ہو جائے!

☆کاش امت اپنے گھروں کو قرآن کی قندیلوں سے روشن کر لے!

☆کاش امت ذکر کی طرح فکر سے کام لے!

☆کاش امت دنیا سے زیادہ آخرت کو ترجیح دے!

اور کاش ہمارے گھر ٹی وی، ریڈیو، گندی میگزینوں اور ناولوں کے بجائے تعلیمات نبویہ اور اسلامی اخلاق واعمال سے سجائے جائیں۔

تعیین شب قدر: عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ تحرو ليلة القدر فی الوتر و فی العشر الاواخر من رمضان

(مشکوۃ شریف عن البخاری)

حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

جمہور علماء کے نزدیک اخیر عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے ۔یہ بات عام ہے کہ مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا اس حساب سے حدیث بالا کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ راتوں میں کرنی چاہیئے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی محمد ﷺ اس لئے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمائیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضرت نے فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا، تاکہ تمہیں شب

قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ رات کا اٹھالیا جانا اللہ کے علم میں بہتر ہو، لہذا اب اس رات کو نویں، ساتویں، اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

بعض روایت میں آتا ہے کہ آخری عشرہ میں تلاش کرو (مسلم شریف) چونکہ یہ رات ہر رمضان میں مختلف طور پر آتی ہے کبھی ۲۱/ کبھی ۲۳/ کبھی ۲۵ کبھی ۲۷/ کبھی ۲۹ میں؛ اس لئے نبی ﷺ نے بعض خاص خاص راتوں کے متعلق شب قدر ہونے کا اشارہ فرمایا، لیکن یہ اشارہ محض اس کے وقوع ہونے کا امکان ظاہر کرنے کیلئے ہے کبھی کبھی یہ امکان اس کی بعض علامات کی بنا پر اس قدر قوی ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض سائلوں کے جواب میں اس اشارہ کو قطعیت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا ستائیسویں رات کی تعیین کا اشارہ ہے مگر یہ تعیین ہمیشہ کے لئے نہیں ہے کیونکہ اگر ہمیشہ کے لئے ہوتی تو پھر تحرو ليلة القدر فی العشر الاواخر کہنے کی ضرورت باقی نہ رہتی۔

پس احتیاط کا تقاضا یہی ہے ہم آخری عشرہ میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام کریں اس سے شب قدر چھوٹنے نہیں پاتی، نیز اس کے ذریعہ علماء کے ترجیحی اقوال پر بھی بڑی حد تک عمل ہو جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اعتکاف: اعتکاف کے لفظی معنی ٹھہرنے اور کسی جگہ بند ہونے کے ہیں، اصطلاح شریعت میں رمضان کے آخری دس دنوں میں دنیاوی کاروبار اور اہل وعیال سے الگ تھلگ ہو کر مسجد یا گھر میں نماز کی جگہ ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

(در مختار ص ۱۷۹ ج ۲)

فضائل اعتکاف: قرآن واحادیث میں اعتکاف کے بڑے فضائل آئے

ہیں ۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام بھی اعتکاف کرتے تھے اللہ کے نبی اعتکاف کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ اگر کبھی وہ کسی وجہ سے چھوٹ جاتا تھا، تو ماہ شوال میں اسے پورا فرماتے تھے۔

اللہ کے نبی محمد ﷺ نے فرمایا کہ اس ماہ کے آخر میں دس روز، سات روز یا تین روز اعتکاف میں بیٹھنے کا ثواب شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ چند بار اللہ کے نبی اول رمضان میں بھی اعتکاف میں بیٹھے ہیں مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسم کے وصال کا وقت آیا اس وقت نبی کریم ﷺ نے آخر رمضان میں ہی اعتکاف کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایک مرتبہ بھی اعتکاف میں بیٹھے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کے اور دوزخ کے درمیان تین خندق کا فاصلہ کردے گا، اور ہر خندق کا فاصلہ پانچسو سال ہوگا (او کما قال رسول اللہ ﷺ)

عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فی المعتكف هو يعتكف الذنوب و يجرى له من الحسنات كعامل الحسنات كلها (مشکوۃ عن ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

دو مخصوص نفع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں، ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، ورنہ بسا

اوقات لغزش اور کوتاہی سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے، اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے، دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا، اس اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے آدمی عبادت ایک کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے، در حقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور طلب سے موسلا دھار برستی ہے۔

مسائل اعتکاف : اس زمانہ میں لوگوں نے اعتکاف کی سنت کو بالکلیہ ترک کر دیا ہے، اس کو زندہ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ جس بستی یا محلہ میں ایک آدمی بھی اعتکاف نہ کرے، تو پوری بستی اور محلہ کے لوگ گنہگار ہوں گے، یہ سنت مؤکدہ ہے۔

مرد کے لئے اعتکاف کی سب سے افضل جگہ مسجد مکہ ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد بیت المقدس ان کے بعد جامع مسجد پھر اپنی مسجد امام صاحبؒ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت جماعت کی نماز ہوتی ہو۔

عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے، اگر گھر میں مسجد کے نام سے کوئی جگہ متعین نہ ہو تو کسی گوشہ کو اس کے لئے مخصوص کر لے، عورتوں کے لئے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے کہ گھر میں بیٹھے

Scanned by CamScanner

بیٹھے کام کاج گھر کی لڑکیوں سے کراتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں، مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم ہیں

طریقہ اعتکاف: اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ مرد مسجد کے اور عورت گھر کے ایک گوشہ میں اپنے لئے ایک جگہ خاص کرلے اور ایک پردہ باندھ کر ایک حجرہ کی طرح بنالے اور اس میں دس دن تک رہے، لیکن پردہ اس طرح باندھنا چاہئے کہ جماعت کے وقت اس کو اٹھانے کی ضرورت ہو تو اٹھادیا جائے، بغیر پردہ باندھے ہوئے بھی اپنے لئے کوئی جگہ خاص کی جاسکتی ہے پردہ باندھنے کی وجہ صرف یہ ہے تاکہ یکسوئی رہے اور سوتے یا اٹھتے بیٹھتے وقت کسی کی نظر نہ پڑے حدیث نبویؐ میں اس کا ثبوت موجود ہے ابوداؤد میں ہے انه اتخذ فی المسجد حجرة من حصير کہ آپ نے چٹائی سے گھیر کر ایک حجرہ سا بنالیا تھا۔ (مرقات باب الاعتکاف ج۲ ص۳۱۵)

نوٹ: جس مسجد میں اعتکاف کیا جائے گو وہ پوری مسجد اس کے لئے مُعتکَف ہے مگر اس خاص جگہ کو بھی مُعتکَف کہہ دیا جاتا ہے جسے وہ اپنے لئے خاص کرلیتا ہے حتی الامکان اسے سنت و نفل کی ادائیگی، ذکر و تلاوت، کھانا پینا، اور سونا بیٹھنا اپنی اسی خاص جگہ میں کرنا چاہئے۔

بیس تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد اعتکاف میں بیٹھ جانا چاہئے اور جب عید کا چاند دکھائی دے تو اس سے باہر نکل آنا چاہئے ☆☆☆

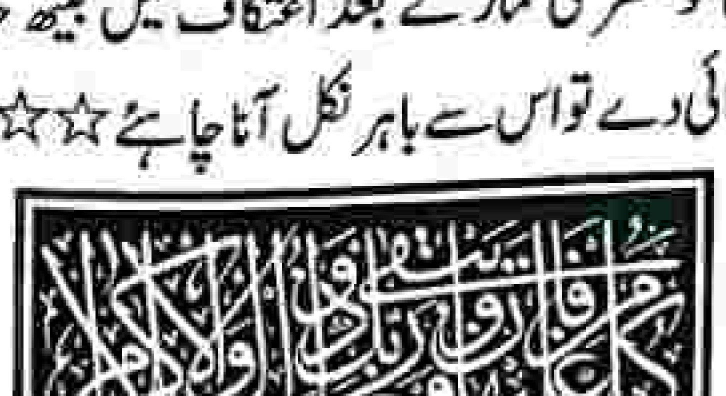

عید الفطر

اور اسکا پیغام

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

عید کا تحفہ

قال النبی ﷺ مَنْ قامَ لَیْلَتَیِ العِیْدَیْنِ مُحْتَسِباً لَمْ یَمُتْ قَلْبُهُ یَوْمَ یَمُوْتُ الْقُلُوْبُ۔(ابن ماجہ)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عیدین کی راتوں میں قیام کیا، اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے، جس دن لوگوں کے دل مر چکے ہوں گے، اس کا دل زندہ ہو گا

ترغیب میں ہے جس شخص نے پانچ راتوں کو اپنی عبادت سے زندہ کیا اس پر جنت واجب ہو گئی:

(۱) ترویہ کی رات

(۲) عرفہ کی رات

(۳) قربانی کی رات

(۴) عید الفطر کی رات

(۵) شعبان کی پندرہویں رات۔

یہ عید کے تحفے ہیں۔ عید کی رات کو جاگنا جنت لینا ہے، عید کی رات میں عبادت کرنا زندہ دلوں کا کام ہے۔ زندہ دل وہ ہوتے ہیں، جن کے دل ذکرِ خدا سے آباد ہوں۔ (مرتب)

عید الفطر
اور
اس کا پیغام

الحمد لله رب العٰلمین ، و الصلوٰة و السلام علی سید المرسلین محمد و اٰله و اصحابه اجمعین . اما بعد قال قال رسول الله ﷺ إنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْداً وَ هٰذا عِیْدُنا او کما قال علیه السلام

محترم بزرگو اور دوستو......!

اللہ کے پیارے نبی محمد مصطفی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج کے دن ہماری عید ہے۔

دوستو......! آج کے دن کی عید کو عید الفطر کہتے ہیں، یہ بڑا ہی مبارک اور مقدس دن ہے اس دن میں جتنا بھی خوشی کا اظہار کیا جائے کم ہے ؛ بلکہ مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے لباس اپنی چال ڈھال اور اپنی گفتگو سے خوشی کا ہی اظہار کرے یہ تہوار کسی خاص خطہ اور علاقہ کے لوگوں کے لئے نہیں ؛ بلکہ ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ لا الٰه الا الله محمد رسول الله ﷺ کے جھنڈے تلے آگیا چاہے وہ کسی بھی قوم کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق رکھنے

Scanned by CamScanner

والا ہوا سے یہ تہوار منانا چاہئے بلکہ اس پر فرض ہے کہ وہ آج کے دن کھائے پیے اور خوشی منائے۔یہی وجہ ہے کہ آج کے دن کا روزہ حرام ہے، آج کے دن روزہ رکھنا سنت نبوی کے خلاف ہے، آج کے دن روزہ رکھنے سے مسلمانوں کی اجتماعی شان کو دھچکا لگتا ہے۔

آج پورا عالم اسلام خوشی و مسرت کے ترانے گنگنا رہا ہے، ہر شخص بوڑھا ہو یا جوان، عورتیں ہوں یا بچے سب مسرتوں اور خوشیوں سے مالا مال ہو رہے ہیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔باری تعالیٰ مسلمانوں کی اس اجتماعی اور اسلامی شان کو مسرت و شادمانی کے گلدستہ میں تا قیامت زندہ و جاوید رکھے۔

حاضرینِ محترم ......! یہ عید جسے ہم منا رہے ہیں تین پہلوؤں پر مشتمل ہے:

(۱) عید کا پس منظر کیا ہے یعنی یہ عید ہمیں کیوں اور کسی طرح ملی؟

(۲) عید کے دن، ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ آج کے دن اسلامی اوامر و نواہی کیا ہیں؟

(۳) عید کا پیغام کیا ہے؟ یعنی عید کیا تصور دے کر رخصت ہوتی ہے۔ غور سے سماعت فرمائیں!

<u>عید کا پس منظر</u>: برادرانِ اسلام......! یہ فرحت و شادمانی کا مبارک تہوار جس کا ہمیں مہینہ پہلے ہی سے شدید انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل رمضان المبارک جیسے مہینے کی بدولت ملا ہے کیونکہ رمضان میں باری تعالیٰ کی رحمتیں شب و روز موسلادھار برستی ہیں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، تمام

عالم اسلام اس میں گویا اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے، اس مہینہ کے تمام اعمال اللہ کے تابع کر دیتا ہے، دن میں روزہ رکھتا ہے، رات میں تراویح پڑھتا ہے صبح سحری کھاتا ہے، شام میں افطار کرتا، قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، ذکر و اذکار کو اپنا معمول بنالیتا ہے، کبھی جان کا صدقہ نکالتا ہے، کبھی مال کا صدقہ نکالتا ہے کبھی اپنی خوش قسمتی پر ناز کر کے مسکراتا ہے کہ رمضان المبارک کی مقدس ساعتیں اسے نصیب ہو گئیں، کبھی خوف سے کانپنے لگتا ہے کہ میں اس ماہِ صیام کا حق کما حقہ ادا نہیں کر پا رہا ہوں کہیں مجھے بد نصیب نہ ٹھہرا دیا جائے۔

ایک سچا مسلمان اس مہینہ میں نہ جانے کتنے اہم مراحل سے گذرتا ہے، اسے ہر مشقت میں کامیابی نظر آتی ۔ہے، چنانچہ جب روزہ رکھتا ہے، تو دوپہر کی سخت دھوپ، تپتی ہوئی زمین گرم ہوائیں کہ بھوک اور پیاس سے کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے، مگر اسے کامیابی کا یقین ہے کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، الصوم لی و انا اجزی به . روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا یا میں خود ہی اس کا بدلہ ہوں، یہ خیال ایک مومن کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جب رات آتی ہے تو دن بھر کا تھکا ماندہ کہ افطار کے بعد بدن ٹوٹ چکا ہے، پھر مسجد جا کر فرضوں کے ساتھ نماز تراویح کا اہتمام کرتا، بیس رکعت تراویح کو بخوشی ادا کرتا ہے، باوجود اس کے کہ مشقت ہے، تکلیف ہے، مگر اسے اپنی کامیابی کا بھرپور یقین ہے کہ کل قیامت کے دن یہ قرآن

Scanned by CamScanner

آڑے آجائیگا اور باری تعالیٰ کی جناب میں یوں گویا ہوگا اے اللہ میں نے رات بھر تیرے اس تھکے ہارے بندے کو جگائے رکھا کہ مجھے پڑھتا رہا اور سنتا سنتا رہا اے اللہ تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اسے عذاب نار سے نجات دے کر جنت میں جانے کا حکم صادر فرما، حاکموں کا حاکم، بادشاہوں کا بادشاہ، اس سفارش کو قبول فرما کر اس مؤمن بندہ کو بخش دے گا۔

رمضان المبارک کی آخری طاق راتوں میں مسلمان جاگتا ہے؛ کیونکہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شھر. شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے ذرا سی محنت ہزاروں مہینوں کی کامل عبادت کا ثواب دلوا رہی ہے، تو بھلا جہاں اتنا فائدہ ہو، تو پھر کیسے محنت نہ کریگا۔

آج کا یہ مبارک تہوار عید الفطر اپنی محنتوں کے نتیجہ کے لئے رکھا گیا ہے کہ ایک مہینہ مسلسل بندوں نے محنت کی، آج ان کی مزدوری انہیں دیدی جائے گی، جس طرح ایک مزدور اپنے حقیر مالک کے سامنے جب مزدوری لینے جاتا ہے، تو کام چھوڑ کر، ہاتھ پاؤں صاف کر کے پسینہ پونچھ کر مزدوری کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے۔

اسی طرح آج ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر صاف ستھرے ہو کر اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے مزدوری کی طلب میں جھولی پھیلانے یہاں عید گاہ میں آئے ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

اے میرے فرشتو کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جس نے اپنے کام کو پورا کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے اور بندیوں نے میرے فرض کو پورا کر دیا، جو ان پر تھا اور اب دعا کرتے ہوئے، فریاد کرتے ہوئے باہر نکل آئے ہیں۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی اپنے کرم کی اور اپنے مرتبہ کے بلند ہونے کی، میں ضرور ان کی دعا کو قبول کرونگا۔

پھر باری تعالیٰ بندوں سے مخاطب ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں لوٹ جاؤ اپنے گھروں کو اس حال میں کہ میں نے تم کو بخش دیا ہے اور میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ اس کے بعد آقا و مولی تاجدار بطحا محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان نماز کے بعد بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں (بیہقی)

حاضرین گرامی......! دیکھئے باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کی محنتوں کی کیسی لاج رکھی جس کے بدلے میں ہمیں یہ مبارک دن عطا کیا، جب ہم گناہوں سے پاک و صاف ہو گئے، اس خوشی میں اگر ہم جھوم اٹھیں اور باری تعالیٰ کی حمد و ثنا گنگنانے لگیں، تو سوچئے اللہ کتنے خوش ہوں گے؟ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و اللہ الحمد . آج چونکہ عام معافی کا دن ہے، اللہ تعالیٰ اس جشن کے اہتمام میں اپنی مخصوص مشنیری کو کام میں لگا دیتے ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "کہ جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے دروازوں پر (گلی اور

Scanned by CamScanner

چوراہوں پر) بیٹھ جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں: اے مسلمانوں کی جماعت چلو رب کریم کی بارگاہ کی طرف، جو احسان کرتا ہے، بھلائی کے ساتھ اور پھر اس پر بے پناہ ثواب دیتا ہے، یعنی خود ہی عبادت کی توفیق دیتا ہے اور خود ہی ثواب عطا کرتا ہے، تم کو قیام لیل کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا، تم کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا، تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی؛ اس لئے اب انعام حاصل کرلو۔

پھر جب مسلمان نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں، تو ایک فرشتہ ندا دیتا ہے اے مسلمانوں کی جماعت آگاہ ہو جاؤ تمہیں تمہارے پروردگار نے بخش دیا ہے، اب خوشی خوشی کامیابی کا انعام لیکر اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ! (جمع الفوائد عن الکبیر)

بزرگو جب اللہ پاک اتنا اہتمام فرماتے ہیں، فرشتے خوشی کی مبارک باد دیتے ہیں، خوشخبریاں سناتے ہیں اور باری تعالیٰ کی رحمت پوری طرح اسی طرف متوجہ ہوتی رہتی ہے، تو اب ہمیں اس سے مانگنے میں کمی نہ رکھنی چاہئے اور اپنی خوشی کا بھی پورا اظہار کرنا چاہئے۔

عید کے دن ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ مسلمان کے یہاں خوشی ہو یا غم دونوں میں اعتدال ہوتا ہے، نہ خوشی اتنی زیادہ کہ حد سے گذر جائے نہ غم اس قدر کہ جان دے بیٹھے، آج کا دن خوشی کا دن ہے مگر خوشی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ خوب ناچیں گائیں، رنگ رلیاں منائیں ہزار طرح کی واہیات و خرافت انجام دیں یا اس دن کو لہو لعب میں گذار دیں۔

ہمارا مذہب، ہماری تعلیمات، ہمارا طریقہ، ہمارا تہوار سارے جہاں کے مذہبوں اور تہواروں سے الگ ہے، دوسری قومیں عید کے دن وہ طوفان

بدتمیز مچاتی ہیں کہ خدا کی پناہ، عیسائی کرسمس کے دن لہو ولعب میں مشغول ہو جاتے ہیں، رنگ رلیاں مناتے ہیں اور ان کے لئے وہ دن ایسا گذرتا ہے جیسا کہ بقول ایک شاعر ؎

وال ہر گناہ ثواب ہے آج

ہم اپنے برادرانِ وطن کے تہواروں پر کئے جانے والے ہنگاموں سے بخوبی واقف ہیں کہ ہولی، دیوالی اور اس طرز کے دوسرے تہوار منانے کا کیا طریقہ ہوتا ہے؟

یقیناً مذہبِ اسلام ان تہواروں کو ان گندے طریقوں کے ساتھ منانے کی اجازت نہیں دیتا؛ بلکہ اس کے سخت مخالف ہے، جو لوگ آج کے معزز دن میں اس طرح کے مشاغل اختیار کرتے ہیں، انہیں آگاہ ہو جانا چاہئے کہ جو مالک رحیم و کریم ہے، وہ جبار و قہار بھی ہے۔ بے حرمتی کرنے والے کو بد نصیبوں میں داخل کر دیتا ہے۔ اے مسلمانو! اس کے جلال کو للکارنے کی جرأت نہ کرو، اسے قہر و غضب ڈھانے کی دعوت نہ دو۔

آج کے دن مالدار اپنے گھروں پر ناچ گانے کا انتظام کرتے ہیں (ویڈیو وغیرہ کے ذریعہ) غریب سنیما گھروں کا رخ کرتے ہیں اور کچھ بد بخت ایسے بھی ہیں، جو جی بھر کے پیتے ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، آپ نے دیکھا کہ لوگ زمانہ جاہلیت کے تہوار مناتے ہیں، ان تہواروں میں وہ سب کچھ ہوتا تھا جو بدقسمتی سے ہمارے یہاں بھی ہونے لگا ہے لہو ولعب، جاہلانہ رسومات، رقص و سرور، ڈھول ڈھمکے اور نہ جانے کیا کیا آبائی

Scanned by CamScanner

رسومات تھیں، سرکار دو عالم ﷺ نے ان کے رسم و رواج اور کھیل کود کو دیکھا، اسے ناپسند فرمایا اور ان سے دریافت کیا:

فقال : ما هذان اليومان ؟

﴿یہ دو دن جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟﴾

قالو كنا نلعب فيها فی الجاهلية .

﴿وہ کہنے لگے کہ ہم زمانہ جاہلیت میں مذہب اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے﴾

فقال رسول الله ﷺ قد ابدلكم الله بهما خيراً منهما : يوم الاضحى ، و يوم الفطر (ابو داؤد)

﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں، قربانی کا دن اور افطار کا دن﴾ (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں)

ابو داؤد کی اس حدیث کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ ہمارا مذہب کسی بھی مسلمان کو، کسی بھی جاہلانہ رسم کی ہرگز اجازت نہیں دیتا؛ بلکہ آج خوشی کے دن ہمارا فرض یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کریں اس کا نام بلند کریں اس کی تسبیح پڑھیں۔

گھروں سے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کریں ؛ تاکہ ہر غریب مسلمان عید کی خوشی میں شریک ہو سکے ؛ بلکہ میں اپنے تمام سامعین و مخاطبین (قارئین) کو دعوت دونگا کہ وہ صدقہ فطر عید سے اتنا پہلے ادا کر دیا کریں جس سے غریب اپنے کھانے پینے یا پہننے کا سامان خرید سکے وقت کے

وقت پر دینے سے ادا تو ہوتا ہے؛ لیکن اس کا مکمل فائدہ غریب کو اس وقت نہیں ہو پاتا اور اس کی روح تڑپتی رہ جاتی ہے۔

رسول خدا ﷺ نے روزوں کو فضول اور لایعنی باتوں کے اثرات سے پاک و صاف کرنے کے لئے مسکینوں اور محتاجوں کے کھانے پینے کا بندو بست کرنے کیلئے صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے۔ (ابو داؤد)

عید کے دن دنیا بھر کی خرافات اور رسومات سے پرہیز کرتے ہوئے ہمیں وہ تمام آداب بجالانے چاہئیں جو نبی کریم ﷺ آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں کر کے دکھلا گئے۔

حضرات گرامی......! عید کے دن سرکار دو عالم ﷺ پہلے غسل فرماتے، مسواک کرتے نئے کپڑے پہنتے اور خوشبو لگاتے تھے، اسی لئے ہمیں بھی عید کے دن غسل، مسواک، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننے چاہئیں اور خوشبو کا اہتمام بھی کرنا چاہئے، اسی طرح جب آپ عید گاہ تشریف لاتے، تو گھر سے نکلنے سے قبل کچھ تناول فرما لیا کرتے تھے اور جس راستے سے جاتے، واپسی میں دوسرے راستہ سے تشریف لاتے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: كان النبی ﷺ إذا كان يوم عيد خالف الطريق. رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے۔

اسی طرح جب آپ ﷺ راستے میں چلتے، اگر وہ عید الفطر ہوتی، تو آہستہ آہستہ اور اگر عید قرباں ہوتی، تو بآواز بلند کبریائے الٰہی اور عظمتِ خداوندی کا اظہار کرتے ہوئے اس طرح چلتے تھے یعنی اس تسبیح کا ورد کرتے تھے: الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله و الله اكبر الله اكبر و لله الحمد .

دوستو......! غور سے سن لو ہمارا طریقہ یہ نہیں ہے کہ آج خوشی میں

Scanned by CamScanner

جھومتے ہوئے رنگ پھینکتے ہوئے چلیں یا کسی شخصیت اور قومیت کے نعرے لگاتے اور جے جے کار کرتے ہوئے چلیں ؛ بلکہ قدوسیوں، سبوحیوں اور مقدس ملائکہ کی صفوں کی طرح تسبیح الٰہی اور تقدیس ربانی کہتے ہوئے روانہ ہوں، عید گاہ میں پہنچ کر بھی تسبیح و تہلیل جاری رہنی چاہیئے، یہاں تک کہ سکون اور وقار کے ساتھ نماز ادا کرلی جائے، اس کے بعد ہمہ تن گوش ہو کر خطبہ سماعت کیا جانا چاہئے۔

اس وقت چونکہ ہم اپنے گھروں کو اس حال میں واپس ہو رہے ہیں کہ ہم بخش دیئے گئے ہیں، تو اب باری تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اپنے اعضاء و جوارح سے تسبیح و تہلیل کے ذریعہ اس کے شکر کا اظہار کریں اور دعا کریں کہ باری تعالیٰ ہمیں یہ موقع بار بار نصیب فرمائے۔

دوستو......! یہ عید ہے آج ہماری دلوں پر روحانی مسرتوں کا ہجوم ہے، اس میں کسی نفسانی تفریح یا دنیاداری کے جذبات کی آمیزش نہیں ہونی چاہیئے۔ اسی وجہ سے عید منانے والوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ قبرستانوں میں جاکر اپنے مردہ بھائیوں سے بھی ملاقات کریں، ان کو ثواب پہنچائیں، ان سے قریب تر ہوں؛ تاکہ ان کے آخرت کے گھرانے دیکھ کر خود بخود اپنی آخرت کی یاد تازہ ہو جائے اور دنیا میں اس خوشی کے موقع پر ادھر سے دھیان نہ ہٹ جائے۔

عید کا پیغام کیا ہے؟ میرے بھائیو......! ہم نے رمضان المبارک میں بہت سے اعمال پابندی اور اہتمام کے ساتھ ادا کئے ہیں، اس لئے اب ہمارا فرض ہے کہ تاحیات ہم ان پر عمل پیرا رہیں۔ دراصل رمضان المبارک دنیا

کے تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کی زندگی کا بہترین نمونہ پیش کر کے عملی اصول اپنانے کا پیغام دیتا ہے، وہ لوگ اس نکتہ پر ضرور غور کریں، جنہیں خدا اور رسول کی اطاعت مشکل معلوم ہوتی ہے۔

دیکھئے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تجربہ اس بات کا شاہد ہے، لوگ جھوٹ بولنا چھوڑ دیتے ہیں، چوری، زناکاری، دھوکہ دھڑی، فحش باتوں سے پرہیز کرتے ہیں، دن بھر روزہ بھی رکھتے ہیں، رات کے اکثر حصہ میں تراویح سحری اور اعتکاف کی وجہ سے جاگتے بھی ہیں، ذکر و تلاوت بھی کرتے ہیں اور یہ تمام اعمال ان کی تجارت، کھیتی، مزدوری اور پیشے میں آڑے نہیں آتے ؛ بلکہ اور دنوں سے زیادہ کام میں برکت معلوم ہوتی ہے اور یہ برکت رمضان کے بعد چاہ کر بھی کبھی پیدا نہیں ہو پاتی۔ بہر حال ایک مسلمان برابر ایک ماہ تک حقوق اللہ اور حقوق العباد کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے، دنیا کا کام بھی برابر چلتا ہے، اور آخرت بھی بنتی رہتی ہے، خدا اور اس کا رسول بندے سے ہر سال اپنے احکام کی عملی صورت پیش کر کے اس کی باقی زندگی میں یہی نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس موقع پر مجھے آپ سب حضرات کو اس بات کی فکر دلانی ہے کہ اب رمضان رخصت ہو چکا ہے اور اب ہمارا امتحان ہے لہذا اس ایک ماہ کی طرح بقایا دن بھی گذاریں۔ زندگی بہت قیمتی ہے، وقت بہت کم ہے اور کوئی یہ نہیں جانتا کہ اس کی زندگی کا کتنا حصہ باقی ہے؟ ہم لوگ جو یہاں عید گاہ میں موجود ہیں، آپ خود سوچئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ یہ رمضان ہمارا آخری ہو، یہ عید آخری ہو اور یہ دن ہماری زندگی کا آخری دن ہو؛ جب کہ آئے

دن ریلوں، موٹروں، جہازوں اور دیگر سواریوں کے حادثات اور آج کل کیمیائی جنگ کے فسادات میں کتنی ہی جانیں تلف ہوتی ہوئی نظر آتی رہتی ہیں، کیسے کیسے توانا، تندرست جوان، کیسے کیسے ورزشی اور کسرتی پہلوان، کیسے کیسے نوعمر اور نازک اندام نونہال، کیسے کیسے ہنتے کھیلتے بچے جن کی موت کا گزرے ہوئے رمضان میں تصور بھی نہیں ہوتا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس دارِ فانی سے رخصت ہو چلے۔

نامور علمائے کرام جن کے علم و فضل کی شہرت سے ملک و بیرون ملک کی فضا گونج رہی تھی، ممتاز مصنفین جن کے قلم کی ایک ایک سطر کے لئے شوق و عقیدت کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔ مشہور سردارانِ قوم جن کے ہر ہر نقش قدم کو آنکھوں سے لگانے کے لئے کروڑوں عقیدت مندوں کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں، کیسے کیسے مقدس بزرگان دین اور علمائے متین جن کے زہد و ورع پر انسانیت کو ناز تھا۔ محبت کرنیوالے شوہر، جان قربان کرنیوالی بیویاں، مامتا کی ماری ماں، سعادت مند بیٹے اور خدمت گذار بیٹیاں، جگری دوست، بڑے بڑے حکیم، ڈاکٹر، سرجن جن کے فن شفا پر خود ان کو کیا پوری قوم کو ناز تھا۔ لیکن ہزار کوششوں کے باوجود علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور دوا ساز گار نہیں ہوئی، ذرا سی دیر میں ہم جیسا انسان بے جان مردہ ہو گیا، بے حس و حرکت جسم، ٹوٹے پھوٹے تخت پر ڈالدیا گیا، بادشاہ اور حاکم وقت جس کے سامنے نظریں اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے، جیسے چاہا نہلا دیا، شاہی خلعت اور رنگ برنگی خوشنما لباس کے بجائے جیسا چاہا لباس (کفن) پہنا کر نماز جنازہ پڑھ کر کسی سنسان اور وحشت ناک جنگل میں (قبرستان)

ہزاروں ٹوٹی پھوٹی قبروں کے پاس دفنا دیا اور نہ بوجھ سہنے والی مٹی کا وزن اوپر سے ڈال کر سب نے مرنے والے کو اکیلا چھوڑ دیا اور وہ بیوی جو روتے روتے غم میں دیوانی ہو رہی تھی، بوڑھے ماں باپ، بہن بھائی جو کہ رنج و غم میں نڈھال ہو رہے تھے، وہ تمام رشتہ دار جن کے لئے مردہ جان و مال قربان کرتا تھا، دم نکلتے ہی سب نے آنکھیں پھیر لیں، اب اس مردہ کو رکھنے کو کوئی تیار نہیں، جلد سے جلد تاریک گڑھے میں ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

اے مسلمانو......! ذرا غور کرو ہر مرنے والے کی موت ہمارے لئے کتنا نصیحت کا سامان رکھتی ہے؛ لیکن ہائے افسوس ہماری غفلت کہ آئے دن قدرت کا یہ تماشہ دیکھتے ہیں اور پھر بھی نہیں سوچتے کہ آخر ہمیں بھی ان منزلوں سے گذرنا ہے اور ہماری زندگی کا انجام بھی یہی ہونا ہے، دوسروں کو دنیا سے جاتے دیکھ کر بھی سفر آخرت کی فکر پیدا نہ ہونا کتنی بڑی احمقانہ حرکت ہے۔

دوستو!...... آج ہم سب لوگ نہا کر آئیں ہیں، ایک وقت وہ ہوگا جب ہم اس دنیا میں آخری مرتبہ نہائیں گے نہیں بلکہ نہلائے جائیں گے، آج ہم نے نئے کپڑے پہنے ہیں، اس دن ہمیں نئے کپڑے پہنائے جائیں گے، آج ہم نے خوشبو لگائی ہے، اس دن ہمارے اس آخری لباس پر خوشبو لگائی جائے گی، آج ہم نماز پڑھنے کے لئے گھر سے نکل کر آئے ہیں، اس دن لوگ ہم کو گھر سے لیکر جائیں گے اور بجائے اس کے کہ ہم خود نماز پڑھیں ہماری نماز پڑھی جائیگی، اس کے بعد ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسی جگہ پہنچا دیا جائیگا کہ وہاں سے راستہ اللہ کے یہاں جاتا ہے اور یہ سفر کی سب سے سخت

اور پہلی منزل ہوگی۔

معزز بزرگو اور دوستو......! ہمیں اس سفر آخرت کی فکر آج اور اسی وقت کرنی ہے آج کا کام کل پر ٹالنا جہالت ہے، جو کرنا ہے ابھی سے نیت کیجئے، باری تعالیٰ ہر قدم اور ہر موڑ پر پھر آپ کی مدد فرمائیں گے۔ بس پختہ عزم کر لیجئے۔ جس جدید معاشرہ اور موڈرن لوگوں سے آپ شریعت پر عمل کرنے میں شرماتے ہیں، وہ صرف آپ کا ساتھ آپ کی آنکھ بند ہونے تک ہی دے سکتے ہیں، پھر آپ کے اعمال ہی کام آئیں گے۔ آج اگر کسی پر فالج پڑ جائے، ہاتھ پاؤں لنج ہو جائیں، یا کاروبار ٹھپ ہو جائے یا کوئی بد نام ہو جائے، لوگ جیتے جی ہی اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، مگر اللہ! اللہ ہر حال میں، ہر موقع پر بندے سے محبت کرتا ہے اور اس کا ساتھ دیتا ہے، بشرطیکہ بندہ اللہ کی محبت کی قدر کرے اور قدر کرنا یہ ہے کہ ہر نعمت کا شکر ادا کرے، جن چیزوں کو اس نے کرنے کا حکم دیا ان کو کرے اور جن چیزوں سے منع کیا اس سے رک جائے۔

بہر حال عید کا پس منظر آپ کے سامنے آگیا کہ رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں میں ہم نے جو کچھ بھی اعمال کئے ہیں اور جو مزدوری کی ہے یہ دن اس مزدوری کے دینے کا دن ہے آج معافی کا عام اعلان ہے، اس خوشی کے موقعہ پر ہمیں شریعت کی روشنی میں اپنی خوشی کا اظہار کرنا چاہئے، یعنی معمولات پیغمبر ﷺ کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہئیے، خرافات و رسومات سے پرہیز کرنا چاہیئے آج عام معافی کے دن جو شخص ناچ گانا، رقص و سرود یا اور کوئی فحش کام کریگا، یاد رکھو کہ وہ اللہ کے غضب کو دعوت دے رہا ہے، وہ گویا

کہ اللہ کو چڑا رہا ہے، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

اس لئے اللہ سے ڈرتے ہوئے آنیوالے دنوں میں آخرت کی پوری تیار کرنی چاہئے جیسا وقت ہم رمضان المبارک میں گذار چکے ہیں اب بھی گیارہ مہینہ تک وہی مشق جاری رہنی چاہئے، اس لئے وقت کا انتظار نہ کرو کیونکہ وقت آپ کا انتظار نہیں کر سکتا۔ یہی عید الفطر کا پیغام ہے۔

اسی لئے اللہ کے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی اور ہماری عید یہی ہے۔ جس نے ان باتوں سے فائدہ نہ اٹھایا اور عمل نہ کیا گویا اس کی یہ عید نہیں۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے (آمین) و ما علینا الا البلاغ۔

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے

در تری رحمت کے ہیں ہردم کھلے

عید الاضحی

اور ضیافتِ مولیٰ

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مد ظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مد ظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

جذبہ قربانی سے سرشار
حضرت شیخ فتح ابن علی موصلیؒ

بیان کیا جاتا ہے کہ عید کے دن جب آپ نے لوگوں کو
قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میرے پاس
کچھ نہیں ہے۔ جس کو میں تیری راہ میں قربان کر دوں بس میں یہ کر
سکتا ہوں۔ چنانچہ انگلی اپنے حلقوم پر رکھی اور گر پڑے لوگوں نے
بڑھ کر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی تھی ایک سبز رنگ کی
لکیر آپ کے حلقوم پر تھی۔

﴿مرتب﴾

عیدالاضحیٰ
اور
ضیافت مولیٰ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم . اما بعد : قال الله تبارک و تعالی فی القرآن العظیم : اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم ، بسم الله الرحمن الرحیم . وَ اِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ .

آج بھی گر ہو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا!

محترم حاضرین اور عزیز ساتھیو!

میں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن حکیم کی ایک مختصر سی آیت تلاوت کی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ آزمایا ابراھیم کو اس کے پروردگار نے، چند باتوں میں، تو اس نے ان کو پورا کر دکھایا۔

محترم بزرگو!...... آپ دیکھتے، سنتے چلے آرہے ہیں کہ میں چند دنوں سے حج بیت اللہ کے متعلق گفتگو کر رہا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حج کے

Scanned by CamScanner

مہینے ہیں حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ حج کے مہینے ہیں اور ان سے قبل ماہِ رمضان آتا ہے اور رمضان کے مہینے میں اللہ نے روزے فرض کئے ہیں قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے روزوں کی غرض و غایت لعلکم تتقون بیان کی ہے اور یہ بھی اللہ نے عجیب ترتیب رکھی ہے کہ رمضان المبارک کے فوراً بعد حج کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور شوال ہی سے اس کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔

اور یہ دنیا کا بھی قاعدہ ہے کہ پروگرام جتنا اہم ہوتا ہے، اس کی تیاریاں بھی اتنے ہی پہلے اور اسی شان کے مطابق ہوتی ہیں۔ مثلاً: ہمارے ملک میں ہر سال ۱۵ اگست یا ۲۶ جنوری کا پروگرام ہوتا ہے، تو مہینوں پہلے اس کی تیاریاں ہوتی ہیں اور حکومت کا ہر شعبہ اس پر اپنی تمام توانائی صرف کر دیتا ہے، اسی طرح حج بیت اللہ بھی اللہ کا سب سے بڑا سالانہ پروگرام ہوتا ہے تو اس کی تیاریاں بھی تین ماہ پہلے سے شروع ہو جاتی ہیں۔

ذی الحجہ کے فضائل: اس لئے ظاہر بات ہے کہ اسلامی اعتبار سے یہ ایام کتنی اہمیت کے حامل ہوں گے؟ اس کا اندازہ بھی ہم جیسے کم فہم لوگ کہاں لگا سکتے ہیں؟

بلکہ حضور پرنور محمد عربی ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے، ان ایام کے جو فضائل بیان فرمائے ہیں، وہی دراصل کما حقہ ان کا معیار ہیں۔

☆ بخاری شریف کی ایک روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ذی الحجہ کے شروع کے دس دنوں میں کیا جانے والا ہر نیک عمل اللہ کو اتنا

محبوب ہے کہ دوسرے دنوں میں اتنا نہیں۔

☆ ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: کہ ماہ ذی الحجہ میں پہلے عشرہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ہر رات کا جاگنا شبِ قدر کی رات کے جاگنے کے برابر ہے۔

☆ اور اسی طرح آپ ﷺ نے یوم عرفہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ رکھو تاکہ تمہارے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں۔

عیدِ قرباں کا پس منظر: محترم بزرگو............! عالم مسلمانوں کے لئے اس مہینہ میں جو سب سے زیادہ مسرت اور خوشی کا سامان ہے، وہ عید الاضحیٰ ہے، یعنی قربانی کی عید، پورے سال میں مسلمانوں کے دو تہوار ہوتے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔

عید الفطر تو روزہ، تراویح، شبِ قدر اور اعتکاف جیسی اہم ترین عبادتوں کے صلہ میں عطا کی گئی ہے؛ لیکن عید الاضحیٰ دراصل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار ہے، یہ ان کی بے مثال قربانیوں کی یادگار ہے۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اول ترین عبادت قرار دیکر اس کا احترام تمام مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے اور تمام ہی مسلمانوں کو اس کے اہتمام کی تاکید بھی کی ہے۔

یوں تو دنیا میں ہزاروں افراد قربانیاں دے چکے ہیں، ہر مذہب اور ہر معاشرہ میں قربانیاں دی جاتی رہی ہیں اور دی جاتی رہیں گی؛ لیکن سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو جو مقام اور جو مرتبہ بارگاہِ صمدی میں عطا ہوا، وہ کسی اور کی قربانی کو کہاں؟

Scanned by CamScanner

آپ کی ایسی ہی عظیم قربانی کی یاد میں یہ عید...... عید الاضحیٰ عطا کی گئی ہے دنیا کی دوسری قومیں بھی عیدیں مناتی ہیں، ہر مذہب اور ہر سماج و معاشرہ میں مختلف رسم ورواج کے ساتھ عیدیں منائی جاتی ہیں، لیکن اکثر و بیشتر ان کے اسباب اور پس منظر انتہائی مکروہ اور نا قابلِ بیان ہوتے ہیں، جن پر انسانیت چیخ اٹھتی ہے، زمین قہر خداوندی سے پناہ مانگتی ہے اور آسمان انسانی عقل پر ماتم کرتا ہے۔

اسلئے کہ کہیں معصوم بچوں کا خون بہا کر، خوشی منائی جاتی تھی، تو کہیں بیٹیوں کو زندہ درگور کر کے جشن منایا جاتا تھا، کہیں جواں سال دوشیزاؤں کو برہنہ اور ننگا کر ان کی عصمتوں کو تار تار کیا جاتا ہے، تو کہیں ستی اور جھوٹی عزت کی خاطر دیوی دیوتاؤں پر اپنے تن، من، دھن کی بھینٹ چڑھائی جاتی تھی۔

لیکن مذہب اسلام میں ایسی کسی غیر انسانی حرکت پر عید نہیں منائی جاتی ؛ بلکہ یہاں تو ہر عید میں اللہ کی رضا و خوشنودی کو حاصل کیا جاتا ہے

آج سے چودہ سو سال پہلے آقائے رحمت محمد عربی ﷺ قوم کو گمراہی کے گہرے غار سے نکالنے کے لئے تشریف لائے اور آپ نے امت کی صلاح و فلاح کی بنیاد رضائے الٰہی پر رکھی، چنانچہ جب آپ ﷺ مدینۃ المنورہ میں قیام پذیر ہوئے، تو آپ نے دیکھا کہ لوگ زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں پر تہوار مناتے ہیں، ناچتے گاتے اور ڈھول تاشوں کا اہتمام کرتے ہیں اسی وقت اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ جاہلیت کی باتیں ہیں) آج سے تمام مسلمان سال میں صرف دو عیدیں منایا کریں: ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔

اس دوسری عید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار قربانی کو مخصوص کیا گیا اور اسے شعائرِ اسلام بتایا گیا جب مسلمان یہ قربانی کرتا ہے تو اس کا ضمیر جاگ اٹھتا ہے اور وہ اللہ کے لئے اپنی تمام جائداد و مال کو آسانی سے قربان کر ڈالتا ہے؛ بلکہ راہ خدا میں اپنا سب کچھ لٹانے کے بعد بھی کف افسوس ملتا رہتا ہے افسوس کہ میں حق نہ ادا کر پایا۔

اقوام عالم کا تذکرۂ قربانی: باری تعالیٰ نے قوموں کے مزاج اور ان کی طبیعتوں میں قربانی کا مادہ ودیعت کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں قربانی ہوتی رہی اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے، سب سے پہلے سیدنا حضرت **آدم** علیہ السلام کے دو صاحبزادوں نے قربانی پیش کی قرآن حکیم میں **ارشاد باری** تعالیٰ ہے:

إذ قرّبا قُرْبَاناً فتُقبِّلَ منْ أحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقبَّلْ مِنَ الآخرِ.

﴿"جبکہ قربانی دی دونوں نے سو قبول کر لی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کی اور دوسرے کی نامنظور کر دی"﴾

محترم بزرگو اور میرے بھائیو! ہابیل اور قابیل کی سب سے پہلی قربانی کے بعد پھر ہر آنے والی قوم اور ہر امت قربانی دینے لگی۔ قرآن میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

و لِكُلِّ أُمّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكاً لِّيَذْكُرُوا اسْمَ الله عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الانْعَام.

﴿"ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کو ضروری قرار دیا تھا؛ تا کہ وہ بطور شکرانہ یادِ الٰہی میں مشغول ہوں، کیونکہ ہم نے ان کے لئے قربانی کے جانور عطا کئے ہیں﴾

مؤرخین نے لکھا ہے کہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک لاکھ بھیڑوں اور بائیس ہزار بیلوں کو رضائے الٰہی کی خاطر قربان کیا تھا۔

یہودیت و عیسائیت پر بھی قربانی کا لبادہ چڑھا ہوا ہے حالانکہ وہ مذاہب مسخ اور منسوخ ہو چکے ہیں۔

اسی طرح یونان کی تاریخ بھی کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے، ان کا عقیدہ یہ تھا کہ دیوی دیوتاؤں کے نام پر خون بہا دینے سے یا گوشت نذر کر دینے سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور تمنائیں بر آتی ہیں اور رومیوں کے افکار و خیالات، عقائد و نظریات بھی دوسری بے راہ قوموں سے الگ نہیں ہیں اسی طرح اہل مصر کی تاریخ ابھی حال ہی کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ خلافت ہے آپ نے حضرت عمر بن العاص کو گورنر بنا کر بھیجا آپ نے دیکھا کہ مصر کے لوگ دریائے نیل کے خشک ہو جانے پر ایک جواں سال دوشیزہ کو دولہن بنا کر اس کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اس مکروہ رسم کو حضرت عمر فاروقؓ کے خط کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ختم فرمایا۔ اور آپ حضرات کو یہ جان کر بے حد تعجب ہوگا کہ خود آقا و مولیٰ تاجدار بطحا محمد عربی ﷺ کے والد محترم کی پرورش بھی محض اسی لئے ہو رہی تھی کہ ان کو عرب کے قدیم رسم و رواج کی خاطر قربان کیا جائے گا

ایک تاریخی قربانی: چنانچہ تاریخ کے اوراق پلٹنے سے واقعہ کا جو پس منظر سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ قریش اپنے بتوں کو بہت مانتے تھے کعبہ کی تولیت انہی کے سپرد تھی جو اس وقت بتوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا جس میں تقریباً تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے کسی کا نام لات تھا کسی کا عزیٰ.........

بتوں میں ایک سب سے بڑا بت ہبل بھی تھا تمام عرب ہبل سے لڑکے پیدا ہونے کی دعائیں مانگا کرتے تھے نذریں چڑھائی جاتی تھیں اور یہ دستور بن گیا تھا کہ ہر شخص ۹ ر لڑکوں کے بعد دسویں لڑکے کو ہبل بت کی بھینٹ چڑھایا کرتا تھا متولی کعبہ حضرت عبد المطلب کے یہاں دسواں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا دستور کے مطابق اس کے جوان ہونے کا انتظار کیا جانے لگا تاکہ ہبل کی نذر پوری کر دی جائے۔

ادھر حضرت عبد اللہ کے اخلاق و عادات اور ان کی رفتار و گفتار نے سبھوں کے دل موہ لئے تھے شاعری کا فن ان کو خدا نے ایسا عطا فرمایا تھا کہ مثال نہ رہی لوگ انکی مردانی صورت کی بھی بہت تعریف کیا کرتے تھے عبد المطلب بھی اپنے ہونہار فرزند کے انداز و اطوار سے بہت خوش ہوتے تھے اور ان کی بے مثال شاعری پر فخر کیا کرتے تھے مگر جب جب عرب کے دستور کا خیال آتا تھا تو بدن کانپ اٹھتا، دل انکار کرتا مگر رسم و رواج کے بندھنوں کے سامنے مجبور تھے۔

حضرت عبد اللہ کی قربانی کا وقت جوں جوں قریب آتا گیا عبد المطلب کی نیند حرام ہوتی چلی گئی حسنِ اتفاق ایک کاہنہ نے مشورہ دیا اور کہا کہ بیٹے کے بدلے اونٹ کی قربانی دے دو سب کو اس عورت کی یہ رائے پسند آئی چنانچہ نذر پوری کرنے کے لئے ایک طرف حضرت عبد اللہ کو رکھا گیا اور دوسری طرف دس اونٹ، اب فال کے تیر چلائے گئے سوئے اتفاق کہ قرعہ حضرت عبد اللہ کے نام پر پڑا۔ لوگوں کو بڑا افسوس ہوا چنانچہ دوبارہ تدبیر کی گئی اور اونٹوں کی تعداد دوگنی کر کے پھر قرعہ ڈالا گیا اس مرتبہ بھی قرعہ حضرت عبد

اللہ کے نام پر ہی نکل آیا چنانچہ تیسری مرتبہ تدبیر کی گئی اور اونٹوں کی تعداد دوگنی کر کے پھر قرعہ ڈالا گیا مگر کامیابی اس بار بھی نہیں ملی چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور دسویں مرتبہ جا کر قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلا لوگ خوشی کے مارے جھوم اٹھے اب حضرت عبد اللہ کے بدلے اونٹوں کو قربان کر دیا گیا۔

اسلامی تعلیمات کا امتیازی پہلو: میرے عزیزو..........! اسلام میں اس طرح کی تمام خرافات اور تباہ کر دینے والے تمام رسم ورواج کو ختم کر دیا گیا اور ایک سیدھا سچا اور صاف ستھرا راستہ دکھلانے کے بعد کہہ دیا گیا۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْناً.

﴿آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے﴾

اب جو لوگ مسلمان ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں انھیں جوان بیٹیوں کی عزتوں سے کھلواڑ کرنے کی ضرورت نہیں معصوم بچوں یا نوجوان بیٹوں اور بیٹیوں کا خون بہانے کی ضرورت نہیں۔

بلکہ انھیں حکم ہے کہ وہ سیدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کریں اور ان کی سنت یہ ہے کہ جس پر قربانی کرنا واجب ہو وہ اپنی طرف سے ایک جانور آج کے دن محض رضائے الٰہی کی خاطر قربان کرے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربان کیا تھا۔

ابتلا اور آزمائش کا طویل سلسلہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام ان جلیل

القدر پیغمبروں میں سے ہیں جن کا مرتبہ اور درجہ اوروں سے بہت بلند ہے اللہ پاک نے آپ سے خوش ہو کر خلیل لقب عطا فرمایا، یعنی دوست، ظاہر بات ہے کہ اللہ کا دوست تو وہی ہو سکتا ہے جو اس کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ تیاگ دینے اور تج دینے کے لئے تیار رہتا ہو اللہ نے ان سے جو مانگا وہی دے دیا جو چاہا وہی کر دیا اور اس کی پرواہ نہیں کی کہ مجھ پر کیا گذرے گی قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

﴿(وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ حضرت ابراہیم کا امتحان کیا چند باتوں میں اس کے پروردگار نے تو اس نے ان کو پورا کر دکھایا﴾

آیت مبارکہ سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اللہ پاک نے کوئی ایک امتحان نہیں لیا بلکہ بہت سی سخت آزمائشوں سے آپ کو گذرنا پڑا ہے۔

آپ کا خاندان حتی کہ پوری کی پوری قوم بت پرستی میں مبتلا تھی اس کے عقائد ورسومات سے الگ ایک دین حنیف آپ کو عطا کیا گیا اور اس کی تبلیغ و دعوت کا حکم دیا گیا وہ قوم جو برسہا برس سے بتوں کو سجدے کرتی چلی آرہی تھی اور جس نے بادشاہِ وقت نمرود کو اپنا خدا مان رکھا تھا ظاہر ہے کہ وہ ایک حرفِ غلط کی طرح بھی ایک لفظ اس کے خلاف سننا برداشت نہیں کر سکتی تھی چنانچہ جب آپ نے ہمت و جرأت کے ساتھ قوم کو خدائے وحدہ لاشریک لہ کی طرف بلایا اور عملی طور پر بتوں کی پرستش کے خلاف جہاد کیا تو پوری کی پوری قوم آگ بگولہ ہو گئی نمرود اور اس کی قوم نے آپ کو آگ میں ڈال کر زندہ جلا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

سامعین کرام..........! ذرا سوچئے تو سہی کہ ایک پیغمبر پر انسان ہونے کے ناطے کیا گذری ہو گی ابھی اسکی تبلیغ ودعوت کا پہلا ہی مرحلہ تھا اور اسی میں اتنی زبردست کڑی آزمائش میں ڈال دیا گیا۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی کی خاطر بے خوف وخطر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار کر لیا وہ وقت آیا اور پوری قوم نے جمع ہو کر آگ دہکائی جب اس کی لپٹیں آسمان کو چھونے لگیں تو آپ کو اس میں پھینک دیا گیا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق!
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عقل ابھی تک محوِ حیرت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام یہ سب کیسے کر بیٹھے، باری تعالیٰ نے بھی جب اپنے خلیل کو اس امتحان میں کامیاب پایا تو حکم دیا:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلٰمًا عَلٰى إِبْرَاهِيمَ

﴿ ''ہم نے کہا کہ اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا'' ﴾

چنانچہ اللہ کا حکم ملنا تھا کہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بعافیت باہر آ گئے.......... لیکن ابھی پروردگارِ عالم کو کچھ اور ہی منظور تھا حکم ملا.......... اے ابراہیم (اب تمہاری دوسری آزمائش ہے اس لئے) اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر ملکِ شام کی طرف ہجرت کر جاؤ.......... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی کی خاطر قوم ووطن کو بھی خیرباد کہہ دیا اور مع اہل وعیال ہجرت کر کے ملک شام چلے آئے خدا کی شانِ بے نیازی بھی بڑی عجیب ہے کہ ابھی ملک شام کی سرزمین

پوری طرح راس نہ آئی تھی پھر حکم ہوا.......... اے ابراہیم......! یہاں سے بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیل کو لے کر کوچ کر جاؤ.......... جبرئیلِ امین آئے اور اس چھوٹے سے خاندان کو ساتھ لے کر چل دیئے راستہ میں جہاں کہیں سرسبز وشاداب جگہ آئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے...... یہیں رک جائیں...... جبرئیلِ امین جواب دیتے...... یہاں کا حکم نہیں ہے...... چلتے چلتے ایک چٹیل بیابان، گرم ریگستان اور بے آب وگیاہ جنگل آ جاتا ہے۔ حفیظ جالندھری نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

وہ صحرا جس کا سینہ آتشیں کرنوں کی بستی ہے
وہ مٹی جو صدا پانی کی صورت کو ترستی ہے
وہ صحرا جس کی وسعت دیکھنے سے ہول آتا ہے
وہ نقشہ جس کی صورت سے فلک بھی کانپ جاتا ہے

بالآخر جہاں چرند نہ پرند نہ مکان نہ آبادی، ایسی سنسان جگہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اتار دیا گیا اور امتحان اسی پر ختم نہیں ہوا بلکہ حکم ملا کہ بیوی اور بچے کو یہیں چھوڑ دو اور خود ملک شام واپس ہو جاؤ۔

اتنا سنتے ہی اللہ کے خلیل حکم کی تعمیل میں اٹھ کھڑے ہوئے ایک پانی کا مشکیزہ اور کھجوروں کی ایک تھیلی رکھ کر فوراً واپس چل دیئے بیوی نے گھبرا کر دامن پکڑ لیا اور عرض کرنے لگی، آپ ہمیں اکیلے کہاں چھوڑے جاتے ہیں یہاں تنِ تنہا اور اکیلے ہم کیسے رہیں گے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام صبر واستقلال کے پہاڑ تھے، نہ آنکھ سے آنسو چھلکے، نہ زبان پر شکوہ آیا نہ بیوی کی بے بسی اور نالہ وفریاد سے ڈگمگائے، بلکہ پیغمبرانہ عزم وحوصلے سے فرمایا...... مرضیٔ مولیٰ یہی ہے۔ سیدہ ہاجرہ نے زمین وآسمان کے مالک کا نام سنا

تو فوراً دامنِ خلیل چھوڑ دیا اور یوں گویا ہوئی۔

اے پیغمبر خدا جو آتشِ نمرود میں آپ کی حفاظت کر سکتا ہے وہ مجھے بھی اس بیابان جنگل میں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ بیوی اور بچہ آنکھوں سے او جھل ہو گئے تو پیغمبرؑ نے اس وادی میں ایک درد آمیز اور رقت و سوز میں ڈوبی ہوئی دعا مانگی کہ عرش تا فرش اس کی اثر انگیزی سے دہل گئے۔ نہایت ہی گریہ وزاری سے بارگاہِ صمدی میں یوں گویا ہوئے، جس کا نقشہ حفیظ جالندھریؒ نے اس طرح کھینچا ہے۔

سحر کے وقت ابراہیم نے اٹھ کر دعا مانگی
سکونِ قلب مانگا، خوئے تسلیم و رضا مانگی
کہ اے مالک عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں
اسی سنسان وادی میں انھیں روزی کا ساماں دے
اسی بے برگ و سامانی کو شانِ صد بہاراں دے
الٰہی نسلِ اسماعیل بڑھ کر قوم ہو جائے
یہ قوم اک روز پابندِ صلوٰۃ و صوم ہو جائے

وقت بڑی تیزی سے گذرتا چلا گیا۔ رہ رہ کر بیوی اور بچے کا خیال آتا تھا آنکھیں دیدار کو ترستی تھیں............ باری تعالیٰ کو پھر سے اپنے خلیل کا امتحان مقصود ہوا اور یہ ایسا امتحان تھا جس نے عقل و دانش کے تمام دریچوں کو بند کر دیا انسانیت کے ہوش و حواس اس وقت باختہ ہو جاتے ہیں جب ابراہیمؑ کے اس امتحان کا منظر نامہ پیش کیا جاتا ہے وہ الفاظ نہیں ملتے جن سے قلبی جذبات کا

پوری طرح اظہار کیا جا سکے اس کا درد وہی محسوس کر سکتا ہے جس کی اکیلی، اکلوتی ہونہار اولاد ضعیف العمری کے عالم میں اس کی آنکھوں کے سامنے ہی اس دارِ فانی سے رخصت ہونے لگے۔

پروردگارِ عالم نے حکم دیا۔ اے ابراہیم جاؤ، وہیں اور اسی وادی میں اس بچے کو ہمارے لئے ذبح کر دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آخر خلیل تھے سمجھ گئے کہ مالک نے پھر بندے کا امتحان فرمایا ہے، دوڑتے ہوئے آئے اور پہاڑی پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ اسمٰعیل میرے بیٹے، ادھر آؤ۔ اور فرمایا:

يٰبُنَيَّ إِنِّيٓ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى

حفیظ جالندھری نے اپنے الفاظ میں اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے!
کتابِ زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام پر تیرے لہو سے ہاتھ بھرتا ہوں

بیٹا ایک نیک صالح اور بردبار فرزند تھا نیاز مندی سے فرمانِ باری پر سر تسلیم خم کر دیا اور یوں گویا ہوا:

يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ

﴿ "اے ابا جان! آپ وہ کام کر گذریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے" ﴾

پدر اور پسر اس جگہ پہنچے جہاں یہ حیرت انگیز اور روح فرسا کارنامہ انجام دیا جانا تھا باپ نے حضرت اسمٰعیل کو رسی سے مضبوط باندھ کر زمین پر

لٹادیا اور اپنی آنکھوں پر پٹی کھینچ لی اور ہاتھوں میں تیز چھری سنبھالی، اس کے بعد گھٹنے سینے پر رکھ کر چھری حلقوم اسمٰعیل پر چلادی یہ منظر شاید کائناتِ عالم نے پہلی بار دیکھا تھا اس لئے پورا عالم محوِ حیرت تھا۔

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بے چارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ

زمین کا ذرہ ذرہ اس منظر سے لرزہ براندام تھا فرشتے انگشت بدنداں تھے ستاروں نے حیرت سے آنکھیں موندلی تھیں زمین و آسمان کی روح کانپ اٹھی تھی، چھری حلقوم اسمٰعیل پر چلتی ہی نہ تھی تیز کرتے پھر چلاتے اسی کشمکش میں تھے کہ باری تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور فوراً فضا میں نغمگی بکھیرتی ایک آواز سنائی دی:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

﴿"اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور یہ ایک بڑا امتحان تھا (تمہاری قربانی ہمیں منظور ہے)﴾ لو اب یہ دنبہ حاضر ہے اس کو ذبح کر دو۔

یہ طاعت اور قربانی ہوئی منظور یزدانی
کہ جنت سے یہ برّہ آگیا ہے بہر قربانی

حاضرین مجلس..........! یہ ہے وہ تاریخی یادگار جو ملتِ مسلمہ کی رگ و پے میں بسی ہوئی ہے اور جس کو امت ہر سال سنتِ ابراہیمی کے نام سے مناتی ہے۔

قربانی کا مقصد: دوستو..........! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی مسلسل قربانیوں کا آئینہ ہے جس میں ایثار و اخلاص کے وہ نمونے نظر آتے ہیں جو ایک سچے اور مخلص دوست کے اندر پائے جاتے ہیں ہر سال سنتِ ابراہیمی کو زندہ

کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی زندگی سے سبق حاصل کریں کیونکہ صاحبِ ایمان کی پوری زندگی قربانی کی بنیاد پر تعمیر ہوتی ہے اور اسلامی زندگی کی خشتِ اوّل ہی اسی ایثار اور فدائیت کے تصور پر قائم ہے اس لئے جب کوئی انسان اللہ کے لئے قربانی پیش کرتا ہے تو یاد رکھو کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی قدردان نہیں جب کوئی عمل اللہ کے لئے کیا جاتا ہے تو اللہ سے بڑھ کر کوئی نوازنے والا نہیں ہے۔

میرے بزرگو اور بھائیو......! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جب تم اللہ کے لئے اپنی جان یا مال یا وقت کی قربانی پیش کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ﴿"اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"﴾

جیسے ہر موڑ اور ہر قدم پر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد فرمائی قربانی صرف یہ نہیں ہے کہ جب عیدالاضحی آئی تو ہم نے ایک جانور ذبح کر دیا بلکہ یہ قربانی ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اپنا سب کچھ قربان کر دیں رضائے الٰہی کی خاطر جب کچھ کر گذرنے کے ہمارے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں تو یہ قربانی ہر سال آکر انھیں پھر سے گرما دیتی ہے۔

قربانی کے فضائل:

یہ عجیب رسم دیکھی کہ بروزِ عید قرباں
وہی قتل بھی کرے ہے، وہی لے ثواب الٹا

خدا کی خدائی کا راز خدا جانے یہ ماجرا عجیب ہے، خون بہانے والے کو الٹا ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ اللہ کے آخری پیغمبر محمد ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ اللہ کے نبی! قربانی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا قربانی تمہارے باپ حضرت

Scanned by CamScanner

ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے صحابہ کرام نے پھر سوال کیا۔ اللہ کے نبیؐ؟ ہمیں اس سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، جانور کے بدن پر جتنے بھی بال ہوں گے اتنی ہی نیکیاں تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی۔ ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا خون کا ایک قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے تمہارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

میرے بزرگو اور بھائیو......! خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کا یہ حکم پورا کرتے ہیں اور جانور کے ہر ہر بال کے عوض نیکی پاتے ہیں۔ ایک جانور کے جسم پر بے شمار بال ہوتے ہیں اندازہ کیجئے کہ ان کے نامہ اعمال میں کتنی نیکیاں لکھدی جاتی ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا خوش خبری ہو سکتی ہے کہ خون کا ایک قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے قربانی کرنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

اور بد نصیب ہیں وہ لوگ جو باوجود استطاعت اور قدرت کے قربانی نہیں کرتے اللہ کے نبی ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید ارشاد فرمائی ہے کہ "جو شخص باوجود وسعت و قدرت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے"

اس لئے میرے عزیزو! قربانی اللہ کی رضا کا اہم ترین ذریعہ ہے اور بہترین عبادت ہے اس کو انتہائی نیاز مندی اور خلوص کے ساتھ ادا کیا کریں ایک سالانہ قربانی پورے سال ضمیر کو بیدار اور ایمان کو تازہ رکھتی ہے قربانی کے بغیر ایمانی حمیت وغیرت مردہ ہو جاتی ہے تاریخ شاھد ہے کہ جن لوگوں نے قربانی کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا، ان کے قلوب مردہ ہو گئے اور وہ اپنا نام ونشان کھو بیٹھے۔

قربانی کے ذریعہ باری تعالیٰ جذبہ ایمان کو ٹٹولتے ہیں کیونکہ اللہ کو

قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ وہ صرف مؤمن کی پرہیز گاری اور تقویٰ کو دیکھتا ہے، قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

﴿"اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانی کا گوشت اور خون نہیں ملتا بلکہ وہ تمہارے تقویٰ اور پرہیز گاری کو دیکھتا ہے"﴾

دوستو......! یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ انسان سے تقویٰ طلب کرتا ہے لیکن گوشت اور کھال کو بھی ضائع نہیں کرتا بلکہ عید الاضحیٰ میں خالق ومالک کی طرف سے تمام مومنوں کی ضیافت کی جاتی ہے کہ اے مسلمانو آج خدا کے دستر خوان سے کھاؤ ورنہ اگر اللہ چاہتا تو اس گوشت کو زیر زمین دفن کرنے کا حکم بھی دے سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ قربانی کے گوشت میں اعزہ و اقربا، غریبوں اور مسکینوں کا حصہ تقسیم فرمادیا اور اسطرح ہر سال ہم قربانی کر کے اللہ کے دستر خوان سے کھانا کھاتے ہیں، یعنی عید الاضحیٰ میں گویا کہ ضیافتِ مولیٰ ہوتی ہے اور ہم سب اس دن مہمان ہوتے ہیں دعا کیجئے کہ خداوند قدوس ہمیں تاحیات یہ فریضہ انتہائی اہتمام واحترام کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔ آمین۔

وآخرو دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

قربانی کے مسائل

قربانی کن لوگوں پر واجب ہے؟ (۱) قربانی کرنا ہر ایسے شخص پر واجب ہے جو مسلمان اور مقیم ہو یعنی شرعی مسافر نہ ہو اور ضرورت اصلیہ کے علاوہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو خواہ مال نقد ہو یا اسباب (۲) اور قربانی واجب ہونے کے لئے اس مال پر ایک سال گذرنا یا تجارتی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اگر کوئی قربانی کے آخری دنوں میں کسی طرح اتنے مال کا مالک ہو گیا تب بھی قربانی واجب ہے اسی طرح اگر بارھویں ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے سے قبل مسلمان ہو جائے یا مسافر مقیم ہو جائے اور وہ بقدر نصاب مال کا مالک بھی ہو تب بھی قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی کا وقت: (۱) دسویں ذی الحجہ سے لے کر بارھویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک قربانی کا وقت ہے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہترین دن دسویں تاریخ ہی ہے پھر گیارہویں پھر بارہویں۔

(۲) شہر اور قصبہ کے لوگوں کے لئے عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے البتہ گاؤں میں جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو وہاں صبح صادق کے بعد بھی قربانی کرنا درست ہے مستحب سورج نکلنے کے بعد ہے۔

(۳) قربانی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تک جب جی چاہے کرے رات میں یا دن میں البتہ رات میں مکروہ تنزیہی ہے۔

قربانی کے جانور کے شرائط اور اوصاف: (۱) شرعی طور پر

بھیڑ، بکری، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھیسا اور اونٹ کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی درست نہیں۔

(۲) بھیڑ، بکری اور دنبہ کے علاوہ باقی جانوروں میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو یہ بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور سب کی نیت ثواب کی ہو اگر کسی کی نیت گوشت کی ہو گی یا کسی ایک کا بھی حصہ کم ہو گا تو ہرگز کسی طرح بھی کسی کی قربانی نہ ہو گی۔

(۳) قربانی کے لئے جانور کسی نے اس نیت سے خریدا کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اسے بھی شریک کر لیں گے خریدنے کے بعد کچھ اور لوگ مل گئے تو ان کو شریک کرنا درست ہے اور اگر خریدنے کے وقت یہ نیت نہ تھی بلکہ اپنی ہی طرف سے پورا جانور قربان کرنے کی نیت تھی اگر خریدنے والا امیر آدمی تھا یعنی اس پر قربانی واجب تھی تو اس کے لئے دوسرے کو شریک کرنا جائز ہے مگر بہتر نہیں لیکن اگر خریدنے والا غریب آدمی تھا یعنی اس پر قربانی واجب نہ تھی تو اس کے لئے دوسرے کو شریک کرنا جائز نہیں۔

(۴) اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا اس لئے دوسرا جانور خریدا پھر پہلا بھی مل گیا تو امیر کو ایک ہی کی قربانی واجب ہو گی اور غریب کو دونوں کی۔

(۵) جس جانور میں سات حصے دار ہوں تو گوشت بانٹنے کے وقت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں اگر کوئی حصہ زیادہ ہو گیا تو سود کے حکم میں ہے جس کا گناہ بہت سخت ہے۔

(۶) بکرا، بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں۔

(۷) گائے بھینس وغیرہ جب پورے دو سال کے ہو جائیں تب قربانی

درست ہے البتہ بھیڑ یا دنبہ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو ایسے چھ ماہ کے بھیڑ اور دنبے کی قربانی بھی درست ہے۔

وہ عیوب جن کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی: کانا یا اندھا یا باؤلا ہو یا جس جانور کی آنکھ کی تہائی روشنی جاتی رہی ہو یا تہائی سے زیادہ کوئی عضو ختم ہو گیا ہو یا پیدائشی کان نہ ہوں یا صرف تین پاؤں سے چلتا ہو یا جس کے اکثر دانت گر گئے ہوں یا سینگ جڑ سے اکھڑ گئے ہوں یا جس کے تھن بالکل خشک ہو گئے ہوں۔ خنثی یا بالکل دبلے پتلے جانور کی قربانی کرنا بھی درست نہیں ہے اگر کوئی عیب ذبح کرنے کے وقت تڑپنے سے پیدا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

مکروہات قربانی: قریب الولادت جانور کو ذبح کرنا، ذبح کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال اتارنا، مادہ جانور کے دودھ یا اون سے نفع حاصل کرنا مکروہ ہے۔ (صدقہ کرنے کی اجازت ہے)

مصرف چرم قربانی: قربانی کی کھال کو ذاتی استعمال میں لانا یا ہدیہ دینا درست ہے البتہ اگر فروخت کر دیا تو پھر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ کھال کو فقراء اور مساکین کو خیرات کرنا بہتر ہے مدارسِ اسلامیہ کے غریب طلبا بھی اس کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علم دین کا احیاء بھی۔

کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا دوسرے نیک کاموں میں صرف کرنا درست نہیں قصائی کو اجرت میں دینا بھی درست نہیں ہے۔

تنبیہ: قربانی کی کھال کو تنخواہ و عید الفطر کی آمدنی کی طرح امام و مؤذن کو ان کا

حق الخدمت سمجھ کر دینا ہرگز درست نہیں ہے البتہ بغیر معاوضہ کی نیت کے دینا درست ہے۔

عید الاضحیٰ کے دن مسنون اعمال

(١) صاف ستھرے کپڑے پہننا نئے ہوں یا دھلے ہوئے۔

(٢) غسل کرنا۔

(٣) مسواک کرنا۔

(٤) خوشبو لگانا۔

(٥) صبح کے وقت سویرے اٹھنا

(٦) عید گاہ بہت سویرے جانا

(٧) عید گاہ جانے سے پہلے کچھ نہ کھانا۔

(٨) عید گاہ میں جا کر نماز پڑھنا بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو۔

(٩) ایک راستے سے جا کر دوسرے سے واپس آنا۔

(١٠) پیدل جانا۔

(١١) راستہ میں اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد بلند آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

(١٢) عید گاہ سے واپسی کے بعد اور کچھ کھانے سے پہلے اپنی قربانی کے گوشت سے کھانا۔

Scanned by CamScanner

تکبیراتِ تشریق:

(۱) نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ الله اکبر، الله اکبر، لا الٰہ الا الله والله اکبر الله اکبر و لله الحمد بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔

(۲) تکبیر نماز کے فوراً بعد کہے اگر سلام پھیر کر بات کر لی یا مسجد سے نکل گیا یا ہنس پڑا یا وضو توڑ دیا تو تکبیر ساقط ہو جائے گی۔

(۳) تکبیر کہنا ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نماز فرض ہے البتہ عورت آہستہ کہے۔

(۴) جس کی ایک رکعت یا زیادہ چھوٹ جائے تو وہ اپنی نماز پوری کرنے کے بعد تکبیر کہے۔

(۵) اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی تکبیر نہ چھوڑیں بلکہ زور سے پڑھیں تاکہ امام وغیرہ کو بھی یاد آجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فضیلت جمعہ

اور

اس کے مسائل

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

جمعہ کے دن

تاجروں کے لئے ایک نادر تحفہ

روپیہ اور کاروبار ہر کس کو عزیز ہوتا ہے، اس لئے بعض لوگ صرف کاروباری نقصان کی وجہ سے جمعہ کی نماز میں شرکت سے گریز کرتے ہیں؛ ان حضرات کیلئے ایک عجیب اثر انگیز دعا بطور تحفہ پیش ہے

حضرت عراک بن مالک رضی اللہ عنہ ایک صحابی رسول تھے اور بہت ہی مصروف تاجر تھے۔ آپ جب جمعہ پڑھ کر مسجد نبوی سے باہر آتے تھے، تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَ صَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا أَمَرْتَنِیْ فَارْزُقْنِی مِنْ فَضْلِكَ. وَ أَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ . یااللہ میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرا فرض ادا کیا جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے۔ اب میں نماز پڑھ کر باہر جا رہا ہوں، تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرما اور تو، تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

فضیلتِ جمعہ اور اس کے مسائل

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم . امّا بعد . قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن العظيم : اعوذ بالله من الشيطن الرجيم ، بسم الله الرحمان الرحيم ، يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ . ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ .

محترم بزرگو اور حاضرین مجلس!

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن حکیم کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے، اس میں باری تعالیٰ نے نماز جمعہ کی اہمیت کے بارے میں تذکرہ فرمایا ہے۔ بذات خود یوم جمعہ بھی انتہائی مقدس دن ہے، قرآن و احادیث میں اس کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں اس کو جمعۃ المبارک کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ دن تمام مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے تمام آسمان و زمین اور مکمل کائنات جو باری تعالیٰ نے چھ دن میں پیدا فرمائی ہے، ان چھ میں سے آخری دن جمعہ ہے گویا اس

دن میں کائنات کی پیدائش اور تخلیق مکمل ہوئی ہے۔

فضائل جمعہ: حاضرین محترم!......اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام شہروں پر مکۃ المکرمۃ کو سرداری دی ہے، تمام کتابوں پر قرآن کریم کو سرداری دی ہے، تمام نبیوں پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو سرداری دی ہے؛ اسی طرح تمام دنوں پر جمعۃ المبارک کو سرداری دی ہے، یہ تمام دنوں کا سردار ہے اسی لئے اس کو سید الایام کہا جاتا ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه خيرُ يوم طلعت عليه الشمسُ يوم الجمعة فيه خلق آدمُ و فيه أدخل الجنة و فيه أخرج منها و لا تقوم الساعة الا فى يوم الجمعة (مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان سارے دنوں میں جن میں آفتاب نکلتا ہے یعنی ہفتہ کے سارے دنوں میں سب سے بہتر اور برتر جمعہ کا دن ہے، جمعہ ہی کے دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا فرمائے گئے، جمعہ ہی کے دن حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل کئے گئے، جمعہ ہی کے دن جنت سے نکالے گئے اور جمعہ ہی کے دن قیامت قائم ہوگی۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جمعہ ہی کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، جمعہ ہی کے دن ان کا وصال ہوا، اور اللہ کے یہاں جمعہ ہی کے دن کو "مزید" کہتے ہیں اور یہی جنت میں اللہ کے دیدار کا دن ہے۔

محترم بزرگو!...... جس دن کے ساتھ اتنے اعمال، اتنے حالات و

واقعات اور اتنی خوشخبریاں منسلک ہوں بھلا وہ دن کیسے مبارک نہیں ہوگا، اس کو سید الایام کہنا بالکل درست ہوگا کہ دنیا اور آخرت میں اس دن کا ایک مقام ہے ایک تاریخ ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا، انہوں نے کہا یہ جمعہ ہے اللہ اسے آپ پر فرض کرتا ہے؛ تا کہ یہ آپ کے اور آپ کے بعد آنے والے لوگوں کے لئے مفید ہو، میں نے پوچھا اس میں کیا برکت ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس میں ایک عمدہ ساعت اور گھڑی ہے، جو شخص اس میں بھلائی کی دعا مانگتا ہے، اگر وہ چیز اس شخص کے مقدر میں ہو تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے ورنہ اس سے بہتر چیز اس کیلئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے یا کوئی شخص اس ساعت میں ایسی مصیبت سے پناہ مانگتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بھی بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے

اور وہ ہمارے نزدیک سب دنوں کا سردار ہے اور ہم آخرت میں ایک یوم مزید مانگتے ہیں، میں نے کہا وہ کیوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کے رب نے جنت میں ایک ایسی وادی بنائی ہے جو سفید ہے اور مشک کی خوشی سے لبریز ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ علیین سے کرسی پر نزول فرماتے ہیں؛ یہاں تک کہ سب اس کے دیدار سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

محترم بزرگو اور دوستو......! اس حدیث میں جمعۃ المبارک کی فضیلت کا اہم نکتہ بیان ہوا ہے کہ اس دن میں ایک ساعت ہوتی ہے جب بندہ اس ساعت میں کوئی دعا مانگتا ہے، تو باری تعالیٰ ہرگز ہرگز اس کو رد نہیں فرماتے بلکہ فوراً اس

Scanned by CamScanner

پر عمل در آمد کیا جاتا ہے۔

جس طرح پورے سال میں رحمت و قبولیت کی ایک خاص رات شب قدر رکھی گئی ہے، جس میں کسی بندے کو اگر توبہ و استغفار اور دعا نصیب ہو جائے تو اس کی بڑی خوش نصیبی ہے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی خاص توقع ہے، اسی طرح ہر ہفتہ میں بھی جمعہ کے دن رحمت و قبولیت کی ایک خاص گھڑی آتی ہے اگر اس میں بندے کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور مانگنا نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے قبولیت ہی کی امید ہے۔ اب وہ مقبولیت و رحمت کی کونسی گھڑی ہوتی ہے اس کے بارے میں علمائے کرام کے متعدد اقوال ہیں؛ لیکن آپ حضرات کی آسانی کیلئے میں ان کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں

قبولیت دعا کے دو وقت: دراصل قبولیت دعا کے دو وقت ہیں: ایک یہ ہے کہ جس وقت خطبہ دینے والا خطبہ دینے کے لئے ممبر پر چڑھ جائے اس وقت سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک جو وقت ہوتا ہے، بس یہی وہ مقبولیت کی گھڑی ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ وہ گھڑی عصر کے وقت سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے تک رہتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنی مایہ ناز کتاب حجۃ البالغہ میں یہ دونوں قول بیان فرما کر اپنا خیال اس طرح ظاہر فرماتے ہیں۔

کہ ان دونوں باتوں کا مقصد بھی حتمی تعیین نہیں ہے؛ بلکہ منشاء صرف یہ ہے کہ خطبہ اور نماز کا وقت چونکہ بندگان خدا کی توجہ الی اللہ اور عبادت و دعاء کا خاص وقت ہے؛ اس لئے اس کی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ گھڑی اسی وقت میں ہو

اور اسی طرح چونکہ عصر کے بعد سے غروب تک کا وقت نزول قضا کا وقت ہے اور وہ پورے دن کا گویا نچوڑ ہے اس لئے اس وقت بھی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ساعت غالباً اسی مبارک وقفہ میں ہو۔

میری آپ تمام حضرات سے گذارش ہے کہ ان دونوں مخصوص اور مبارک گھڑیوں میں اس دعا کو یاد کر کے ضرور پڑھا کریں!

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لاَیَنْفَعُ ، وَ مِنْ قَلْبٍ لاَ یَخْشَعُ وَ مِنْ نَفْسٍ لاَ تَشْبَعُ وَ مِنْ دُعَاءٍ لاَ یُسْمَعُ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ هٰؤُلاَءِ الْأَرْبَعِ

﴿اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اس علم سے جو نفع نہ دے اس دل سے جو ڈرے، اس نفس سے جس کا پیٹ نہ بھرے اس دعا سے جو سنی نہ جائے؛ اے اللہ میں ان چاروں سے پناہ چاہتا ہوں۔﴾

محترم بزرگو......! حضرت انسؓ سے مروی اس حدیث میں دوسری چیز یوم مزید ہے، یوم مزید جمعہ کا دوسرا نام ہے، جو فرشتوں کی زبان میں جنت کا نام ہے اس دن سب سے اہم اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس دن کو باری تعالیٰ نے اپنی زیارت کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے، جہاں ہر طرح کا آرام اور اندازہ سے زیادہ سہولیات مہیا ہوں گی تو اللہ تعالیٰ جنتیوں سے سوال فرمائیں گے اے میرے بندو! اب جنت میں تمہیں کسی چیز کی حاجت ہے؟ بندے عرض کریں گے اے اکرم الاکرمین! اے سچے مالک تو نے ہمیں وہ سب کچھ عطا کر دیا، جس کے ہم مستحق بھی نہ تھے، یہ تیرا فضل ہے اب ہمیں

کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، نہیں تمہیں ایک چیز کی اور ضرورت ہے اور وہ میرا دیدار ہے۔ بندے خوشی سے جھوم اٹھیں گے اور باری تعالیٰ جنتیوں کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ وہ جمعہ کا ہی دن ہوگا اور ہر جمعہ اللہ کا دیدار ہوا کریگا، گویا جمعہ جنتیوں کی عید ہوگی۔

اسی وجہ سے باری تعالیٰ نے جمعہ کی عظمت کو زمین والوں پر بھی اتارا ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے اس کے بے شمار فضائل بیان فرمائے اور عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کی شان و شوکت، رعب و ہیبت، آپسی الفت و محبت، اتفاق و اتحاد اور کامیابی کو اس میں مضمر رکھا ہے۔

اسلام کا سب سے پہلا جمعہ: جب اللہ کے نبیؐ مکۃ المکرمۃ کو خیر آباد کہہ کر مدینہ تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ نے قباء میں قیام فرمایا۔ وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد قباء سے سوار ہو کر بنی سالم کے محلۃ میں پہونچے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا، تو آپ ﷺ نے سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا اور یہ مذہب اسلام کا سب سے پہلا جمعہ تھا(۱) آپ ﷺ نے اس دوگانہ سے قبل بہت طویل خطبہ ارشاد فرمایا:

جس میں اس وقت کے مسلمانوں کے سب سے عظیم مجمع سے خطاب تھا۔ آپ ﷺ نے مذہب اسلام کی تمام ضروری اور فکر انگیز معلومات کو بڑے درد بھرے انداز میں بیان فرمایا:

﴿(۱) جمعہ کی فرضیت کے بارے میں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت حافظؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جمعہ ہجرت سے قبل مکۃ المکرمۃ میں فرض ہوا تھا، مگر وہاں اس کو قائم کرنا ممکن نہ تھا جس کی وجہ سے اللہ کے نبیؐ نے مدینہ کے ایک محلہ بنی سالم میں آکر قائم فرمایا (فیض الباری جلد دوم ۳۲۳)﴾

(یا ایها المسلمون) اتقوا الله فی عاجل امرکم و آجله فی السر و العلانية فانه من يتق الله يكفر عنه سياته و يعظم له اجراً و من يتق الله فقد فاز فوزاً عظيماً و ان تقوى الله يوقی مقته و يوقی عقوبته و يوقی سخطه و ان تقوى الله تبيض الوجوه و يرضی الرب و يرفع الدرجة . و جاهدوا فی الله حق جهاده هو اجتباكم و سمّاكم المسلمين .

﴿(اے مسلمانو!) اپنے موجودہ اور آئندہ ظاہر اور خفیہ کاموں میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کو پیش نظر رکھو؛ کیونکہ تقوے والوں کی غلطیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے، تقوے والے وہ ہیں جو بہت بڑی مراد کو پہنچ جائیں گے، یہ تقویٰ ہی ہے جو اللہ کی بیزاری، عذاب اور غصہ کو دور کر دیتا ہے، یہ تقویٰ ہے جو چہرہ کو درخشاں، پروردگار کو خوش اور درجہ بلند کرتا ہے۔ خدا کی راہ میں پوری ہمت اور جد و جہد سے کوشش کرو؛ کیونکہ اسی نے تم کو برگزیدہ بنایا اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے﴾

حاضرین محترم..........! اس خطبہ نے لوگوں میں نئی روح پھونک دی، مذہب اسلام کی محبت قلوب میں خوب راسخ ہو گئی اور یہ دن جمعۃ المبارک مسلمانوں کیلئے عید کا کام دینے لگا، مسلمانوں کا یہ ہفتہ واری اجتماع ایمان کو تازہ کرنے کی ایک علامت بن گیا۔

اسی وجہ سے اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے جمعہ کے بیشمار فضائل امت کے سامنے بیان فرمائے؛ تاکہ امت اس کو مضبوطی سے پکڑ کر عمل پیرا ہو جائے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ الٰہی تو نے مجھے یوم ہفتہ عطا کیا، امت محمدیہ کو کونسا دن عطا فرمائے گا۔ حکم ہوا اے موسیٰ ہم ان کو یوم جمعہ عطا کریں

گے، ہم ان کو جمعہ کی دو رکعتوں کا ثواب تمہاری امت کی سو ہزار رکعتوں کے اور سو ہزار نیک کاموں کے برابر دینگے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ۔اے اللہ! مجھے بھی امت محمدیہ میں سے کردے!

سبحان اللہ! اس جمعہ کے دن کا کیا مقام اور کیا فضیلت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا جلیل القدر پیغمبر بھی یہ تمنا ظاہر کرے کہ میں بھی اس امت میں ہو جاؤں۔

ایک روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ مسکینوں کا حج اور مؤمنین کی عید ہے، جمعہ دنوں کا سردار ہے جمعہ تمام دنوں میں بزرگ ترین اور شریف ترین دن ہے جمعہ کا دن نیکیوں کا دن ہے جو شخص بھی جمعہ کی نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے حج مقبول کا ثواب عطا فرماتا ہے دوزخ کی آگ ہر روز بھڑکائی جاتی ہے مگر جمعہ کو ٹھنڈی رہتی ہے۔

ایک اور جگہ اللہ کے نبی محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ انسانوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب تو نے جمعہ کو سالم کر لیا۔ تو گویا تمام دنوں کو سالم کر لیا۔

ایک جگہ کہا گیا ہے کہ جمعہ کے دن حشرات الارض اور پرندے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نیک دن میں سلام ہو، سلام ہو۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو

انتقال کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب لکھ دیتے ہیں اور اسے قبر کے فتنۂ عظیم سے بچا لیتے ہیں۔

جمعہ کی حکمتیں: علمائے کرام اور صلحائے عظام نے جمعہ کی بہت سی حکمتیں اور فوائد بھی اپنے اپنے لفظوں میں بیان فرمائے ہیں چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شیخ محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جاہل بھی ہوتے ہیں، عالم بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں کہ اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے، تو دوسرا اس کو بتادے، تعلیم کردے، گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی، کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں، جو خرابی اس میں ہوتی ہے، بتلادیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں۔ اس وجہ سے جمعہ نماز کی تکمیل اور تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوا۔

ایسے موقع پر جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا بھی حال کھل جائیگا اور ان کے لئے وعظ و نصیحت کا موقع ملے گا، دوسرے مسلمان بھائیوں کو دیکھکر بے نمازی کے دل میں نماز کا شوق پیدا ہوگا اور اسلامی غیرت و حمیت اسے عبادت کرنے پر اکسائیگی۔

جمعہ کی ایک بہت بڑی حکمت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ روزانہ پانچوں وقت کی جماعت میں ایک محدود حلقہ یعنی ایک محلّہ ہی کے مسلمان جمع ہو سکتے ہیں، اس ہفتہ میں ایک دن ایسا رکھ دیا گیا، کہ جس میں پورے شہر اور مختلف محلوں کے مسلمان ایک خاص نماز کے لئے ایک بڑی مسجد میں جمع ہو جایا کریں

Scanned by CamScanner

اور ایسے اجتماع کے لئے ظہر ہی کا وقت زیادہ موزوں ہے؛ اس لئے وہی وقت رکھا گیا اور ظہر کی چار رکعت کے بجائے جمعہ کی نماز صرف دو رکعت رکھی گئی اور اس اجتماع کو تعلیمی و تربیتی لحاظ سے زیادہ مفید اور مؤثر بنانے کے لئے دو رکعتوں کی جگہ خطبہ لازمی کیا گیا اور اس کے لئے جمعہ ہی کا دن مقرر کیا گیا، کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے وہی دن زیادہ عظمت و برکت والا ہے، جس طرح روزانہ آخر شب کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی بیکراں رحمت و عنایت بندوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے اور جس طرح سال کی راتوں میں سے ایک رات شبِ قدر خاص الخاص درجہ میں برکتوں اور رحمتوں والی ہے، اسی طرح ہفتہ کے سات دنوں میں سے جمعہ کا دن باری تعالیٰ نے اپنی الطاف و عنایات کا دن رکھا ہے اور اس لئے بھی کہ اس میں بڑے بڑے اہم واقعات اللہ کی طرف سے واقع ہوئے ہیں اور ہونے والے بھی ہیں۔ انہی خصوصیات کی وجہ سے اس اہم اور شاندار ہفتہ وار اجتماعی نماز کیلئے جمعہ کا مقرر کیا ہے۔

کتاب الفقہ میں کہا گیا ہے کہ نماز جمعہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے پروردگار کے آگے جھکنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوں؛ تاکہ ان کے درمیان الفت کا واسطہ مستحکم اور محبت کا رشتہ مضبوط ہو اور ان کے دلوں میں مہربانی و مدارات کے جذبات جنم لیں اور بغض و حسد کے عوامل مردہ ہو جائیں اور سب لوگ ایک دوسرے کو مہربانی اور بھائی بندی کی نگاہ سے دیکھیں۔ جو لوگ قوت والے ہیں وہ کمزوروں کی امداد و اعانت کریں جو صاحبِ مال ہیں، وہ محتاجوں کے کام آئیں جو بڑے ہیں وہ چھوٹوں پر شفقت کریں اور چھوٹے بڑوں کی عزت کریں اور ان سب کو احساس ہو کہ وہ ایک ہی خدا کے بندے ہیں وہ خدا جو بے نیاز

ہے، تمام تعریفوں کا مستحق ہے اور عظمتِ بے حد کا مالک ہے۔

فضائل جمعۃ المبارک میں لکھا ہے، کہ دنیا میں جمعہ لایا گیا تاکہ انسان تکمیلی طور پر جیسے اس کی چیزیں جمع ہوئی ہیں، وہ اپنے ارادے سے جمعیت کی شان اپنے اندر پیدا کرے یعنی جمع ہونا سیکھیں، قلوب کا میل ملاپ اور اتحاد سیکھیں، اختلاف سے بچیں گروہ بندویوں سے پرہیز کریں؛ اس لئے نمونہ بنادیا جمعہ کو...... شکل و صورت مختلف، رنگ و نسل مختلف، مگر سب آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کے اندر دیہات کے بھی قصبوں اور محلوں کے لوگ بھی سب ایک جگہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں؛ باوجود اس کے ان میں مذاق و مزاج کا اختلاف ہوتا ہے پھر بھی وحدت پیدا ہو جاتی ہے۔

دوستو......! یاد رکھو! یہ جمعہ ہی کی برکت ہے، تو جب ہفتہ میں جمع ہونا سیکھ لیا تو بقیہ ایام میں بھی جمع ہونا ان کے لئے آسان ہو جاتا ہے، ان میں اجتماعی محبت ہو جاتی ہے جمعہ کا دن اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے، کہ باہمی میل وملاپ اور محبت پیدا ہو، باہمی یگانگت پیدا ہو، کاش مسجد سے باہر نکل کر بھی ہم بھائی بھائی بنیں اور اس طرح ہمارے دل ایک ہو جائیں اور ہم کندھے سے کندھا ملا کر زندگی گزاریں۔

تمام مسلمان ایک پروردگار کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں؛ لہٰذا یہ بات ہرگز ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے، کہ ہم باہم بھائی بھائی ہیں، إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

وعید: میرے بھائیو!...... غور سے سن لو! جمعہ کے فضائل بیشمار ہیں، جمعوں کی حکمتیں اور مصلحتیں لاتعداد ہیں۔ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے اصل یہ ہے کہ اللہ کا

حکم سمجھ کر اس کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے ورنہ اس کے بارے میں وعیدیں بھی بڑی سخت آئی ہیں۔ ظاہر ہے جمعہ جیسی اہم ترین عبادت کو تو وہی شخص چھوڑیگا، جو اللہ اور اسکے رسول سے قطع تعلق چاہتا ہو باہمی اتفاق و اتحاد سے متنفر ہو جو اسلامی شان و عظمت سے بیزار ہو جو ایمانی حرارت کو سلا دینا چاہتا ہو

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص بغیر کسی عذر کے تین جمعوں کی نمازیں چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں، کہ اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ ایک حدیث میں آتا ہے، جو شخص تین جمعوں کی نمازیں بغیر کسی شرعی عذر کے جان بوجھ کر ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور تین جمعوں کی نمازیں جان کر ترک کرنے والے کا ایمان ضعیف ہو جاتا ہے۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس کئی بار آیا اور ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھتا رہا، جو مر گیا تھا اور نماز جمعہ اور جماعتوں میں شریک نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے سائل لگاتار ایک مہینہ تک پوچھتا رہا اور آپ یہی کہتے رہے کہ وہ جہنم میں ہے، وہ جہنم میں ہے، وہ جہنم میں ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو......! اپنی تقریر کے آغاز میں جو آیت میں نے جمعہ کی مناسب سے تلاوت کی تھی اس میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو تم فوراً اپنے کاروبار بند کر کے جمعہ کی نماز کیلئے دوڑ پڑو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا

تاجروں کو حکم: میرے بزرگو......! جہاں اس آیت میں صریح طور پر جمعہ

کے اہتمام کا حکم دیا گیا ہے وہیں لفظ وذروا البیع سے ایک حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یعنی فروخت چھوڑنے کا حکم دیا گیا؛ کیونکہ جب دوکاندار کوئی چیز فروخت ہی نہیں کریگا تو گاہک کس سے مال خریدے گا؟ بنیادی بات یہی ہے کہ بیچنا ہی بند کر دو۔ دوکانیں بند ہو جائیگی، تو بازار بند ہو جائیگا اور جب بازار بند ہو جائیگا، تو گاہک خود بخود مسجد کی طرف نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے چلے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز زیادہ ذمہ داری دوکانداروں کی ہے۔ اگر دوکاندار اس میں سستی کریں گے، تو اس کا عذاب بھی انہی کو بھگتنا پڑیگا۔ مگر ہماری بدقسمی یہ ہے کہ دوکاندار ہی جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، جس سے اسلامی اجتماع کو خاص دھچکا لگتا ہے۔

اس لئے ہمارے ان تمام کاروباری بھائیوں کو چاہیئے، کہ جب پورے سال کماتے ہیں اور شب و روز اسی میں معروف رہتے ہیں، اگر جمعہ کے دن ہزاروں فضائل کے احترام میں اور اسلامی شان کی خاطر چند گھنٹے کیلئے بازار بند ہو جایا کرے، تو کیا نقصان ہو جائیگا، جبکہ روزی کا رزاق خدا ہے اور جب اس نے نماز کے اہتمام کا اتنا سخت حکم دیا اور تاجروں کیلئے خصوصاً دیا ہو، تو خصوصی رزق کا انتظام بھی وہی فرمائے گا اور یہ اس کے لئے کچھ مشکل بات نہیں ہے، بس دلون کو سمجھانے والی بات ہے، عقیدہ کو مضبوط کرنے کا مسئلہ ہے، آخرت پر یقین کو پختہ بنانے کی حاجت ہے اور ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون میں اس کا مکمل وعدہ ہے، کہ تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی اسی فرمانبرداری میں چھپی ہے، تمہیں نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہوگا۔

Scanned by CamScanner

میری آپ تمام حضرات سے مخلصانہ درخواست ہے کہ اس نماز کا اہتمام خصوصی طور پر کیا کریں کیونکہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز بذات خود بڑی اہمیت و فضیلت کی حامل ہے، جو میں اپنے مختصر بیان میں بتا چکا ہوں باری تعالیٰ سے دعا فرمائیں، تاکہ تمام مسلمانوں کو اس کی قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

اعمال جمعہ

﴿فضائل و مسائل﴾

(۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام جمعرات سے کرے، جمعرات کے دن عصر کے بعد استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر کے رکھے، اگر خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا کر رکھے، تاکہ جمعہ کے دن پھر ان کاموں میں وقت ضائع نہ ہو۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس شخص کو ملے گا ، جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام جمعرات سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بد نصیب وہ شخص ہے جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جمعہ کب ہے، یہاں تک کہ صبح لوگوں سے معلوم کرے کہ آج کونسا دن ہے اور بعضے بزرگوں کا عمل تو یہ تھا، کہ شبِ جمعہ کو زیادہ اہتمام کی وجہ سے جامع مسجد ہی میں رہا کرتے تھے، اگر ایسا نہ ہو تو علی الصبح جامع مسجد جا پہونچے، اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ چراغ لے کر مسجد میں جاتے تھے اور راستہ میں اتنی بھیڑ ہوتی، کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا۔ اس سے ان کے کس قدر صبح سویرے جانے کا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے، کہ جمعہ کی نماز کیلئے پیدل جانے میں ہر قدم پر ایک سال کے روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۲) ابو صالح نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے وہ پہلی ساعت میں مسجد میں داخل ہو تو اسے ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، جو دوسری ساعت میں داخل ہو اسے گائے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، اور تیسری ساعت میں داخل ہونیوالے کو مرغی کے انڈے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خود غسل کرے یا دوسرے کو کرائے پھر فوراً ہی امام کے پاس (جمعہ پڑھنے کے لئے) چلا جائے اور کوئی لغو، بیہودہ اور ناجائز کام نہ کرے اسے ہر قدم کے عوض سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ فرمایا جو شخص اپنے اہل کو غسل کراتا ہے، اسے بھی یہی ثواب ملتا ہے۔ اہل کے غسل سے جماع کا غسل مراد ہے؛ اس لئے جمعہ کی رات اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہونا مستحب ہے۔

حضرت حسنؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے لوگو ہر جمعہ کو غسل کر لیا کرو، خواہ ایک ہی دن کی قیمت دے کر پانی خریدنا پڑے۔ فقہاء نے جمعہ کے دن غسل کو مستحب قرار دیا ہے۔ داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ اس دن کا غسل واجب ہے، جو شخص نماز پڑھنا چاہے اس دن کا غسل نہ چھوڑے، اور کچھ علماء اس کو فرض سمجھتے ہیں، مدینہ طیبہ کے لوگ اگر کسی سے سخت کلامی کرنا چاہتے تو کہتے: "تو اس شخص سے بھی بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے، اگر کوئی شخص جمعہ کے دن ناپاک ہو اور غسل کرے، تو بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے بھی مزید پانی اپنے اوپر ڈالے اور اگر ایک غسل میں دونوں نیتیں یعنی پاکی حاصل کرنے اور سنت ادا کرنے کی کرے

تو یہ بھی کافی ہے۔ اس طرح غسلِ جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔

(۳) آراستہ و پاکیزہ ہو کر اور اچھی نیت کر کے مسجد میں آئے اور پاکیزگی کے معنیٰ یہ ہیں کہ بال بنوائے، ناخن کٹوائے مونچھوں کے بال کتروائے اور آراستہ ہونے سے مراد یہ ہے سفید کپڑے پہنے کیونکہ باری تعالیٰ کو سب کپڑوں سے زیادہ سفید کپڑا پسند ہے۔ تعظیم اور عظمت کی نیت سے خوشبو ملے؛ تا کہ اس کے کپڑوں سے بدبو نہ آئے اور کوئی اس سے رنجیدہ نہ ہو اور کوئی اس کی غیبت نہ کرے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل اور خوشبو اس کے گھر میں ہو وہ لگائے پھر وہ گھر سے نماز کے لئے جائے اور مسجد میں پہونچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے درمیان نہ بیٹھے، پھر جو نماز (سنن و نوافل جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہوں) وہ پڑھے، پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی سے اس کو سنے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کر دی جائیں گی۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن جبرئیل خانہ کعبہ میں آتے ہیں اور وہاں اپنا نیزہ گاڑ دیتے ہیں پھر دوسرے فرشتے تمام مسجدوں کے دروازوں پر نیزے گاڑ دیتے ہیں اور جو لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں، ان کے نام چاندی کے ورق پر، سونے کے قلم سے لکھ لیتے ہیں، پہلے آنے والے کا نام پہلے اور بعد میں آنے والے کا نام بعد میں لکھ لیتے ہیں اسی

طرح درجہ بدرجہ لکھتے جاتے ہیں۔ جو ترتیب وار ستر آدمی مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں،، ان کا نام لکھ کر اپنا دفتر لپیٹ لیتے ہیں اسی طرح صبح کی نماز کے لئے ستر آدمیوں کے نام لکھ لیتے ہیں، ان ستر آدمیوں کا مرتبہ ان ستر آدمیوں کے برابر ہوتا ہے، جنہیں حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم میں برگزیدہ ٹھہرایا تھا۔ یہ ستر آدمی در حقیقت نبیوں میں سے تھے۔ یہ کام کرنے کے بعد فرشتے صفوں میں جا کر نمازیوں کو دیکھتے بھالتے ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی نہیں آیا، وہ کہاں ہے؟ جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر گیا تو کہتے ہیں کہ اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے، وہ تو جمعہ پڑھا کرتا تھا اور اگر پتہ چلے کہ مرا نہیں؛ بلکہ ویسے ہی نہیں آیا، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اسے حفظ امن میں رکھ اگر وہ بیمار ہو تو اس کے لئے صحت کی دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ اسے شفا دے! وہ تو جمعہ پڑھا کرتا تھا۔

عمر بن شعیب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مسجد میں آنیوالوں کے نام لکھ لیتے ہیں، امام کے جانے پر فرشتے لکھنا بند کر دیتے ہیں، اپنے ہاتھ سے قلمیں چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج فلاں شخص نہیں آیا، کیوں نہیں آیا ؟ پھر وہ ایسے لوگوں کیلئے دعا مانگتے ہیں، کہ اے اللہ اگر وہ بیمار ہے، اسے شفا دے اگر گمراہ ہے تو اسے ہدایت دے، اگر راستہ بھول گیا تو اس کی رہبری کر۔ اس لئے مسجد میں سب سے پہلے داخل ہونے کی کوشش کرنا جمعہ کے اہم ترین اعمال میں سے ہے۔

(۶) روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، جو

لوگوں کو پھاندتا ہوا گذر رہا تھا، آپ نے اس سے پوچھا تم نے ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز کیوں ادا نہیں کی، اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا میں نے تجھے دیکھا کہ تو دیر سے آیا اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہوا آگے گذر رہا تھا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے دیکھا کہ تو لوگوں کے سروں اور گردنوں کو روندرہا تھا۔ یاد رکھو! جو شخص ایسا کریگا، قیامت کے دن اس کی پیٹھ دوزخ کا پل بنے گی اور لوگ اس کے اوپر سے گذریں گے، اور اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔

جمعہ کے روز مسجد میں آنیوالوں کو مناسب نہیں کہ ایک دوسرے کو روندتے ہوئے داخل ہوں امام یا مؤذن کو بھی ایسے راستہ سے گذرنا چاہئے کہ اس کے گذرنے سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

(۷) مسجد میں پہلے جائے اور صف اول میں جگہ ڈھونڈے جتنا بھی امام کے قریب ہو گا اتنا ہی بہتر ہے اور اس میں فضیلت زیادہ ہے۔

جب خطبہ پڑھنے کیلئے خطیب ممبر پر بیٹھ جائے تو پھر کوئی نہ بولے، مؤذن کا جواب دینے اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جائے، اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارے سے اسے خاموش کر دینا چاہئیے زبان سے نہیں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ خاموش رہ یا خطبہ سن! اس نے بیہودہ کام کیا اور جس نے اس وقت بیہودہ بات کہی، اسے جمعہ کا ثواب نہیں ملے گا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ سنائی نہ دے، تو خاموش رہنا چاہئیے جہاں لوگ باتیں کرتے ہوں، وہاں نہ بیٹھے۔ کہ وہ لوگ منحوس ہیں

اوران پر اللہ کی رحمت متوجہ نہیں ہوتی۔

(۸) جو شخص جمعہ کو فجر کی نماز کے بعد سو ۱۰۰ بار قل ھو اللہ احد اور سو ۱۰۰ بار درود شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو کسی چیز کا محتاج نہیں رکھے گا۔ انیس الواعظین میں مذکور ہے، جمعہ کے دن سو بار سورۂ اخلاص پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم سے آزاد کر دیگا۔

(۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی رات میں نفل اور درود شریف پڑھے اور پڑھتے پڑھتے سو جائے اس کو شبِ قدر کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا اور اس کا سونا بھی عبادت ہی میں شمار ہوگا

(۱۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سو دفعہ سبحان ربی العظیم و بحمدہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ایک لاکھ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

(۱۱) جب نماز جمعہ سے فارغ ہو الحمد ، قل ھو اللہ احد ، قل اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان سورتوں کا پڑھنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا۔

(۱۲) نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد نماز عصر تک علمی مجلسوں میں شرکت کرنا افضل ہے، عصر سے نماز مغرب تک عبادت کرے اور توبہ کرے ۔ دن رات کا سارا وقت اللہ کی عبادت میں بسر کرے تو زیادہ بہتر ہے کہ اس پر ایک حج اور ایک عمرہ کے ثواب کی فضیلت آئی ہے۔ اگر مسجد میں نہ رہ سکے اور گھر جائے تو چاہیئے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ رہے؛ تاکہ وہ مقدس گھڑی جو جمعہ

کے دن ہوتی ہے اسے غفلت میں نہ پائے اور اسکی فضیلت سے محروم نہ رہ جائے۔ (کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ ص ۱۶۲)

(۱۳) یہ وظیفہ بھی سو مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔

لاَ إِلٰہَ اِلاَّ اللہ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ ، یُحْیِی وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لاَ یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ، وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ .

﴿اللہ تعالیٰ ہی وحدہ لاشریک لہ ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے، اسے کبھی موت نہیں، ہر نیکی کا اندازہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے﴾

پھر سو مرتبہ یہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللہ الْعَظِیْمُ وَ بِحَمْدِہِ اللہ

﴿اللہ پاک اور عظیم ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں﴾

پھر سو دفعہ یہ پڑھے۔

لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ .

﴿سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، وہ برحق بادشاہ ہے وہ ظاہر ہے﴾

پھر سو بار یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

﴿اے اللہ محمد ﷺ پر درود بھیج جو تیرا بندہ اور رسول ہے، جو نبی امی ہے﴾

پھر سو مرتبہ یہ پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْحَیَّ الْقَیُّوْمَ وَ أَسْأَلُہُ التَّوْبَةَ .

Scanned by CamScanner

﴿میں اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتا ہوں، جو زندہ اور قائم ہے اسی سے توبہ کی قبولیت کا خواستگار ہوں﴾

پھر سو بار یہ پڑھے:

وَمَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ.

﴿اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے سوائے اللہ کے کسی کو کوئی طاقت نہیں﴾

جمعہ کے دن درود شریف کا ورد: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھا کرو؛ کیونکہ اس دن فرشتے میری امت کے اعمال نامے میرے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات کو دو نفل نماز پڑھے اور نفلوں کے بعد ہزار بار درود شریف پڑھ کر سو جائے (بولے بغیر) انشاء اللہ اسے خواب میں حضور ﷺ کا دیدار ہوگا اور جو کثرت سے درود شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ستر حاجتیں پوری کریگا۔

امام نوویؒ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص روزانہ کم از کم ہزار بار درود شریف پڑھے گا، اسے انشاء اللہ مرنے سے پہلے رسول مقبول ﷺ کی زیارت ضرور ہوگی۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے والے کے اللہ تعالیٰ ستر گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور درود شریف پڑھنے والے کو روزِ محشر میں شفاعت نصیب ہوگی۔

سورۂ کہف کے فضائل: جمعہ کی رات کو سورۂ کہف پڑھنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ ایسا نور عطا فرمادیتا ہے کہ جو زمین سے ساتویں آسمان تک

ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو تمام بیماریوں سے محفوظ کر دیتا ہے، فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، جمعہ سے پہلے اس نے جتنے گناہ کئے، وہ سب معاف ہو جاتے ہیں (شرح سفر السعادت)

حضرت معاذؓ سے منقول ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ہو جاتا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے، اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ہو جائے گا، جو قیامت کے دن روشنی دے گا اور پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ابن کثیر نے اس روایت کو موقوف قرار دیا ہے)

حافظ ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب مختارہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرلے وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اگر دجال نکل آئے تو یہ اس کے فتنہ سے بھی معصوم رہے گا۔

(بروایت ابن کثیر)

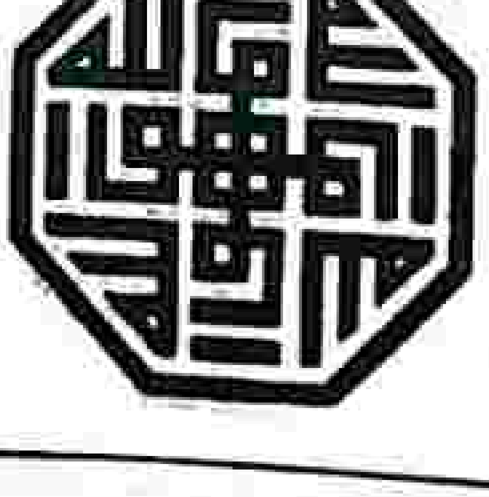

Scanned by CamScanner

قرآن کو بازیچہ تاویل بنا کر
چاہیں تو اک تازہ شریعت کریں ایجاد

اتحادِ ملّت

ملفوظات خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

خلیفہ اجل

فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مرتبہ

محمد ناظم قاسمی خادم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

Scanned by CamScanner

آبرو باقی تری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی دنیا میں رسوا تو ہوا
فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

﴿اقبالؔ﴾

اتحادِ ملّت

الحمد للہ الّذی جمع بین القلوب برباط الاسلام سبحانہ یدعو الی دار السلام و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ و نشھد انّ محمداً عبدہ و رسولہ ﷺ

اما بعد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ، بسم اللہ الرحمان الرحیم وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوْا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

محترم بزرگو اور دوستو ......! حمد و صلوٰۃ کے بعد میں نے قرآن حکیم کی ایک مختصر سی آیت تلاوت کی ہے، جس میں باری تعالیٰ نے تمام امت کو متحد رہنے کا حکم دیا ہے اور اس کا طریقہ بھی بتلایا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ افتراق وانتشار سے بچنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔

دوستو ......! اتفاق و اتحاد دنیا میں انسانی معاشرے کی سب سے بڑی دولت ہے، ہر مکتبہ فکر اور ہر مذہب کے لوگ اس کی دعوت دیتے ہیں، یہاں

تک کہ سیاسی پارٹیاں بھی اتفاق واتحاد کا نعرہ دے کر ہی ووٹ حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے آخر اتفاق واتحاد میں ایسی کونسی قوت کارفرما ہے کہ جس کا ہر مذہب، ہر پارٹی اور ہر شخص استعمال کرنا چاہتا ہے؟

کائناتی نظام بھی اتحاد کی بنیاد پر منحصر ہے دراصل بات یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے پوری کائنات کا نظام ہی کچھ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ کوئی مخلوق بھی ایک دوسرے سے الگ رہ کر صرف اپنے اوپر انحصار کر کے زندہ نہیں رہ سکتی دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ کوئی مخلوق بھی اتنی بے نیاز نہیں ہے کہ اسے کسی صورت میں بھی کسی دوسرے کی ضرورت محسوس نہ ہو، بلکہ ہر مخلوق اپنے غیر پر منحصر رہ کر ہی، اپنی زندگی پوری کرتی ہے۔ مثلاً زمین، آسمان چاند، سورج، ستارے، پہاڑ، دریا یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں اور انسان بھی اللہ کی مخلوق ہے اگر انسان ختم ہو جائیں تو یہ تمام کائنات بیکار ہے کیونکہ یہ انسانوں ہی کی وجہ سے پیدا کی گئی ہیں اگر انسان ہوں اور یہ مخلوقات نہ ہوں تو انسانوں کی پیدائش بیکار ہے کیونکہ انسانوں کو دنیا میں آزمائش کیلئے پیدا کیا گیا ہے

اسی طرح چاند منحصر ہے سورج پر اور سورج منحصر ہے چاند پر، اگر رات کا یہ سامان چاند ستارے نہ ہوں، تو دن ہی دن رہے گا، رات نہیں آئیگی، اگر سورج نہ ہو تو رات ہی رات رہے گی، دن نہیں آئے گا۔ بہر حال یہی معاملہ ہر مخلوق کے اندر کا بھی ہے۔ مثلاً: جنگل کے تمام جانور مل کر ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں اور آپس میں متفق ومتحد رہتے ہیں، اگر ایسا نہ ہو، تو پھر جنگل میں کوئی بھی جانور زندہ نہ بچے سب ایک دوسرے کو پھاڑ کھائیں اسی طرح تمام انسان باہم متفق رہتے ہیں اور مل کر ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اگر ایسا نہ

ہو تو پھر جینا ہی دوبھر ہو جائے۔

مثلاً آپ ہر روز صبح دیکھتے ہیں کہ غریب مزدور، مزدوری کی تلاش میں نکلتا ہے تاکہ اسے کوئی امیر لے جائے کام کرائے اور مزدوری دیدے، اسی طرح امیر گھر سے مزدور کی تلاش میں نکلتا ہے تاکہ اسے کوئی مزدور مل جائے اور اس کا کام کردے۔ اس طرح انسانوں کا نظام چل رہا ہے ورنہ اگر غریب اپنے کو امیر سے بے نیاز کرلے اور امیر غریب کی احتیاج محسوس نہ کرے، تو پھر نہ امیر کا مکان بنے، نہ دوکان چلے، نہ فیکٹری چلے، نہ کارخانہ چلے، اسی طرح غریب نہ کھانے کا انتظام کر سکتا ہے نہ پینے کا اور نہ ہی اہل وعیال کی پرورش کر سکتا ہے۔

بہر حال یہ کائنات کا نظام ہے جس پر کائنات کی بنیاد ہے، اگر یہ بنیادی نظام ذرا بھی ٹس سے مس ہو جائے تو پوری کائنات حائز ہو جائے گی، کائنات کے اس نظام سے ہی قوموں کا آپسی اتحاد واتفاق عبادت ہے، جس پر ہر قوم کے سماج ومعاشرہ اور ملک کی تعمیر ہوتی ہے، جس پر اس کے اخلاق واعمال اور عقائد کا انحصار ہوتا ہے اور وہی اس کے وجود وبقا کی دلیل بھی ہوتا ہے، اس لئے کہ جب کوئی قوم تباہ وبرباد ہوتی ہے اور روئے زمین سے جب کسی قوم کا نام ونشان مٹتا ہے، تو آپسی تفرقہ بازی اور نااتفاقی ہی اس کا سب سے پہلا اور آخری سبب ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ من حیث القوم امت مسلمہ کیلئے باری تعالیٰ نے یہ صریح حکم نازل فرمایا ہے کہ (اے مسلمانو) "اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑلو اور باہم نااتفاقی پیدا مت کرو"

اتفاق واتحاد کا کلیدی کردار: دوستو......! اللہ کا یہ حکم بڑی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے، یہ موقع نہیں ہے ورنہ تفصیل سے اس موضوع پر روشنی ڈالتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اتفاق واتحاد ترقی وکامیابی کی ہر راہ کی کنجی ہے، کیونکہ اتفاق واتحاد ہی کے ذریعہ قوم کو عروج حاصل ہوتا ہے، اتحاد واتفاق ہی کے ذریعہ جہاد کیا جا سکتا ہے، اتفاق واتحاد ہی کے ذریعہ غیر قوموں پر رعب ودبدبہ حاصل ہوتا ہے، اتفاق واتحاد ہی تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہے، اتفاق واتحاد ہی سکون وراحت کی زندگی بخشتا ہے، اتفاق واتحاد ہی ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ بیدار کرتا ہے، غرض یہ ہے کہ اتفاق واتحاد ہی انسانی سماج ومعاشرہ اور ملک کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے

آج سے چودہ سو سترہ سال پہلے انصارِ مدینہ نے اتفاق واتحاد کی تاریخ میں جو روشن کارنامہ انجام دیا تھا، وہ پوری امت کے لئے مشعل راہ بن گیا اور مؤرخین تو حیرت زدہ ہیں کہ انصارِ مدینہ نے جو قربانیاں مہاجرین مکہ کیلئے دی ہیں، انسانی تاریخ میں کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی، یقیناوہ امت مسلمہ کے اتفاق واتحاد ہی کا نتیجہ تھا۔

قوم مسلم کی ذلت ورسوائی کا سبب: لیکن آج پوری دنیا میں ملت مسلمہ ذلیل وخوار ہورہی ہے، ہر طرف سے اسے طعن وتشنیع کی جارہی ہے۔

تین سو تیرہ اندھیرے میں اجالا کر گئے
اب کروڑوں پہ بھی آپڑا مشکل ہے کام

ہر ملک میں سینکڑوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں، پھر بھی کوئی رعب ودبدبہ نہیں، کوئی عزت ووقار نہیں۔ اگر جائزہ لیا جائے تو خلاصہ یہی نکلے گا کہ ہمارے اتفاق واتحاد کا شیرازہ بکھر گیا ہے، پوری امت ذات پات، رنگ ونسل قبیلہ وخاندان کی لڑائی میں مصروف نظر آتی ہے، ہر قبیلہ، اور

ہر برادری خود کو بلند نسب اور بلند منصب ثابت کرنے میں اپنا وقت صرف کر رہی ہے، ایسا لگتا ہے شاید جنت کے حصول کا یہی واحد راستہ ہے اور اللہ کی رضامندی محض ذات برادری کے نام پر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ نعوذ باللہ

دوستو......! یہ حال صرف عوام کا نہیں بلکہ خواص تو اس کے سرغنہ ہیں۔ اگر عالمی پیمانہ پر آپ غور کریں تو پھر بات بہت دور جاتی ہے، بس اپنے ملک اور اپنے ہمسایہ ملک کا جائزہ لے لیجئے تو اندازہ ہو جائیگا کہ ہمارے یہاں تو ذات پات اور قبیلہ وخاندان کی ایسی آگ لگی ہے کہ دنیا ودین دونوں کو اس نے بھسم کر دیا ہے، چنانچہ سیاسی منظر نامہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں، آج ہر پارٹی ذات پات کی بنیاد پر کامیاب ہونا چاہتی ہے۔ دوسری ذات والوں کے تئیں ان کا رویہ سخت ہوتا ہے، یہاں تک انہیں ایذاء پہنچانے اور ان کا مال لوٹنے یا قتل کر دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔

اور دینی امور کا حال تو اس سے بھی ابتر ہے، مساجد ذات پات کے نام سے تعمیر ہو رہی ہیں ائمہ کرام کا تقرر تقویٰ وطہارت پر نہیں بلکہ ذات پات کے نام پر ہو رہا ہے، مدارس اسلامیہ ذات پات کے نام سے موسوم ہیں، تدریسی مشاغل، تصنیفی اور تالیفی امور ذات پات کے نام سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر ہم میں ایک دوسرے کے تئیں حسد وبغض ہے، تو محض ذات کی بنیاد پر، اگر جھگڑا ہے، تو صرف ذات پات کے عنوان پر، یہاں تک کہ پوری امت مسلمہ تمام کامیابی کے راستے صرف ذات پات کی بنیاد پر ہی کھولنا چاہتی ہے۔

افضلیت وبرتری کا مدار تقویٰ ہے: میرے بزرگو اور بھائیو......! اللہ کے یہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ وہاں تو تقویٰ وطہارت اور پرہیزگاری کو

سامنے رکھ کر فیصلے کیے جاتے ہیں، قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یا ایھا الناس اناخلقنکم من ذکر وّ انثیٰ و جعلنکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم خبیر

﴿"اے لوگو ہم نے تم کوایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے درمیان قبیلہ و خاندان صرف تعارف و شناخت کیلئے بنائے ہیں، اللہ کے نزدیک تم میں باعزت (اور صحیح مسلمان) وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اللہ پاک ہر ڈھکی چھپی بات کو جاننے والے ہیں﴾

علامہ اقبال مرحوم نے بھی امت مسلمہ کے منتشر شیرازہ کو متحد کرنے کی اپنے الفاظ سے کوشش کی ہے اور اچھوتے انداز میں امت کو بہترین نصیحت کی ہے ۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہے سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

میرے عزیزو......! غور کا مقام ہے اگر اللہ کی دی ہوئی عقل کو ہم ذرا بھی کام میں لائیں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں، کہ جب ہمارا دین ایک، خدا ایک ہے، قرآن ایک ہے، رسول ایک ہے، مرنا جینا ایک ہی طرح کا ہے، خلقت و پیدائش بھی ایک ہی انداز کی ہے رفتار و گفتار بھی ایک ہی جیسی ہے، رگوں میں خون بھی ایک ہی طرح کا دوڑتا ہے، خوشی و غم، رنج و الم کا احساس بھی ایک ہی طرح کا ہے، تو پھر یہ رنگ و نسل، قومیت و برادری اور ذات پات کا واویلا کیوں ہے؟ غریبی اور امیری کے فرق سے یہ دوری کیوں ہے؟ جبکہ دین محمدی میں اس کی کہیں اور کسی گوشہ میں بھی ہرگز گنجائش نہیں۔

حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم ایک غریب مگر متقی صحابیؓ

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ اللہ کے نبی محمد ﷺ اشرافِ قریش سے گفتگو فرما رہے تھے، ان کے مزاج اور ان کی طبیعتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے مخصوص جگہ اور مخصوص مقام پر یہ گفت و شنید جاری تھی، کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ جو ایک نہایت ہی غریب مسلمان تھے اور بظاہر ان کا کوئی معیار اور وقار بھی نہ تھا، اللہ کے نبی ﷺ سے کچھ پوچھنے کیلئے تشریف لے آئے، وہ چونکہ نابینا بھی تھے، اس خیال سے حضور اقدس ﷺ کو ان کے آنے سے گرانی ہوئی، چنانچہ آپ ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اشراف قریش کی طرف متوجہ ہو گئے، حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ کے ذہن و خیال میں ہرگز حضرت عبداللہ بن امّ مکتومؓ کی حقارت یا رزالت کا شائبہ تک نہ تھا، مگر یہ سوچ کر کہ کہیں اشراف قریش ان کے تخاطب سے رنجیدہ خاطر اور ملول نہ ہو جائیں اور پھر یہی سبب ان کی تکفیر کا بن جائے تو آپ نے توجہ ہٹائی اور چہرہ گھما کر پھر گفتگو شروع فرما دی۔ بس اللہ کو اپنے نبیؐ کی یہ بات بڑی ناگوار ہوئی اور اسی وقت وحی نازل فرمائی جس میں حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم کے مقام و مرتبہ کو واضح کیا اور اشراف قریش کو ان کے کفر کے سبب ذلیل ٹھہرایا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے نبیؐ کو تنبیہ بھی فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَبَسَ وَ تَوَلّٰی اَنْ جَاءَہُ الْاَعْمٰی، وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰی، اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی. اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی، فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی وَمَا عَلَیْکَ اَلَّا یَزَّکّٰی، وَاَمَّا مَنْ جَائَکَ یَسْعٰی وَ ھُوَ یَخْشٰی، فَاَنْتَ عَنْہُ تَلَھّٰی

Scanned by CamScanner

﴿"آپ ترش رُو ہو گئے اور چہرہ پھیر لیا ایک نابینا کے آجانے سے آپ کو کیا معلوم کہ آپ کا سمجھانا اس کے کتنا کام آتا اور وہ کتنا سنور جاتا، آپ ان لوگوں کی تو پرواہ کرتے ہیں، جو آپ سے اعتراض کرتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ ایمان نہ لائیں لیکن جو شخص آپ کے پاس دوڑ دوڑ کر آتا ہے اور وہ اللہ سے بھی ڈرتا ہے تو آپ اس سے اعراض کرتے ہیں"﴾

دوستو......! یہ ہے آئینہ مذہب اسلام کی بے مثال تعلیمات کا جس میں رنگ و نسل، غریبی و امیری کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ایک شخص جو مسلمان ہے تقویٰ و طہارت اور پاکیزگی اس کے اوصاف میں سے ہے اللہ کی نظر میں ایسے بندہ کی جو عزت اور جو مقام ہے وہ کسی دولت مند، جائداد والے یا حسن و جمال والے کا ہرگز ہرگز نہیں، کیونکہ مذہب اسلام میں تقویٰ اور پرہیزگاری ہی عزت اور ذلت کی بنیاد ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم کی دوسری آیتوں میں بھی باری تعالیٰ نے رنگ و نسل اور ذات برادری کے فرق کو مٹا کر صرف ایک ہی اصول بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ جو شخص بھی مؤمن ہے وہ تمہارا بھائی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

﴿"تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں، اگر کبھی کچھ تلخی بھی پیدا ہو جائے تو دوسرے بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ صلح کرا دیا کریں اور (اس نازک مسئلہ کے بارے میں) اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ اللہ کی رحمت تم پر نچھاور ہو جائے۔"﴾

حاضرین محترم......! یہ ہے لائحہ عمل جو اللہ نے ہمارے لئے تیار کیا ہے، ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس آیت کی رُو سے اگر ہم مسلمان کو اپنا بھائی تصور

کریں تو پھر آپسی اختلافات پیدا ہی نہ ہوں، رنگ و نسل اور غریبی و امیری کا فرق خود بخود ختم ہو جائے اور ہمارے ایمان کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

پوری امت اسلامیہ ایک جسم کے مانند ہے: ایک حدیث میں آتا ہے کہ پوری ملتِ اسلامیہ جسم واحد کی طرح ہے، جس طرح ہاتھ کی ایک انگلی میں کانٹا چبھ جائے، تو ہرگز ممکن نہیں ہے کہ جسم کے دوسرے اعضاء اس کی تکلیف محسوس نہ کریں، کیونکہ پوری ملت ایک جسم کی طرح ہے اور تمام مسلمان اس جسم کے اعضاء و جوارح ہیں، اس لئے اگر ایک مسلمان کو کوئی تکلیف ہو تو دوسرے مسلمان کے دل میں اس کا درد ہونا چاہیئے۔ امام احمدؒ اور مسلمؒ نے نعمان بن بشیرؓ سے ایک روایت نقل کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں۔

مثل المؤمنين فى توادهم و تراحمهم كمثل الجسد اذا اشتكى منهُ عضوٌ تداعى له سائر الاعضاء بالحمى و السهر."

مؤمنین کی مثال ان کے آپس میں محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایسی ہے، جیسا کہ جسم کا کوئی عضو بیمار ہو جائے تو سارے اعضاء اس کی وجہ سے تکلیف اور درد محسوس کرتے ہیں۔" بقول سعدیؒ۔

بنی آدم اعضاء یک دیگر اند　　که در آفرینش ز یک جوهر اند
چوں عضوے بدرد آورد روزگار　　دگر عضوہا را نماند قرار!

محترم بزرگو اور دوستو......! قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل ثابت ہو گئی ہے، کہ تمام مسلمان ایک ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فطری وسائل سے لیکر انسان کے ذاتی مسائل تک یگانگت اور اتحاد رکھا ہے مثلاً جسمانی طور پر

اور صورتاً وہ ایک ہیں، تو ایک ہی طرح کی سوچ اور ایک ہی طرح کی موت و حیات بھی ہے۔

نماز کے مسائل ایک ہیں، کہ ایک ہی طرح کی عبادت ایک ہی وقت میں، ایک ہی سمت میں، ایک ہی امام کے پیچھے ہوتی ہے اور ایک ہی خدا کیلئے ہوتی ہے

اسی طرح روزہ کہ وہ بھی ایک ہی وقت میں، ایک ہی طرح سب پر فرض ہوتا ہے، اور سب اسے بخوشی ادا کرتے ہیں۔

اسی طرح حج کہ وہ بھی ایک ہی وقت میں، ایک ہی جگہ ایک ہی طرح ادا کیا جاتا ہے اور کل عالم کے مسلمان اسے اطمینان و سکون سے ادا کرتے ہیں۔

یہی حال زکوٰۃ کا ہے: کہ وہ بھی ہر صاحب نصاب مسلمان پر ایک ہی طرح فرض ہوتی ہے اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ بھی سب کے لئے ایک جیسا ہے، کوئی امیر یا غریب عالم یا جاہل اسکی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ مصارفِ زکوٰۃ سب کے لئے یکساں ہیں، اور ذاتی اعتبار سے بھی ہر شخص کی نقل و حرکت کھانا پینا، سونا جاگنا اور رونا دھونا ایک ہی انداز کا ہے۔

حاضرین مجلس......! جب سب کچھ ایک ہے اور ایک ہی طرح کا ہے، تو اب بھی اگر کوئی شخص ذات برادری یا رنگ و نسل کی فوقیت اور برتری جتائے اپنی انا اور ہٹ دھرمی کو قائم رکھنے کے لئے قوم اور خاندانوں کے درمیان متعصبانہ جھگڑے اور تنازعات پیدا کرے، ان میں بغض و عداوت اور نفرت کی آگ بھڑکائے، تو اس کے بارے میں اب اس سے بڑھکر اور کیا کہا جا سکتا ہے، کہ وہ بد بخت ہے اور اب اس پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار پڑنے والی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص قیامت کے دن اللہ کے سامنے اپنا حساب لیکر آئے گا اس کا

حساب میزان کیا جائے گا تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائیگا، اللہ پاک فرمائیں گے اس کو جہنم میں ڈال دو، کیونکہ اس شخص نے ایسی بات کہی تھی جس سے امت میں تفریق پیدا ہو گئی تھی، یا اس نے ایسی بات کہی تھی جس سے دو خاندانوں میں دراڑ پیدا ہو گئی تھی اس شخص کی بات کی وجہ سے لوگ سخت تکلیف اور رنج میں مبتلا ہو گئے تھے۔

حاضرین غور فرمائیں کہ تفرقہ باز شخص کا یہ انجام اخروی ہے تجربہ اس بات کا شاہد ہے، کہ ایسا شخص دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اسے ایسی رسوائی ملتی ہے کہ تاحیات وہ منہ دکھانے کے لائق نہیں رہتا اور مرنے کے بعد بھی لوگ اسے ایسے ہی کلمات سے یاد کرتے ہیں۔

اسی لئے قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے یہ ارشاد فرمایا ہے:

انّ الذین فرّقوا دینھم وکانوا شیعاً لّست منھم فی شیء۔

﴿"جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقے ڈالے اور مختلف پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے ﴿اے نبی﴾ آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں اور کوئی واسطہ نہیں۔"﴾

ایک دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

وَانّ ھٰذا صراطی مستقیماً فاتّبعوہ ولا تتّبعوا السُّبُلَ فتفرّق بکم عن سبیلہ ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلّکم تتّقون۔

﴿(اے نبی آپ لوگوں سے کہ دیجئے) یہ میرا راستہ ہے بالکل سیدھا اس لئے تم صرف اسی پر چلو اور دوسری راہیں تلاش نہ کرو، ورنہ تم بکھر جاؤ گے اور یہ وصیت میں نے تم کو اس لئے کی ہے تاکہ تم سنبھل کر چلو۔"﴾

اتحاد ملت کا مرکز: محترم بزرگو اور دوستو......! یہ ہیں فرامین قرآن و

احادیث کے، کہ جن پر عمل کرنا چاہئیے اور تمام مسلمانوں کو آپس میں متحد اور ایک رہنا چاہئے۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان متحد ہونا چاہیں تو وہ کونسا راستہ اور نکتہ ہے جو ان کا مرکزِ اتحاد ہو، اس لئے کہ کسی بھی قوم کے متحد ہونے کا کوئی نہ کوئی مرکزِ وحدت ہوتا ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئیے کہ اقوام عالم کے مراکزِ وحدت اور ان کی اتحادی راہیں ہمارے اعتبار سے افتراق و انتشار کا سبب ہیں، جس پر سب متفق نہیں ہوسکتے۔

مثلاً: کہیں نسلی اور نسبی رشتوں کو اتحاد کی بنیاد سمجھا گیا ہے، جیسے: قبائل عرب کی وحدت تھی، کہ قریش ایک قوم اور بنو تمیم دوسری قوم سمجھی جاتی تھی، کہیں رنگ کا امتیاز اس اتحاد کا مرکز قرار پا رہا تھا، کہ یورپ میں کالے لوگ ایک قوم اور گورے لوگ دوسری قوم سمجھے جاتے ہیں، کہیں وطنی اور لسانی وحدت کو مرکزِ اتحاد بنایا ہوا تھا، کہ ہندی ایک قوم اور عربی دوسری قوم ہیں، کہیں آبائی اور پشتینی رسم ورواج کو مرکزِ اتحاد بنایا گیا، کہ جو اِن رسوم کے پابند ہیں، وہ ایک قوم اور جو ان رسم ورواج کے پابند نہیں وہ دوسری قوم ہیں۔ جیسے: ہمارے ملک میں ہندو اور آریہ سماج والے وغیرہ۔

لیکن قرآن حکیم نے ان تمام نظریات کو ختم کر کے ایک نکتہ اتحاد قائم کیا اور وہ ہے حبل اللہ یعنی اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد میں نے ایک آیت کی تلاوت کی تھی، جس کا مطلب یہ تھا (اے لوگو) اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باہم نااتفاقی پیدا نہ کرو۔

ملت مسلمہ کا نکتہ اتحاد واتفاق اللہ کے احکامات کو مضبوطی سے پکڑ لینا ہے۔ اب جو شخص اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے وہ ایک قوم ہے اور جو اللہ کی

رسّی کو مضبوطی سے نہ پکڑے وہ دوسری قوم ہے خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ کا یہی مطلب ہے۔

ذرا سوچنے کی بات ہے کہ اقوام عالم کی وحدتیں اور ان کے مراکز اتحاد عموماً غیر اختیاری ہیں، جن کو کوئی بھی انسان اپنی کوشش وجد وجہد سے حاصل نہیں کرسکتا، کیونکہ جو کالا ہے وہ گورا نہیں ہوسکتا، اور جو قریشی ہے وہ تمیمی نہیں ہوسکتا، جو ہندوستانی ہے، وہ عربی نہیں ہوسکتا۔ یہی تمام ذات برادریوں کا حال ہے جس پر لوگ سنجیدگی سے غور نہیں کرتے کیونکہ جن کو ذات برادری کے اعتبار سے حقیر سمجھا جارہا ہے اس میں ان کا کیا قصور ہے؟ واقعی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ اس نے کسی غیر اختیاری چیز کو مرکزِ اتحاد نہیں بنایا، بلکہ یہ فرمایا کہ تم اللہ کے احکامات کے پابند ہو جاؤ جو لوگ پابند رہیں اور مضبوطی سے عمل کرتے رہیں وہ ایک ہیں اور جو ایسا نہ کریں وہ تم میں سے نہیں، تمہارا ان سے کوئی تعلق اور کوئی واسطہ نہیں۔

دوستو......! یہ عجیب سی بات ہے کہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں، کہ اصل اتحاد واتفاق دلوں کے میل جول اور آپسی محبت سے ہوتا ہے اور دلوں کا پورا اور پائیدار اتفاق ظاہری تدبیروں سے حاصل نہیں ہوتا، وہ تو صرف اللہ کی اطاعت اور اس کی رضاجوئی سے ہی حاصل ہوتا ہے اور یہ اختیاری مرکزِ وحدت ہے: اس لئے سب مل کر اللہ کی رسّی یعنی قرآن واحادیث کو مضبوطی سے پکڑ لیں دل چاہے نہ چاہے ان کے احکامات کو اپنی زندگی میں عملی طور پر پیش کریں۔ یقیناً پھر سب آپس میں خود بخود متفق ہو جائیں گے اور سب کے باہمی تفرقے ختم ہو جائیں گے۔

Scanned by CamScanner

اس بات کا ثبوت قرآن حکیم کی ایک دوسری آیت سے بھی ملتا ہے،

انَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا. جو لوگ ایمان لائیں اونیک عمل کریں اللہ تعالیٰ ان میں آپس میں محبت و مؤدت پیدا فرمادیتے ہیں۔"

اللہ کے احکامات کا اتباع کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے ہمیشہ آپس میں محبت کرنے والے ہوتے ہیں اور جب اللہ اور اس کے رسول گا اتباع زندگیوں سے نکل جاتا ہے تو دلوں کی محبت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ خود غرضی لالچ حسد اور بغض اس کی جگہ لے لیتے ہیں، انسان پھر لاکھ اتفاق واتحاد کے منصوبہ طے کرلے اصول و قانون ترتیب دے لیں ہرگز اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہم سیاسی پارٹیوں میں جو اتحاد کی جھلک دیکھتے ہیں وہ عارضی ہوتا ہے، ذرا سی ٹھیس لگنے سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے، اصل اتحاد و اتفاق تو خدا کی اطاعت و بندگی میں مضمر ہے۔

میرے بھائیو......! اگر تم چاہتے ہو کہ ہمیں پھر سے وہی مقام نصیب ہو جائے جو ابو بکرؓ و عمرؓ کے زمانہ میں تھا، اگر چاہتے ہو آپسی تفرقہ بازی ختم ہو جائے تو اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات سے روشن کرلو اور پھر دیکھو کہ ہمارے آپسی تمام تنازعات ختم ہو جائیں گے اور ایک صاف ستھرے معاشرہ کی تعمیر ہوگی، جہاں سانس لینا آسان ہوگا امانتداری و دیانتداری کی بادِ بہاری ہوگی، محبت و مؤدت، بھائی چارہ و خیر سگالی عام ہوگی۔

بس اب قدم بڑھایئے اور جدو جہد کیجئے تاکہ ہر وہ شخص جس نے بھی

کلمہ توحید لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھا ہے وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والا بن جائے وہ سنتوں کو زندہ کرنے والا بن جائے، پھر اتفاق واتحاد کی راہیں خود بخود ہموار ہوتی چلی جائیں گی۔ باری تعالیٰ ہمیں قدر دانی کی توفیق ارزانی بخشے...... آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Scanned by CamScanner

MOOR LIBRARY

برائے ایصال ثواب

مورخہ ۲۰/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۵/اگست ۱۹۹۷ء بروز دوشنبہ احقر کے سر سے والد محترم کا سایہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا ہے، جن کی قربانیوں اور جانفشانیوں کے نتیجہ میں اس ذرۂ بے مقدار کو دینی علوم وفنون سیکھنے سکھانے اور عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

قارئین خطبات اسلم سے التماس ہے کہ اس حقیر کاوش سے استفادہ کے بعد جہاں آپ میرے لئے دعائے خیر فرمائیں، وہیں والد محترم کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ سکون نصیب فرمائے آمین

محمد ناظم قاسمی

مرتب خطبات ھذا

Scanned by CamScanner

مفکرِ ملت حضرت اقدس مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی کے مفید ترین خطبات کا مجموعہ

خطباتِ اسلم

۸؍ جلدیں جو اپنی عجیب و غریب اور مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ اہل علم میں مقبول ہو چکی ہیں۔

- سادہ و عام فہم، سہل و سلیس، پُرکشش اور جامع خطبات کا حسین مرقع۔
- مناسب آیات، برمحل احادیث، عبرت آموز واقعات اور خطیب محترم کے طویل تجربات کا انوکھا سنگم۔
- خلوص و دردمندی، جذب و شوق، عشق و محبت اور قلبی سوز و گداز جیسے تمام معنوی کمالات سے بھرپور۔
- دلکش عناوین، پُرمغز مضامین اور پُرسوز انداز بیان۔
- طالبین حق کیلئے ہادی و رہنما اور روحانی بیماریوں کیلئے ایک مخلص معالج۔
- ایک ایسی کتاب کہ جس کے مطالعہ سے زندگی کے بے آب و گیاہ میدان میں علم و عمل اور رشد و ہدایت کے پھول اُگنے لگتے ہیں۔

SHAREEF BOOK DEPOT

JAMIA ISLAMIA KASHIF-UL-ULOOM

Chhutmalpur Pin. 247662

Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA

Scanned by CamScanner